# رپورٹ

متعلق اجلاس سی و ہفتم

## آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

منعقدہ ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء بمقام بمبئی

جو

حسب ہدایت نواب صدر یار جنگ مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی

آنریری سکرٹری کانفرنس مرتب کی گئی

اور باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ میں چھپی ۱۹۲۵ء ۱۳۴۳ھ

# اِس کو ملاحظہ کیجئے

## سنہ ۱۹۲۳ء

میں کانفرنس کا جو سالانہ اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا وہ ایک خصوصیت کے لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیگا یعنی اِس اجلاس میں ہندوستان کے

## مشہور ماہرین تعلیم

تمام اطرافِ ملک سے علی گڑھ میں جمع ہوئے تھے جنھوں نے مختلف تعلیمی و علمی مسائل پر نہایت مفید دلچسپ، محققانہ، اور معرکۃ الآراء لکچر دیئے، جو اس حد تک پسند کئے گئے کہ چند صوبجات ہند کے ڈائرکٹران سررشتہ تعلیم نے ان کی سینکڑوں جلدیں سرکاری طور پر خریدیں اور مشاہیر فن نے ان کو بے حد پسند کیا ہم نے عام رجحان دیکھ کر ان

## مفید لکچروں کا مجموعہ

انگریزی اور اُردو میں علیحدہ علیحدہ چھاپ یا ہے اُردو مجموعہ میں ۲۳ بہترین لکچر ماہرین فن کے ہیں جن کی ضخامت پورے ۳۰۰ صفحہ ہے، کاغذ سفید مضبوط، کتابت پاکیزہ طباعت صاف و روشن، ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں اس لئے بہت سا میٹر ان ۳۰۰ صفحات میں جمع ہوگیا ہے۔

اِس کے علاوہ ناظرین کی مزید دلچسپی کے لئے اجلاس کانفرنس کے دلچسپ حالات اور تعلیمی نمائش کی مفصل کیفیت بھی اس کے ساتھ شامل کردیگئی ہے، اور ان سب چیزوں کے اضافہ سے اس مجموعہ کی ضخامت ۴۰۰ صفحہ سے زیادہ ہوگئی ہے لیکن باینہمہ اشاعت عام کے خیال سے اس بیش بہا مجموعہ کی قیمت صرف عہ ۱۲ رکھی گئی ہے۔ چونکہ دوبارہ اس مجموعہ کا چھپنا مشکل ہے اس لیے اُمید ہے کہ ناظرین خریداری میں عجلت فرمائینگے۔ مذکورۂ بالا اُردو لکچروں کی تفصیلی فہرست حسب ذیل ہے۔

(ملاحظہ ہو صفحہ ج سرورق)

# فہرست مضامین

صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تمہید

جب کسی قوم میں اپنی پستی اور درماندگی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اس حالت سے نکلنے کے لیے جد و جہد کرتی ہے۔ اس وقت قوم کے دانشمند اور سربرآوردہ اصحاب قوم کے سامنے مفید تجاویز پیش کرتے اور ترقی کی تدابیر بتاتے ہیں۔ اگر قوم کا احساس حقیقی و واقعی ہے، اور قوم اسقدر مردہ نہیں ہو چکی ہے کہ اس کی قوت عمل یکسر فنا ہو چکی ہو تو وہ ان تجاویز و تدابیر کو اختیار کرتی ہے اور آخر کار کامیاب ہوتی ہے، ورنہ چند روزہ شور و غلغلہ کے بعد ایک قسم کا سکون پیدا ہو جاتا ہے اور قوم اپنی جگہ سے ذرا بھی آگے نہیں بڑھتی۔

**غلط رہنمائی کا انجام**

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ قوم کے رہنما ہوتے ہیں، اور قومی ترقی کی تجاویز پیش کرتے ہیں وہ خود شاہراہ عمل سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے قوم کو غلط راستہ پر ڈال دیتے ہیں، قوم جد و جہد کرتی ہے، اور اس راستہ پر چلتی ہے، لیکن منزل مقصود تک نہیں پہنچتی، اُس وقت دفعتاً قوم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ غلط رہنمائی نے اس کی قوت عمل کو بُری طرح ضائع کر دیا، اور منزل مقصود سے دور ہٹ گئی، اب اگر قوم بلند ہمت ہے تو وہ اس ناکامی کی پروا نہ کرکے صحیح راستہ تلاش کر لیتی ہے، ورنہ مایوس و افسردہ ہو کر اور ہمت ہار کر بیٹھ جاتی ہے، اور پھر مدت تک اُس میں کسی واقعی مفید تحریک پر بھی عمل کرنے کا حوصلہ نہیں پیدا ہوتا، اور یہ حالت قوم کے لیے درحقیقت نہایت خطرناک ہوتی ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قوم کے رہنما جو راستہ بتاتے ہیں وہ غلط تو نہیں لیکن قبل از وقت ہوتا ہے،

قوم ابھی ترقی کی ابتدائی منازل میں ہوتی ہے، اور اولوالعزم مگر ناعاقبت اندیش رہنما یہ چاہتے ہیں کہ بغیر درمیانی منازل طے کیے ہوئے وہ آگے بڑھ جائے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم ٹھوکر کھاتی ہے، اور اس کی قوت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔

ان حالات سے اندازہ ہوگا کہ قومی ترقی کا بہت کچھ مدار اس بات پر ہے کہ قوم ترقی کے صحیح ذرائع جو وقت اور موقع کے مناسب ہوں اختیار کرے، اور اس کے رہنما ہمیشہ صحیح طریقہ سے اس کی رہبری کرتے رہیں۔

**تدابیر ترقی کی کثرت**

اب دیکھنا یہ چاہیے کہ موجودہ زمانہ میں جبکہ ہماری قوم میں ایک گونہ احساس اور ترقی کی خواہش پیدا ہو چکی ہے، وہاں کونسی تدابیر ہیں جن پر عمل کرنے سے ہماری قوم دوسری قوموں کے دوش بدوش ترقی کر سکتی ہے۔ موجودہ حالت تو یہ ہے کہ قومی ترقی کی سینکڑوں تحریکیں اور جدید تجویزیں اس کے سامنے ہیں اور مختلف الخیال رہنما قوم کو علیٰحدہ علیٰحدہ راستوں پر لیجانا چاہتے ہیں، اور قوم کی حالت یہ ہے کہ

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

ایسی حالت میں قوم کے تمام افراد کو کسی ایک مرکز پر جمع کر کے کسی ایک ہی مقصد کے لیے آمادہ کرنا مشکل ہے، لیکن خود قوم بھی اگر عقل و دانش سے کام لے تو یہ معلوم کرنا چنداں دشوار نہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ قابل توجہ اور لائق عمل کونسی تحریک ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گزشتہ پچاس سال، خصوصاً پچھلے دس برس کے اندر مختلف اوقات میں مسلمانوں کے سامنے جو تدابیر ترقی کی پیش کی گئیں ان میں سے اکثر مخصوص حالات میں مسلمانوں کے لیے مفید و سودمند ہیں، لیکن ان سب میں ایک تحریک ایسی بھی ہے، جو ہمیشہ اور ہر حالت میں مسلمانوں کے لیے یکساں طور پر مفید و واجب العمل ہے، اور وہ "تعلیمی تحریک" ہے۔

**تعلیمی تحریک کی اہمیت و برتری**

اس لیے کہ مسلمان خواہ کسی حالت میں ہوں، تعلیم سے بے نیاز نہیں ہو سکتے کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان کا مستقبل کیا ہے؟ اور ملک میں جو سیاسی اضطراب پایا جاتا ہے، اس کا حشر کیا ہوگا؟ لیکن خواہ ہندوستان کا مستقبل کچھ بھی ہو اور نظام حکومت میں کیسی ہی تبدیلیاں کیوں نہ واقع ہوں، تعلیم کی اہمیت و ضرورت بدستور باقی رہے گی۔

مسلمان بلحاظ تعداد ہندوستان میں کم ہوں یا زیادہ۔ محکوم ہوں یا حاکم، مفلس ہوں یا دولتمند،

گورنمنٹ کے ہوا خواہ ہوں۔ یا بدخواہ، تاجر ہوں، یا ملازمت پیشہ۔ تعلیم ایک ایسی چیز ہے جو ہر حالت میں اُن کے لیے یکساں طور پر ضروری ہے اس لیے تعلیمی تحریک کی تائید و اعانت ہر مسلمان پر فرض ہے۔

سیاسی و مذہبی اختلافات نے متعدد پلیٹ فارم ملک میں قائم کر دئے ہیں، اور مسلمانوں کا شیرازہ قوت پراگندہ ہو گیا ہے لیکن "تعلیم" سب مسلمانوں کا متحدہ مقصد ہونا چاہیے۔ اور "تعلیمی پلیٹ فارم" پر تمام مسلمانوں کو ہم آہنگ ہو کر کام کرنا چاہیے، بے شبہ وہ تمام مفید تحریکیں جو ہندوستان میں جاری ہیں، امداد و اعانت کی مستحق ہیں۔ اور مسلمانوں کو اُن میں بقدر ضرورت شریک ہونا چاہیے، لیکن جو اہمیت و اولیت تعلیمی تحریک کو حاصل ہے وہ کسی دوسری تحریک کو میسر نہیں، کیونکہ تعلیم تمام مفید تحریکوں کا سرچشمہ ہے ہر مفید تحریک ہمیشہ کسی تعلیم یافتہ دماغ ہی سے پیدا ہوتی ہے، اور اس کے بعد عام ہو جاتی ہے، اگر آج ملک میں سیاسی بیداری اور آزادی کی خواہش پیدا ہو گئی ہے تو یہ بھی نتیجہ تعلیم کا ہے۔ اگر قوم کے افراد میں اصلاح معاشرت کا خیال پیدا ہو گیا ہے، تو یہ بھی تعلیم ہی کا ثمرہ ہے۔ اسی طرح وہ تمام تحریکیں جو آج ہندوستان میں جاری و ساری ہیں اُس وقت پیدا ہوئی ہیں جبکہ ہندوستان میں تعلیم پھیلی اور لوگوں کو دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کے حالات معلوم ہوئے اور پھر مقابلہ و موازنہ سے اپنی پستی اور درماندگی کا احساس ہوا، لیکن بایںہمہ اگر آج ہندوستان کو وہ درجہ و مرتبہ حاصل نہیں جو ترقی یافتہ ممالک کو حاصل ہے تو اس کا کھلا ہوا سبب یہ ہے کہ ابھی وہ بلحاظ تعلیم اُن ممالک سے بہت پیچھے ہے، اور اس کی یہ تعلیمی پسماندگی اس قدر ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہیں، لہذا سب سے بڑی قومی ضرورت یہ ہے کہ قوم میں تعلیم پھیلا کر اس کو ترقی کا صحیح راستہ بتایا جائے۔

### سرسید کی تحریک اور اُن کا تعلیمی کارنامہ

مسلمانوں میں سب سے پہلے سرسید مرحوم اور اُن کے رفقائے کار نے اس ضرورت کو محسوس کیا، اُن کا خیال تھا کہ جب مسلمان تعلیم حاصل کریں گے تو ترقی کی راہیں ان کے لیے خود بخود کھل جائیں گی اس بنا پر ایک طرف تو انہوں نے ۱۸۷۵ء میں ایک تعلیم گاہ کا سنگ بنیاد رکھا جو آخر کار ترقی کر کے مسلم یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچی، دوسری طرف ۱۸۸۶ء میں تعلیمی تحریک کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی، اس کانفرنس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو تعلیم کی ترغیب دے، اور تعلیمی سہولتیں بہم پہنچائے چنانچہ قریباً ۴۸ سال سے کانفرنس اس خدمت میں مصروف ہے اور بجز صوبہ بہار کے ہر صوبہ میں ذریعہ بر ہما، اُس کے سالانہ اجلاس منعقد ہو چکے ہیں، بلکہ بعض صوبوں میں متعدد بار کانفرنس نے اپنے سالانہ اجلاس کر کے اشاعت تعلیم کی کوشش کی ہزاروں مضامین و رسائل

تعلیم و اصلاح معاشرت کے متعلق شائع کئے طلبہ کو وظائف دیے، اسکولوں کی اعانت کی اور جدید مکاتب واسکول قائم کرائے، ہندوستان کے مشاہیر علماء اور ارباب فن کو کانفرنس میں مدعو کرکے اُن کے خیالات سے پبلک کو مستفید کیا، مختلف تعلیمی معاملات اور مشکلات کے متعلق گورنمنٹ سے مراسلت کرکے مسلمانوں کے لیے تعلیمی آسانیاں بہم پہنچائیں، اپنے اجلاسوں میں نہایت مفید تجاویز پاس کیں اور لوگوں کو اُن پر عمل کرنے کی ترغیب دی، اپنے سفرا کو مختلف اوقات میں اسلامی انجمنوں اور بعض پراونشل کانفرنسوں کے کام کے لیے بھیجا، غرض اپنے سرمایہ اور قوت کے مطابق جہاں تک ممکن تھا، مسلمانوں میں اشاعت تعلیم کے لیے کوشش کی، اور اس میں شبہ نہیں کہ گزشتہ زمانہ میں ہر صوبہ کے مسلمانوں نے کانفرنس کا خیر مقدم کیا، اور اس کے کام کو بہ نظر استحسان دیکھا اور مسلمانوں کے لیے مفید سمجھا، لیکن گزشتہ دس بارہ سال کے زمانہ میں کانفرنس کی طرف مسلمانوں کی وہ توجہ نہیں رہی، کیونکہ ہندوستان اور تمام دنیائے اسلام میں ایسے واقعات پیش آئے کہ مسلمانوں کو جدید مسائل اور مشکلات کے حل کرنے میں مبتلا ہونا پڑا، اور اُنکی ایک کثیر جماعت کو سیاسیات میں یہاں تک انہماک ہوا کہ تعلیم جیسی خشک و بے مزہ تحریک سے اُن کو مطلق دلچسپی نہیں رہی، ان حالات کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کی قوت عمل منقسم ہوگئی جس سے نہ صرف اُن کے تعلیمی مرکز کو نقصان پہنچا۔ بلکہ تمام قومی مدارس اور اندرون ہند کی تحریکوں کو ایسا صدمہ پہنچا کہ اب تک اُس کی تلافی نہیں ہو سکی۔

### مسلمانوں کی ایک خاص غفلت

درحقیقت مسلمانوں کی یہ بڑی کمزوری ہے کہ وہ ہنگامی حالات اور خارجی واقعات سے متاثر ہوکر ضروری و اصلی کام کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بے شبہ مسلمانوں کو بحیثیت ایک قوم کے لازمی طور پر ہندوستان کی پالٹیکس میں پورا حصہ لینا چاہیے، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ قومی مدارس اور دوسری مفید تحریکوں کو مردہ یا نیم جان حالت میں چھوڑ دیا جائے، اور اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت سے یکسر قطع نظر کر لی جائے۔ مسلمان تو سیاسی میدان میں اب آئے ہیں اور ہندو پچاس سال سے پولیٹیکل مشاغل میں مصروف ہیں، لیکن کیا اُنھوں نے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی پالٹیکس پر اپنے بچوں کی تعلیم کو قربان کیا؟ یا دوسری قومی تحریکوں سے چشم پوشی کی۔

### سیاسی تحریک کا اثر تعلیم پر

وہ طوفان خیز زمانہ سب کو یاد ہوگا جبکہ نان کوآپریشن کی تحریک کا عنفوان شباب تھا، اور تعلیمی مقاطعہ پر بہت زور دیا جاتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد اسلامی تعلیم گاہوں کو نقصان پہنچا اور مسلمان نوجوانوں کی ایک

بڑی تعداد تعلیم سے محروم ہوگئی، لیکن برادران وطن جو اس تحریک کے علم بردار تھے اس موقع پر بھی ثابت قدم رہے، اور اپنی تعلیم گاہوں کو اس دبا سے محفوظ رکھا، اور اپنے بچوں کو بدستور سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے دیا، البتہ قوم کے اس عام جوش سے فائدہ اٹھا کر چند آزاد درسگاہیں بھی اپنی قوم کے لیے قائم کر لیں لیکن مسلمانوں نے جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ بھی کھو دیا۔

## تعلیمی پستی کے ناخوشگوار نتائج

بہرحال یہ طوفان اب گزر گیا، اور بہت سے تلخ تجربوں اور مایوسیوں کے بعد آخر کار قوم کے اکثر حصہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ بغیر تعلیم کے مسلمان کسی شعبۂ حیات میں کامیاب نہیں ہو سکتے نہ پولٹیکل حیثیت سے اُن کو کوئی اہمیت و وقعت حاصل ہو سکتی ہے، اور خواہ ہندوستان کو کیسے ہی حقوق حاصل ہو جائیں جب تک وہ تعلیم یافتہ نہ ہونگے ان حقوق سے متمتع نہیں ہو سکتے، جیسا آج بھی وہ بہت سے حاصل شدہ حقوق سے مستفید ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اور دوسرے جو اُن سے زیادہ تعلیم یافتہ اور ہوشمند ہیں فائدہ اُٹھاتے ہیں، یہاں تک کہ جن صوبوں میں مسلمان تعداد میں بہت زیادہ ہیں (مثلاً سندھ) وہاں بھی وہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں پسماندہ ہیں، نہ کسی قسم کا اقتدار رکھتے ہیں۔ نہ اپنے حقوق سے آشنا ہیں، اور یہ جہالت ہی کا ثمرہ ہے کہ دوسری قومیں اُن کے حقوق غصب کرتی ہیں لیکن اُن کو خبر نہیں، اور اگر خبر ہو بھی تو وہ کر کیا سکتے ہیں، قہر درویش بر جان درویش نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، اور آیندہ بھی یہ حالات اس وقت تک قائم رہیں گے جب تک کہ مسلمان تعلیم پا کر ہندوستان کی دوسری قوموں کی برابر قابلیت اور ملکی انتظام کی صلاحیت حاصل نہ کریں گے، اور یہ نہ سیکھیں گے کہ اپنے حقوق کے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

## امید افزا آثار

خدا کا شکر ہے کہ اب آہستہ آہستہ قوم کے خیالات میں انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ اور چند سال کی مسلسل ہنگامہ آرائی کے بعد اب صبر و سکون کے ساتھ مسلمانوں کو اپنے مستقبل کے متعلق غور کر لینے کا موقع ملا ہے، اور ہر صوبہ کے مسلمانوں کو اب سر نو تعلیمی مجالس کی طرف توجہ پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ اب ہر صوبہ کی پراونشل کانفرنسیں زندہ ہو رہی اور کام کر رہی ہیں گزشتہ سال پنجاب۔ یوپی۔ سندھ، اور ممالک متحدہ میں پراونشل کانفرنسیں بڑی کامیابی سے منعقد ہوئیں اور لاہور میں انجمن حمایت اسلام" کا سالانہ اجلاس تو خصوصیت کے ساتھ نہایت کامیاب رہا۔ اور خود آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی طرف سے چند سال سے مسلمانوں کو جو سرد مہری تھی اُس میں بھی بہت کچھ تبدیلی ہو گئی۔

## ایجوکیشنل کانفرنس کا دورِ جدید

سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۲۲ء و سنہ ۱۹۲۳ء میں کانفرنس کو کہیں سے اجلاس سالانہ کے لیے دعوت نہیں آئی تھی، اس وجہ سے سنہ ۱۹۲۱ء میں کہیں اجلاس نہ ہوسکا۔ اور سنہ ۱۹۲۲ و ۲۳ء میں علیگڑھ ہی کو اجلاس کے لیے تجویز کیا، مگر حالات کی تبدیلی کا یہ اثر ہے کہ سنہ ۱۹۲۴ء میں دہلی اور بمبئی دو جگہ سے دعوت آئی نیز ایک ہندستانی ریاست میں بھی کانفرنس کو مدعو کرنے کی تجویز زیرِ نظر تھی۔ ابتدا میں دہلی کی دعوت شکرگزاری کے ساتھ منظور کرلی گئی، اور اخبارات میں اعلان کردیا گیا، لیکن چند روز بعد مسٹر محمد علی جناح نے بھی کانفرنس کو بمبئی میں دعوت دی، اُس وقت مختلف قومی مصالح کے لحاظ سے بمبئی کی دعوت کو ترجیح دی گئی، چنانچہ اربابِ دہلی کی اجازت کے بعد بمبئی کی دعوت منظور کرکے مکرر اعلان کیا گیا۔

بمبئی میں اجلاس کا معاملہ اوائل نومبر میں طے ہوا جبکہ کام کرنے کے لیے بہت کم وقت باقی رہ گیا تھا، اور اس قلیل مدت میں جو دو ماہ سے بھی کم تھی بمبئی جیسے وسیع صوبہ میں سُفرا کے دورہ کے لیے بالکل وقت نہیں رہا تھا، تاہم دفترِ کانفرنس کی طرف سے مولوی انوار احمد صاحب اور دو سفیروں کو بمبئی روانہ کیا گیا، اور بلا تاخیر کام شروع ہوگیا۔

## استقبالیہ کمیٹی کا قیام

مولوی انوار احمد صاحب نے بمبئی پہنچکر مسٹر جناح اور دوسرے سربرآوردہ اصحاب سے ملاقاتیں کیں، اور اجلاس کے ابتدائی انتظامات اور اُس کی مخصوص ضروریات کے متعلق مقامی اصحاب کو مفید مشورے دیے، غرض اجلاس کے ابتدائی انتظام اور مصارف کی غرض سے روپیہ جمع کرنے کے لیے استقبالیہ کمیٹی قائم ہوگئی جس کے عہدہ دار حسبِ ذیل اصحاب مقرر کیے گئے۔

مرزا علی محمد خاں صاحب — صدر — آنریبل خان بہادر غلام حسین ہدایت اللہ

نائب صدر — ،، اے۔ ایم۔ کے دہلوی

سر کریم بھائی ابراہیم بیرونٹ — خان بہادر حکیم محمد دائم

سر فاضل بھائی کریم بھائی — ڈاکٹر ٹی۔ ایم قاضی جی

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح — مسٹر صالح بھائی۔ کے بڑودہ والا

ایم ایم۔ ایچ جے ایم چھوٹانی — ،، ابوبکر بیگ محمد

شریف دیوجی کانجی — ،، ابراہیم الیف لالجی

بندہ علی حاجی بھائی — ،، آر۔ ایم۔ جیائی

مسٹر اے۔ کے۔ باوُلا
مسٹر حسین علی۔ ایم۔ رحمت اللہ
" فضل۔ آئی۔ رحمت اللہ
" امیرالدین۔ ایس۔ طیب جی
" صالح محمد دھرمسی
" یوسف زینل علی رضا
" ایم۔ ایچ۔ مقبہ
" کے۔ ایس۔ کرم علی ابراہیم
" اے۔ ایس۔ کریم بھائی
شیخ یعقوب وزیر
حاجی داؤد الیاس

میرزا ایم۔ ایچ۔ دادشتی

آنریری سکرٹریان

مسٹر اے۔ ایچ۔ ایس کھتری
" عبدالرحیم ڈھٹگر
مسٹر این۔ ایم چنائی
مسٹر فاضل موراج
مسٹر ہادی۔ سی۔ طیب جی
مسٹر ایچ۔ این۔ احمد

آنریری خزانچی

مسٹر ابراہیم الیف لاکجی
" حاجی داؤد الیاس

---

استقبالیہ کمیٹی نے مختلف اوقات میں متعدد جلسے منعقد کر کے ضروری تجاویز کیں، مختلف زبانوں کے اخبارات میں اعلانات شائع کئے، اس کے علاوہ اردو اور گجراتی زبان میں بہت سے چھوٹے بڑے دلچسپ اشتہارات چھاپ کر عام طور پر تقسیم کئے اور اپنی جماعت کے ممبروں نیز دوسرے مسلمانوں سے اجلاس کے مصارف کے لیے چندہ لیا، اور جب اجلاس کا زمانہ قریب آیا تو رضاکاروں کی جماعت مرتب کی۔

## مہمانداری کا انتظام

استقبالیہ کمیٹی نے جلسہ گاہ کے قریب ایک وسیع مکان مہمانوں کے قیام کے لیے مہیا کر لیا تھا جس میں ضروری فرنیچر بھی موجود تھا، علی گڑھ کے متعدد مہمانوں کے لیے اپالو ہوٹل میں انتظام کیا گیا تھا جو سمندر کے قریب ایک فرحت بخش مقام پر واقع ہے، کانفرنس کے اعلیٰ عہدہ داروں کے لیے تاج محل ہوٹل تجویز کیا گیا تھا، جس سے بہتر بمبئی میں کوئی دوسری قیام گاہ ممکن نہیں۔ کانفرنس کے اسٹاف اور سفیروں کے قیام کا انتظام، انجمن اسلام ہوسٹل میں تھا۔ جہاں مولوی انوار احمد صاحب نے وسط نومبر میں اپنا دفتر قائم کر لیا تھا، اس دفتر سے لوگ ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتے تھے، اسی دفتر سے سُفرا کو کام کے متعلق ہدایتیں دی جاتی تھیں اور تمام ضروری اور مشورہ طلب امور سے بذریعہ تار اور خطوط کے صدر دفتر (علی گڑھ) کو اطلاع دیجاتی تھی۔
ابتدا میں استقبالیہ کمیٹی نے یہ اعلان کیا تھا کہ مہمانوں کے لیے صرف قیام کا انتظام کیا جائیگا۔

اور کھانے کی قیمت ۶/ روپیہ کے حساب سے لی جائے گی، بمبئی کے لحاظ سے کھانے کی یہ فیس اس قدر کم تھی کہ اس سے کم ہو نہیں سکتی، لیکن آخر میں استقبالیہ کمیٹی نے اس کو مہمان نوازی کے خلاف سمجھ کر کسی قسم کی فیس مہمانوں سے نہیں لی، اور بغیر کسی معاوضہ کے تمام مہمانوں کے لیے قیام وطعام کا انتظام کر دیا۔ اور اُن کے لیے ہر قسم کی سہولت وراحت بہم پہنچائی، استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے مہمانوں کے لیے عمدہ کھانے کے علاوہ صبح کے ناشتہ کا بھی انتظام تھا، اور کانفرنس کے آنریری عہدہ داران کی سواری کے لیے موٹروں کا انتظام تھا جو دن بھر تاج محل کے سامنے موجود رہتی تھیں۔

وکٹوریہ ٹرمنس اور قلابہ کے اسٹیشن پر مہمانوں کے استقبال کے لیے رضا کار موجود رہتے تھے جو آرام کے ساتھ ان کو قیام گاہ تک پہنچا دیتے تھے ۲۴ دسمبر کو شب کے وقت نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکرٹری کانفرنس حیدر آباد سے تشریف لائے، اور ۲۷ کو اجلاس سے ایک گھنٹہ قبل جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مع علی گڑھ کے مہمانوں کے بمبئی پہنچے، اور بغیر کسی قسم کے توقف یا آرام حاصل کرنے کے جلسہ کو تشریف لے گئے۔

**مجلس میلاد نبوی صلعم** کانفرنس کا باضابطہ اجلاس تو ۲۷ دسمبر کو دس بجے دن سے منعقد ہونے والا تھا۔ لیکن حصول برکت کے خیال سے یہ مناسب سمجھا گیا کہ ۲۶ دسمبر کی شام کو میلاد شریف کے ذکر مبارک سے کانفرنس کی کارروائی کی ابتدا کر دی جائے، چنانچہ عام طور پر اشتہارات کے ذریعہ سے اس کا اعلان کر دیا گیا، یہ جلسہ قریب ۸ بجے شب کے چھوٹے قبرستان کے میدان میں گرانٹ روڈ کے نزدیک منعقد ہوا قریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا۔ تلاوت کلام مجید کے بعد سب سے پہلے حبید شرفائے عرب نزیل بمبئی نے ذکر مبارک سے سامعین کو لذت اندوز کیا، اس کے بعد حاجی احمد صدیق کھتری صاحب نے ایک مختصر تقریر کی اور یہ اعلان کیا کہ نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکرٹری مقاصد کانفرنس کے متعلق تقریر فرمائیں گے۔ میلاد شریف کا جملہ اہتمام اور اخراجات حاجی احمد صدیق صاحب کھتری نے اپنے ذمہ لیے تھے۔ جناب نواب صدر یار جنگ ممدوح نے حمد و نعت کے بعد سورۂ جمعہ کی ابتدائی آیات تلاوت فرما کر اپنی تقریر شروع کی جو نہایت مفید اور پُر مغز معلومات سے لبریز تھی، آپ نے بتایا کہ کتاب و حکمت سے کیا مراد ہے، اور تزکیہ وتصفیہ سے کیا مقصد ہے، ان سب چیزوں کو آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا، اسی سلسلہ میں علم کی فضیلت پر بحث کی اور مدلل طریقہ سے یہ ثابت کیا کہ اسلام میں دنیا کے تمام مذاہب سے زیادہ علم حاصل کرنے کی تاکید ہے، اس کے بعد آپ نے یہ ثابت فرمایا کہ مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن مجید کے اندر مخفی ہے پھر آپ نے مخالفین

اسلام کے اس اعتراض پر توجہ کی "کہ مسلمانوں کی پستی اور تباہی کا باعث قرآن مجید ہے" آپ نے فرمایا کہ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں جہاں جہاں آباد ہیں پست و ذلیل حالت میں ہیں حالانکہ اُن کی زبان ایک نہیں، قوم ایک نہیں، معاشرت ایک نہیں بس صرف اسلام ایک چیز ہے جو اُن سب میں مشترک ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام ہی (جو قرآن مجید پر مبنی ہے) مسلمانوں کے تنزل کا باعث ہے۔ اس اعتراض کو بیان کرکے آپ نے نہایت خوبی سے ثابت کیا کہ جو چیز تمام دنیا کے مسلمانوں میں مشترک ہے وہ اسلام نہیں بلکہ عدم اسلام ہے (مقصد یہ تھا کہ اسلامی تعلیم پر کہیں عمل نہیں اور یہی تباہی کا اصلی باعث ہے) آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید آج نازل نہیں ہوا، دیکھنا یہ چاہیے کہ صدر اسلام میں قرآن مجید نے مسلمانوں کو کس مرتبہ تک پہنچایا، مسلمانوں کی فلاکت کی یہ حالت تھی کہ پاؤں میں جوتی نہیں، بدن پر کپڑا نہیں، لیکن پھر ایک زمانہ وہ تھا کہ شام، مصر، ہندوستان، سب مسلمانوں ہی کا تھا، بلکہ ساری دنیا مسلمانوں ہی کی تھی۔

اس کے بعد آپ نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اسلام نے علم کی کیا خدمت کی، اور اسلام کے ذریعہ سے علم کن کن ممالک میں پھیلا، اور پھر موجودہ جہالت سے مقابلہ کرکے بتایا کہ اخلاقی محاسن اور علم کے لحاظ سے اب مسلمان کیسی پست حالت میں ہیں لیکن کیا اس کا ذمہ وار اسلام ہے؟

آخر میں آپ نے کانفرنس کے مقاصد بیان فرمائے اور بتایا کہ ۳۸ برس سے کانفرنس اشاعت علم کے لیے کوشش کر رہی ہے، اور بمبئی میں کانفرنس کا یہ دوسرا اجلاس ہے، جو کل منعقد ہوگا، آپ اُس میں شرکت کیجیے، اور اگر ہم ٹھیک راستہ پر چل رہے ہیں تو ہماری مدد کیجیے اور اگر غلط راستہ پر ہوں تو ہماری غلطی کی اصلاح کیجیے۔

نواب صاحب ممدوح کی پُر مغز تقریر کے بعد سید غلام بھیک صاحب نیرنگ نے مسلم لیگ کے مقاصد بیان کیے اس کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ کل دس بجے کانفرنس کا باضابطہ اجلاس زیر صدارت آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ باقاعدہ منعقد ہوگا۔

# پہلا اجلاس

۲۷ر دسمبر ۱۹۲۴ء روز شنبہ ۔ ا بجے سے ا½ بجے تک

صدر انجمن

## سر ابراہیم رحمت اللہ بالقابہ

انتیسواں سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس بروز شنبہ صبح کے وقت سینڈ ہرسٹ سٹرک پر گلوب سینما میں بمقام بمبئی زیر صدارت سر ابراہیم رحمت اللہ منعقدہ ہوا۔ تمام سربرآوردہ باشندگان بمبئی (شیعہ وسنی مسلمان) ممبران لیجیسلیٹو کونسل صوبہ بمبئی و ممبران میونسپل کورپوریشن بمبئی اور ہندوستان کے مختلف حصص کے نمایندے شریک اجلاس تھے ۔ نیز صوبہ دہلی' ریاست بھوپال' انبالہ، واردھا، حیدرآباد دکن، صوبہ سندھ، علی گڑھ اور دیگر حصص ہندوستان کے نمایندے بڑی تعداد میں شریک تھے جن میں حسب ذیل اصحاب خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب، نواب صدر یار جنگ بہادر، میجر نواب ممتاز یار الدولہ' آنریبل مسٹر للّو بھائی سانول داس، مسٹر ایم اے جناح، نواب عبدالستار، مسٹر ظہور احمد، مسٹر این ڈی گوکھلے، مسز ہیری ہاڈکنسن، مولوی غلام بھیک نیرنگ، آنریبل مسٹر علی محمد خاں دہلوی، آنریبل مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ ۔ مسٹر فیض طیّب جی ۔ مسٹر ایس ایس بریلوی ۔ مسٹر رفیع الدین احمد، شیخ محمد یعقوب وزیر بیگم مسز شریف دیوجی کانجی، فاضل بھائی کریم بھائی لال جی ۔ ایچ ایم رحمت اللہ، اسمٰعیل محمد موسیٰ آنریبل مسٹر ابراہیم ہارون جعفر وغیرہ۔

---

ا بجے آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ صدر اجلاس، ہال میں داخل ہوئے جن کا نہایت پرجوش استقبال کیا گیا اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت اور دعا سے اجلاس کا افتتاح کیا گیا ۔ بعد ازاں چیرمین استقبالیہ کمیٹی نے اپنا خطبہ صدارت خوش آیند لب ولہجہ میں پڑھ کر سنایا جو حسب ذیل ہے ۔

---

# خطبۂ صدارت


مرزا علی محمد خاں صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی۔ سالسٹر بمبئی

صدر مجلس استقبالیہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس


اجلاس سی و ہفتم منعقدہ بمبئی

---

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اما بعد

سحر با باد می گفتم حدیث آرزومندی
ندا آمد کہ واثق شو بالطاف خداوندی

حضرات! یہ امر میرے لئے باعث فخر ہے کہ میں بہ حیثیت چیرمین مجلس استقبالیہ نہ صرف اس شہر کے مسلمانوں کی طرف سے بلکہ کل مسلمانان صوبہ کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کروں۔

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

بلدۂ بمبئی کے مسلمان آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے اُن کے دعوت نامہ کو درجۂ قبولیت دے کر سینتیسویں اجلاس کانفرنس

کو اس شہر میں منعقد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ جو ہندوستان کا سب سے ممتاز شہر ہے۔ اور سلطنت برطانیہ میں دوسرے درجہ کی اہمیت رکھتا ہے۔ بمبئی کے مسلمانوں کی تجارتی اور سیاسی جد وجہد اور فیاضی اظہر من الشمس ہے جس زمانہ میں سرسید احمد خاں مرحوم ومغفور نے علی گڑھ میں مدرسۃ العلوم کی بنیاد رکھی تھی تقریباً اسی زمانہ میں بمبئی کے چند نوجوان مسلمانوں نے جو مغربی تعلیم کے نشہ میں سرشار تھے۔ اور ملک وقوم کے بہی خواہ۔ ایک جماعت قائم کی اور انجمن اسلام بمبئی کی بنیاد ڈالی جس کی زیر سرپرستی فی الحال کئی مدارس چل رہے ہیں۔ مسٹر داؤد فاضل مرحوم نے جو اس شہر کے ایک مشہور خوجہ تاجر تھے۔ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے ۳۰ لاکھ سے زائد سرمایہ چھوڑا۔ جو شریف دیوجی کانجی اور داؤد بھائی نینسی صاحبان جیسے اصحاب کی زیر نگرانی مرحوم کے مقاصد کو بہترین طریقہ سے پورا کرنے کی غرض سے صرف کیا جارہا ہے۔ سر کریم ابراہیم صاحب کے خاندان کی فیاضی کا نتیجہ ہے کہ بمبئی کی یونیورسٹی کی تحویل میں دس لاکھ کی رقم اس غرض سے دیدی گئی ہے کہ اس سے مسلمانوں میں وظائف کے ذریعہ اعلےٰ اور صنعتی تعلیم کو ترقی دیجائے۔ اِس سلسلہ میں ہم شہر بمبئی کے رئیس سر محمد یوسف صاحب کی فیاضی کا بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں جنھوں نے چند سال قبل ۸ لاکھ کی گراں بہار قم دی تھی جس کی مدد سے گورنمنٹ اب اِس قابل ہوئی ہے کہ اندھیری میں ایک آرٹس کالج قائم کرے۔ اور ہمیں امید ہے کہ یہ کالج جہاں تک اس صوبہ کا تعلق ہے اسلامی علوم وفنون کا مرکز بن جائے گا۔ اور اس صوبہ سے اس کی نسبت ایسی ہی ہو جائے گی جو علی گڑھ کالج کو تمام ہندوستان سے ہے۔ باوجود ان وجوہ کے کانفرنس کی زندگی میں یہ صرف دوسرا ہی موقع ہے کہ اس شہر کو یہ فخر حاصل ہوا ہے کہ وہ کانفرنس کا استقبال کرے۔ پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۰۳ء میں کانفرنس نے انجمن اسلام کی دعوت کو قبول فرمایا تھا۔ اور اپنا سترھواں اجلاس اس شہر میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مجھے اس اجلاس میں شرکت کا فخر حاصل رہ چکا ہے۔ مجھے وہ تمام جوش یاد ہے جو اِس وقت کی کانفرنس کا طغرائے امتیاز تھا۔ اور اُن بڑے بڑے مسلمانوں اور اکابر قوم کی مبارک صورتیں میرے ذہن میں محفوظ ہیں جو شمالی ہندوستان سے بمبئی تشریف لائے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جو سر سید احمد خان جیسی زبردست ہستی سے فیض صحبت اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور جن میں اپنے آقا کا سا ایثار اور احساس فرض مذہبی موجود تھا۔ اس شاندار موقع پر ہم میں نواب محسن الملک۔ نواب وقار الملک شمس العلماء مولوی نذیر احمد۔ مولوی الطاف حسین حالی۔ اور مولینا شبلی جیسے بزرگ موجود تھے وہ اور اس کانفرنس کے صدر مسٹر جسٹس بدر الدین طیب جی اور سر کریم بھائی ابراہیم جو اس شہر کے اولین مسلمان بیرونٹ تھے اب افسوس ہے کہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔ یہ وہ اشخاص ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی ترقی کے لئے اپنا تن من دھن وقف کر رکھا تھا۔ اور موجودہ موقع پر ہمیں مناسب ہے کہ ہم ان کی مہتم بالشان خدمات کو یاد رکھیں اور ان کے

حق میں دُعاے خیر کریں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۔ سرسید احمد خان نے جو باغ اپنے ہاتھوں لگایا تھا۔ وہ پھل پھول رہا ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے گا۔ ان اکابر قوم کی ذمہ داریوں کو اب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب اور آپ کے موجودہ آنریری سکرٹری صدر یار جنگ صاحب بہادر نے اُٹھا رکھا ہے۔ اور غیر معمولی قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض مذہبی کو پورا کر رہے ہیں مجھے صاحبزادہ صاحب کو دوبارہ اس مجمع میں دیکھ کر ایک خاص مسرت محسوس ہوتی ہے۔ اور آپ حضرات کی اجازت سے میں ان کا تپاک کے ساتھ استقبال کرتا ہوں۔

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید
کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید

حضرات! ہم ایک دوراہا پر کھڑے ہیں۔ ریفارم ایکٹ پاس ہو چکا ہے۔ اور اس کے ماتحت لیجسلیٹو کونسلیں گذشتہ ۴ سال سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ کوئی قوم تعلیم کے بغیر سیاسی ترقی نہیں کر سکتی۔ سیاسی ترقی اور تعلیم ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں گے۔ اور کیا وہ جدوجہد کر کے مصالح ملکی میں اپنا جائز حصہ لیں گے۔ یا وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہیں گے۔ اور لکڑی کاٹنے والے اور پانی بھرنے والے ہی کہلائیں گے؟ صدائے جرس بلند ہو چکی ہے قافلہ چلنے کو آمادہ ہے۔ کیا ہم خواب غفلت میں رہ کر صحرا میں اپنا راستہ کھو بیٹھیں گے۔ کیا ہم بیدار ہوں گے اور قافلہ کے ساتھ ساتھ قدم اُٹھائیں گے؟ آج ہم سب سے یہی مہتم بالشان سوال کیا جا رہا ہے یہ کانفرنس گذشتہ ۳۰ سال سے معرض وجود میں ہے اور تقریروں اور قراردادوں کے ذریعہ وہ اس ملک کے مسلمانوں کی توجہ اشاعت تعلیم کی فوری اور اہم ضرورت کی جانب مبذول کرتی رہی ہے۔ خود بمبئی میں انجمن اسلام تعلیمی میدان میں ۴۰ سال سے کام کر رہی ہے۔ اسی کی کوششوں اور جاں فشانیوں کی بدولت بعض غریب مسلمانوں کے گھروں میں علم کی روشنی جلوہ گر ہوئی ہے۔ مگر اس کانفرنس اور ہندوستان کی دیگر انجمنوں اور بعض اکابر قوم کی متحدہ کوششوں کے باوجود یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے کہ مسلمان بہ حیثیت قوم تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ اور پست اقوام میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ میرے دوست مسٹر دہلوی نے جو وزیر آبکاری ہیں۔ پراونشل کانفرنس کے اجلاس واقع پونا میں اپنے صدارتی ایڈریس میں ہمسایہ ہندو قوم سے مدد اور استعانت کی درخواست کی تھی۔ میں اس اپیل میں ان کی ہمنوائی نہیں کر سکتا۔

مرا عار آید ازیں زندگی　　　کہ سالار باشم کنم بندگی

سوال یہ ہے کہ ہم نے خود اپنی مدد کہاں تک کی ہے ؟ ہمیں ناز ہے کہ ہم ایسے جلیل القدر پیغمبر کے نام لیوا ہیں جن کو اپنے "مدینۃ العلم" ہونے پر ناز تھا۔ ارشاد فرمایا۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔

چہ گفت آں خداوندِ تنزیل و وحی    خداوندِ امر و خداوندِ نہی

کہ من شہر علمم علیم دراست    درست ایں سخن گفت پیغمبر است

ایک مقام آپ (ص) فرماتے ہیں۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ اسلام میں علم حاصل کرنے پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ میری رائے میں ہر مسلمان پر اس کا حاصل کرنا بمنزلہ فرض مذہبی ہے یہی ہے وہ زبردست ترغیب جو قرآن کریم کی بدولت پیدا ہوئی۔ وہ قرآن کریم ہی کا سبب تھا جس نے عرب میں اتحاد پیدا کیا۔ اور کلام مجید و احادیث نبوی کی بدولت مسلمانوں کو قلیل مدت میں ایسی شاندار فتوحات حاصل ہوئیں جو تاریخ عالم میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔ وہ عرب ہی تو تھے جنہوں نے جو قرون وسطیٰ میں علم کی روشنی کو فروزاں رکھا۔ وہی موجودہ یورپین علوم و فنون کے بانی مبانی تھے۔ ہم اس مذہب کے پیرو ہونے پر تو فخر کرتے ہیں۔ لیکن آج ہماری حالت کیا ہے ؟ گذشتہ روایات پر خواہ وہ کتنی ہی شاندار کیوں نہ ہوں۔ فخر و مباہات کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ مضی ما مضی۔ ہمیں ان کی مثال سے سبق لینا چاہیئے حضرت علی (رض) کے اقوال پر نظر ڈالو۔ آپ فرماتے ہیں :- "وہ شخص آدمی ہے جو یہ کہتا ہے کہ دیکھو میں یہاں کھڑا ہوں۔ وہ شخص جو یہ کہے کہ میرا باپ ایسا تھا اور ایسا تھا۔ آدمی نہیں ہے" میں عہد کہن کی داستان سنا کر آپ کے وقت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ خواہش کرتا ہوں کہ میرے مسلمان بھائی زمانہ حال میں زندگی بسر کریں۔ اور ماضی کی شان و شوکت کو خالصتہً اپنی کوشش سے ازسرِ نو حاصل کرنے کی سعی کریں۔ یاد رکھیئے کہ مسلمان اس عظیم الشان سرزمین کی تاریخ بنانے میں کیا کچھ حصہ لے چکے ہیں۔ سلطنت مغلیہ کی شان و شوکت کا خیال کیجیئے۔ اور اکبر، شاہ جہاں۔ اور اورنگ زیب جیسے جلیل القدر بادشاہوں کا نام فوراً ذہن میں آجائے گا۔ ذرا اس زمانہ کی شاندار یادگاروں پر نظر ڈالیئے۔ جو آج بھی جوں کی توں قائم ہیں۔ مثلاً آگرہ کا روضۂ تاج محل۔ فتح پور سیکری کی موتی مسجد۔ اور دہلی کا لال قلعہ۔ ابوالفضل اور فیضی امیر خسرو اور عراقی جیسی ہستیوں پر نگاہ کیجیئے۔ اور اولیاء کرام میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ اور خواجہ نظام الدین اولیاء کا تصور باندھیئے۔ ہندوستان میں ہم ایک زبردست تاریخی عہد سلف اور اپنی تہذیب و تمدن کے نمائندے تھے اور ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارے پاس اپنی پست حالت کا کیا عذر ہو سکتا ہے ؟ میں آج آپ کے روبرو اپنی مشکلات کا مختصر افسانہ بیان کروں گا۔ مانا کہ ہمیں بڑی بڑی دشواریوں کے ساتھ کام کرنا پڑا ہے۔ لیکن ابتدا ہی میں

یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ اگرچہ یہ دشواریاں ہماری پستی کی ایک گونہ تفسیر ہیں۔ لیکن وہ جرم کی نوعیت کو معاف نہیں کرسکتیں۔ میں نے قصداً ذرا سخت لفظ جرم استعمال کیا ہے۔ کیوں کہ میری رائے میں قوم کی موجودہ پستی جرم سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ زندگی کی دوڑ میں ہمیں ابھی بہت سا فاصلہ طے کرنا باقی ہے۔ اس لئے کہ ہم بہت پیچھے ہیں۔ میں صرف مختصراً اُن حالات سے بحث کروں گا۔ جو اس صوبہ میں پائے جاتے ہیں۔ بالخصوص شہر بمبئی میں۔ کیوں کہ میں ان ہی سے واقف ہوں۔ دوسرے یہ کہ میں اور صوبوں کے نظام تعلیم سے گہری واقفیت نہیں رکھتا۔

حضرات! پہلی دشواری اُن متعدد زبانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ جو ایک مسلمان بچہ کو سیکھنی پڑتی ہیں۔ بچہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کی خواندگی سے اپنے مطالعہ کی ابتدا کرے۔ اس کے بعد اسے اردو یا گجراتی سیکھنی پڑتی ہے۔ اور پھر اسکول میں جانے کے بعد وہ انگریزی پڑھتا ہے۔ اور بعد میں ثانوی منزل میں پہنچ کر اسے کسی قدیم زبان کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ مذہب سے جو شغف ہمیں ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہمارے بچے قرآن مجید سے واقف ہوں یا کم سے کم اس کے پڑھنے کے قابل ہو سکیں۔ قرآن کریم ہمارے لئے چشمۂ ہدایت ہے۔ اور قبر میں ہمارا ہمدم و مونس ہے۔ مسلمانوں کے لئے دنیائے اخروی ایک حقیقی شئے ہے۔ قیامت پر اعتقاد اسلام کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے۔ اور صوفیائے کرام کے نزدیک تو آخرت موجودہ زندگی سے کہیں زیادہ حقیقت پر مبنی ہے۔

حجابِ چہرۂ جاں می شود غبارِ تنم
خوشا دمی کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم

چنیں قفس نہ سزائے چو من خوش الحانیست
روم بہ روضۂ رضواں کہ مرغ آں چمنم

عیاں نشد کہ چرا آمدم کجا بودم
دریغ و درد کہ غافل ز کارِ خویشتنم

---

مرغِ دلم طائریست قدسی عرش آشیاں
آں قفسِ تن ملول سیر شدہ از جہاں

چوں بپرد ازیں جہاں سدرہ بود جائے او
تکیہ گہِ مرغ ما کنگرۂ عرش داں

سایۂ دولت فتد بر سرِ عالم بسے
گر بزند مرغِ ما بال دپرے در جہاں

دوسری دشواری جو ہمیں پیش آرہی ہے (اور میں اب اس شہر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں) وہ زبان کی دقت ہے۔ اس شہر کی تجارتی زبان گجراتی ہے۔ اور یہی کھاتہ بالعموم اسی میں رکھا جاتا ہے۔

بوہرہ قوم کے گھروں میں اسی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔ میمن اور خوجے کچھی بولتے ہیں۔ لیکن اگر ہم مسلمانانِ ہند کو ایک لڑی میں مربوط کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ہمارا مقصود یہ ہے کہ اسلامی اخلاق۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی روایات کا سمجھ کر مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ ضروری ہے کہ اس ملک کے تمام مسلمان اُردو کو اختیار کر لیں۔ گجراتی میں کوئی معتد بہ اسلامی علوم کا ذخیرہ موجود نہیں ہے۔ میں گجراتی زبان کی تحقیر نہیں کر رہا ہوں۔ اور نہ میں اس کی اہمیت کو گھٹانے کا خواہشمند ہوں۔ جہاں تک کہ اس شہر کی نیز گجرات کی تجارتی زندگی سے اس زبان کا تعلق ہے۔ بلکہ جس بات پر میں زور دینا چاہتا ہوں وہ اُردو زبان کی اہمیت ہے۔ کیوں کہ ہندوستان کے جملہ مسلمانوں کو یہی متحد کرے گی۔ اور اسلامی تعلیم کی روشنی ان میں پھیلائے گی۔ میں اُردو کو سارے ہندوستان کی مشترکہ زبان دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔ اور ساتھ ہی میں ان مشکلات سے بھی واقف ہوں جو بنگال اور جنوبی ہندوستان میں رونما ہوں گی۔ جہاں یہ زبان بہت کم سمجھی جاتی ہے۔

ایک اور دشواری یہ ہے کہ اس صوبہ میں ہمیں گورنمنٹ سے اتنی امداد کبھی نہیں ملی جس کے ہم حقدار ہیں۔ مشنری کوششیں بھی صرف مرہٹی مدارس قایم کرنے اور چلانے تک محدود ہیں۔ شہر بمبئی میں صرف انجمن اسلام کے اسکولوں میں اُردو کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے۔

لارڈ مارلے نے تسلیم کیا تھا کہ مسلمانوں کی آبادی کی تعداد اس ملک میں ان کی قوم کی اہمیت کو جانچنے کا معیار نہیں ہو سکتی۔ اور حال ہی میں ہز اکسیلینسی گورنر صوبجات متحدہ نے تسلیم کیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے تعلیمی سہولتیں بہم پہونچانے اور مناسب انتظام کرنے کی غرض سے انکی آبادی کی تعداد کو معیار نہیں بنا سکتے مگر حسب ذیل پیراگراف جسے ۱۸۔ ماہ حال کے ٹائمز آف انڈیا نے اپنے کلکتہ کے نامہ نگار کے قلم سے درج اخبار کیا ہے۔ مذکورہ بالا دو ذمہ دار اشخاص کی (جن میں سے ایک زبردست مدبر اور سابق وزیر ہند تھے اور دوسرے گورنر) پبلک تقریروں کی ایک عجیب و غریب تفسیر ہے۔

نامہ نگار قمطراز ہے: "غالب ہندو پارٹی نے بنگال میں حال کی اسلامی وزارت کو توڑ دینے کا جو تہیہ کیا ہے اس کو ہم بہتر سمجھ سکتے ہیں جب کہ ان اعداد پر غور کیا جاتا ہے جنھیں مسٹر حق کے رفیق کار مسٹر غزنوی نے بیان کیا تھا۔ اور جنھیں بیان کرتے وقت مسٹر موصوف نے کہا تھا کہ مسلمان جو بات چاہتے ہیں وہ صرف اتنی ہے کہ تعلیم پر پراونشل مالیات میں سے جس قدر روپیہ خرچ کیا جائے اس میں سے ان کو اپنا جائز حق مل جائے۔ ۲ کروڑ دس لاکھ ہندوؤں کے مقابلہ میں

مسلمانانِ بنگال کی تعداد ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے۔ لیکن وہ اپنا حصّہ تو کجا تعلیم پر جو کچھ خرچ کیا جارہا ہے
اس میں سے صرف ۲۳ فی صدی حاصل کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ سنہ ۱۹۲۱ء میں سارے بنگال میں
انگریزی لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد ۴۷۳۰۰۰ تھی۔ جن میں مسلمان صرف ۱۷ فی صدی تھی۔
اسی طرح مڈل اسکولوں میں مسلمان طلباء کی تعداد صرف ۱۹ فی صدی تھی۔ ثانوی مدرسین میں ۱۵۔
آرٹس کالجوں میں ۱۳۔ اور صنعتی کالجوں میں ۷ سے کم۔ اگر اسلامی وزارت قائم رہجاتی تو ان تفریقات
کو دور کرنے کی غرض سے بہت کچھ کوششیں ہونیوالی تھیں''

بمبئی میں ہمارے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟ میں آپ کے سامنے اعداد بیان
کرکے آپ کو زحمت دینا نہیں چاہتا۔

انجمن اسلام اسکول جب سے قائم ہوا ہے اسے گورنمنٹ سے پانچ ہزار کی اور میونسپلٹی
کی طرف سے چھ ہزار کی سالانہ گرانٹ ملتی ہے گذشتہ ۴۰ سال کے عرصہ میں یہ گرانٹ ساکن
رہی ہے۔ حالانکہ انجمن کی جد و جہد اور طلباء کا دائرہ کئی گنا زیادہ ہوگیا ہے۔ تعلیم اب شعبۂ منتقلہ ہے
اور میری رائے ہے کہ ہماری ضرورتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ وزیر تعلیم مسلمان ہو۔
اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میں اپنے دوست ڈاکٹر پرانجپے یا موجودہ وزیر تعلیم آنریبل مسٹر جادھو کے خلاف
کچھ کہہ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ان دونوں حضرات نے نیک نیتی سے کام کیا۔ اور اب بھی
اسی نیک نیتی کے ساتھ اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔

جو بات میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک غیر مسلم کے لئے یہ مشکل امر ہے کہ وہ اسلامی تعلیمی
معاملات سے مسلمانوں کی طرح دلچسپی لے۔ اور ان کی تعلیمی ضروریات کو ان کی مانند محسوس کرے۔
صرف چند دن کا واقعہ ہے کہ کارپوریشن کے ایک انگریز ممبر نے مجھ سے بیان کیا کہ کیوں اس نے
اسکولز کمیٹی کے عہدۂ سکرٹری کے لئے ایک مسلم امیدوار کی تائید کی تھی۔ اس نے کہا کہ ''میں اردو
مدارس میں گیا اور میں نے ان کو غیر تشفی بخش حالت میں پایا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ اسکولوں
کو تشفی بخش حالت میں لانے کے لئے ایک مسلم سکرٹری کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ میری تائید کی تھی''

ایک اور دشواری یہ ہے کہ موجودہ نظام تعلیم کے ماتحت طالب علم کو ابتدائی تعلیم کے لئے
چار سال کا زمانہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ ابتدائی مدرسہ میں ضرورت سے زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے
اور غریب طلباء کے لئے تو اس کی وجہ سے سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور دشواری یہ ہے۔ کہ چونکہ مسلمان والدین جاہل ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے

بچوں کو مستعدی کے ساتھ تعلیم دینے کی اہمیت کو محسوس نہیں کر سکتے۔

حضرات! جیسا کہ میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں۔ یہ دشواریاں تعلیمی معاملات میں مسلمانوں کی افسوس ناک پستی کے لئے حیلہ نہیں بن سکتیں۔ میری رائے میں تو یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہر مسلم لڑکا اور لڑکی ابتدائی تعلیم حاصل کرے بلکہ یہ کہ ان میں سے بہت سے ثانوی تعلیم سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور بالآخر یونیورسٹی کی تعلیم سے استفادہ حاصل کریں۔ قوم کی عام ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ہمارے پاس سرکاری دفاتر میں کام کرنے اور مصالح ملکی میں اہم ذمہ وارانہ خدمتوں کو سنبھالنے کے لئے اعلیٰ درجے کے تربیت یافتہ مسلمان نہ ہوں گے۔ حال کی ایک اسلامی تعلیمی کانفرنس میں اس امر پر اظہار اطمینان کیا گیا تھا کہ ہمارے یہاں اب سینکڑوں کی تعداد میں بی۔ اے ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے سینکڑوں گریجوایٹ دوسری اقوام کے ہزارہا گریجوایٹوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ میں ذیل میں بمبئی یونیورسٹی کے میٹریکولیشن اور بی۔ اے۔ کے امتحانات کا نتیجہ درج کرتا ہوں جس سے گذشتہ ۳ سال کی ہماری حالت کا اندازہ ہو جائے گا۔ حقیقت میں اگر کچھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو وہ وہ ہے جو ہمارے کامیاب مسلم مردوں کا دوسری اقوام کی کامیاب عورتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ ان تین سال میں بمبئی یونیورسٹی کے بی۔ اے۔ کے امتحان میں کامیاب طلباء کی تعداد ۲۰۵۱ تھی جن میں سے مسلمان صرف ۸۷ تھے۔ حسب ذیل اعداد بجائے خود ایک بہت بڑی تفسیر ہیں۔

| سال | کامیاب امیدواروں کی مجموعی تعداد | | کامیاب مسلم امیدواروں کی مجموعی تعداد | |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | مرد | عورت | مرد | عورت |
| سنہ ۱۹۲۲ء | ۳۴۷۶ | ۱۴۰ | ۱۵۱ | صفر |
| سنہ ۱۹۲۳ء | ۴۱۵۵ | ۱۶۷ | ۲۳۲ | صفر |
| سنہ ۱۹۲۴ء | ۴۱۹۸ | ۱۶۴ | ۲۳۲ | ۱ |
| امتحان بی۔ اے | | | | |
| سنہ ۱۹۲۲ء | ۷۷۸ | ۱۵ | ۲۶ | صفر |
| سنہ ۱۹۲۳ء | ۶۴۵ | ۲۲ | ۳۰ | صفر |
| سنہ ۱۹۲۴ء | ۶۲۸ | ۱۷ | ۳۱ | صفر |

یہ اعداد کسی نوع ہمت افزا نہیں کہے جا سکتے۔ ہم ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور تا وقتے کہ اتفاق و انتظام کے ساتھ کوشش نہ کریں گے۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ کچھ ترقی کر سکیں افسوس ہے کہ ہم میں پونا کی "سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی" جیسی کوئی منتظمہ جماعت موجود نہیں ہے۔ ذرا ان شاندار کاموں پر نگاہ ڈالئے جو اس سوسائٹی نے انجام دیئے ہیں اور دیکھئے کہ سوسائٹی کے ممبروں میں کس قدر ایثار اور حب الوطنی موجود ہے۔ ہمیں سرگرم کارکنوں کی ضرورت ہے۔ اگر ہمیں ایسے کارکن مل جائیں تو ہم اس عظیم الشان شہر کے ہر مسلم محلہ میں دو کارکنوں کو معین کر دیں گے۔ تاکہ وہ محلہ کے مسلمان بچوں پر اپنی نگاہ رکھیں۔ اور دیکھیں کہ وہ اسکول میں جاتے ہیں یا نہیں۔ اسی طرح اس امر کی متحدہ کوشش کی ضرورت ہے کہ جو لوگ مدرسوں اور کالجوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے جا سکتے ہیں وہ وہاں بھیج دیئے جائیں۔ انجمن اسلام کے مدارس میں وظیفوں اور فیسوں کی معافی کے لئے بہت وسیع گنجائش موجود ہے۔ علاوہ ازیں میں ان سہولتوں کی جانب اشارہ کر چکا ہوں۔ جو داؤد بھائی فاضل اور سر کریم بھائی ابراہیم کے ٹرسٹیوں نے مہیا کر رکھی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اور وظائف کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔ اگر ہم تنظیم کر لیں تو کچھ شبہ نہیں کہ مستقبل قریب میں ہماری کوششیں کامیاب ہو جائینگی۔ ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ "تنظیم کرو۔ کام کرو اور کام کو جاری رکھو۔"

فی الحال مختلف پیشوں کی تعلیم و تعلم کے لئے کوئی انتظام موجود نہیں ہے۔ بمبئی اور صوبہ کے دیگر بڑے بڑے شہروں میں ان کے سکھانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ ہائی اسکولوں میں چوتھی اور پانچویں جماعت کے بعد شہر کے مسلم طلبا کی تعداد میں نمایاں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ طلبا کی مفلسی ہے۔ کیوں کہ ان پر چھوٹی ہی عمر سے روٹی کمانے کا بار پڑ جاتا ہے اگر مختلف پیشوں کے لئے مثلاً میکینکل انجنیئرنگ بجلی کے کام۔ بوائلر کی نگرانی۔ نیز کاتنے اور بننے کے لئے انتظامات کر دیئے جائیں۔ تو ہم اپنے غریب طلبا کے لئے روٹی کمانے کے مختلف ذریعے مہیا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

حضرات! میں اپنی تنظیم آپ کرنے کی ضرورت پر بہت زور دے چکا ہوں اور میرا خیال ہے کہ ترویج تعلیم کے اہم مسئلہ پر کسی قسم کے اختلاف رائے کا اندیشہ نہیں ہے۔ سب سے بڑھ کر ہم مسلمانوں میں اندرونی اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔

زگیتی نہ جستم بجز راستی — نگشتم بگرد کم و کاستی
ہمہ خیر اسلامیاں خواستم — دلم را بہ نیکی بیاراستم

همی خواستم تاکه اسلامیاں — بوحدت بہ بندند یکسر میاں
همہ دوستی باہم افزوں کنند — زدل کینِ دیرینہ بیروں کنند
مراسلامیاں زا فزاید شرف — نفاق وجدائی شود برطرف
دراسلام آید بقرِ حمید — یکے اتحادِ سیاسی پدید
زدلہا زدایند ایں کینہ زود — نگویند سنی و شیعی کہ بود
گرت زیں بدآمد گناہ منست — کہ ایں شیوۂ آئین وراہ منست
برایں زادہ ام ہم بریں بگذرم — وزیں فخر با چرخ ساید سرم

مجھے کچھ دیر کے لئے تعلیم نسواں کے اہم مسئلہ پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی اجازت دیجیے۔ بمبئی یونیورسٹی کے کامیاب اُمیدواروں کے جو اعداد او پر دیئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ تین سال میں صرف ایک مسلم خاتون نے میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا اور یہ کہ اس مدت میں کوئی مسلم خاتون بی۔ اے۔ کے امتحان میں کامیاب نہیں ہوئی واقعہ یہ ہے۔ کہ اس بڑے شہر میں ایک بھی درسگاہ ایسی نہیں ہے جہاں مسلم لڑکیوں کو میٹریکولیشن کے امتحان کے لئے تیار کیا جاتا ہو بمبئی کے لڑکیوں کے کسی مدرسہ میں بھی اُردو نہیں پڑھائی جاتی۔ اور نہ اس زبان کے ذریعہ تعلیم ہی دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صاف ہے۔ اور یہ مسئلہ بہم رسانی اور مانگ سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرات! اگر ہم اپنی نصف آبادی کو قعر جہالت میں پڑا رہنے دیں گے تو یاد رکھئے کہ ہماری قوم کبھی ترقی نہیں کر سکے گی اور نہ ہی اپنی جائز پوزیشن کو دوبارہ حاصل کرنے کے قابل بنے گی۔ ہمارے یہاں کی عورتوں کی ایک وسیع تعداد کسی زبان میں بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتی اور ایسی عورتوں کی تعداد بہت ہی محدود ہے۔ جو کسی زبان میں لکھ پڑھ لیتی ہوں۔ وہ صحت اور تیمارداری کے ابتدائی اصولوں سے بھی نابلد ہیں۔ انہیں فنون لطیفہ کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اگرچہ ان میں سے اکثر کٹر مسلمان ہوتی ہیں۔ تاہم ان کا مذہبی شغف اسلام کے اصولوں یا اس کے شاندار ماضی سے واقفیت رکھنے کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جہالت کا ممنون احسان ہوتا ہے (مگر میرا یہ بیان اکثر مسلمان مردوں پر بھی صادق آتا ہے) اس کا نتیجہ سخت تباہ کن ہے۔ گذشتہ جنگِ عظیم نے صاف طور پر محسوس کرا دیا ہے۔ کہ عورتوں کو تربیت دیکر تیار رکھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ نہ صرف گھروں میں مفید ثابت ہوں بلکہ جب کبھی ضرورت درپیش ہو تو وہ حکومت کا ہاتھ بھی بٹا سکیں۔ اگر گذشتہ جنگ میں انگلستان کی پشت پر وہاں کی عورتیں نہ ہوتیں تو آج اس کی حالت کیا ہوتی؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام یورپین اقوام کی عورتوں نے جن میں

ترک بھی شامل ہیں گذشتہ جنگ میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ مستقبل کی لڑائیاں ایسی نہ ہوں گی کہ ان میں ایک بادشاہ کو دوسرے بادشاہ سے نبرد آزما ہونا پڑے بلکہ وہ لڑائیاں مختلف اقوام میں ہوا کرینگی۔ اگر ہندوستان کو ایک ہی قوم بنانا ہے تو اس کے ہر فرد کو تیار رہنا چاہیئے۔ تاکہ وہ خاندان اور حکومت کی ذمہ داریوں کو ادا کر سکے یہاں بھی ہمارا نصب العین یہی ہونا چاہیئے وہ کہ "تنظیم کرو۔ کام کرو اور کام کو جاری رکھو" ہمارے اسکول اور ٹریننگ کی درسگاہیں کھل جانی چاہئیں۔ اور کیا میں یہ خواب دیکھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ مستقبل قریب میں عورتوں کے لئے بھی کالج قائم ہو جائیں گے؟ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کی راہ میں دو زبردست دشواریاں حائل ہیں پہلی دشواری پردہ کی ہے۔ مگر یہ ایسی نہیں ہے کہ اس پر قابو نہ پایا جا سکے ہندوستان کے زنانہ مدارس میں اس دشواری پر قابو پا لیا گیا ہے۔ دوسری دقت ٹرینڈ استانیوں کی ہے۔ یہ بھی بآسانی رفع ہو سکتی ہے ہم ہندوستان کے تمام حصص سے ٹرینڈ استانیاں بلوا سکتے ہیں۔ اور بشرط ضرورت ہم اعلیٰ تعلیم کے لئے اس یونیورسٹی کی پارسی اور ہندو خواتین گریجوایٹوں کو اپنے ہائی سکولوں میں بذریعہ اردو تعلیم دینے کی غرض سے تیار کر سکتے ہیں۔ ضروری سرمایہ جمع کرنے کی غرض سے منتظم جد وجہد کی ضرورت ہے۔ لڑکیوں کے مدارس بغیر کسی تاخیر کے قائم ہو جانے چاہئیں اور مسلمانوں سے امداد کی اپیل کرنی چاہیئے۔

حضرات! کہا جاتا ہے کہ ہر مسلم جہاں تک مذہب کا تعلق ہے۔ مبلغ ہوتا ہے۔ یہ امر اس کے لئے باعثِ فخر ہے کہ وہ مذہب کی اس دولت کو جو اس کے پاس ہے دوسرے مذاہب کے پیرووں تک پہنچائے۔ کیا میں آپ سے درخواست کر سکتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک شخص تعلیمی مشنری بنکر ترویج تعلیم کے مقدس مقصد کے لئے خود اپنے ہم مذہبوں میں تبلیغ کا کام کرے اور ان میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احساس پیدا کرا دے۔ میں آپ سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ آپ اس مقدس کام میں اپنے مسلمان دوستوں کی ہمدردی اور استعانت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس اعلیٰ مقصد کے لئے جو روپیہ بھی خرچ کیا جائے گا۔ وہ گویا ایسا روپیہ ہے جو بہترین خیرات میں صرف کیا گیا ہے۔ اگر یہ ہو گیا اور ہم نے اپنی تنظیم کر لی اور اپنی کوششوں کو متحد کر لیا تو میرا خیال ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب کہ ہم اپنی جبینوں سے پستی کے کلنک کا ٹیکہ دور کر لیں گے اور جب کہ ہم سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں گریجوایٹ پیدا کر لیں گے۔ اور جب کہ ہم مصالح ملکی میں اور اپنے پیارے وطن کی قسمت بنانے میں اپنا جائز حصہ لے سکیں گے

سرمستِ تغافل ہے کیوں نرگسِ مستانہ  آیا دمِ بیداری گردش میں ہو پیمانہ
یوں جام بکف ساقیٔ بزم میں رندوں کے  اِک شمع محبت کا ہر قلب ہو پروانہ
اخلاص و محبت کے گلدستے سے اے گلچیں  آراستہ کر دل کا اُجڑا ہوا کاشانہ

چیرمین استقبالیہ کمیٹی نے اپنا خطبہ ختم کرنے کے بعد مناسب الفاظ میں آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کے لئے صدارت کی تحریک کی، اور تمام حاضرین کی تائید سے جناب ممدوح صدارت کی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اس کے بعد مسٹر عبدالرحیم ڈوم ٹکرنے اُن معزز اصحاب کے تار پڑھ کر سُنائے جنہوں نے اجلاس میں اپنی عدم شرکت پر افسوس و معذرت کا اظہار کیا تھا۔

ان میں سے چند تار حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کانفرنس میں شریک نہ ہونے سے مجھکو افسوس ہی اور اُس کے مقاصد سے مجھکو پورے ہمدردی ہی، اس نازک زمانہ میں جو جو ہندوستان پر گذر رہا ہی، مسلمانوں کے واسطے معمول سے زیادہ تعلیم کی ضرورت ہی، اور اس لئے کانفرنس ضروری ہے۔
نواب بیلہ (سورت)

(۲) تار کا شکریہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے لیگ و کانفرنس کے اجلاسوں میں شریک نہیں ہوسکتا، خدا کرے وہ کامیاب ہوں
(سر) علی امام از پٹنہ

(۳) آپ کا تار پہنچا، ابھی کلکتہ سے واپس آیا ہوں، نہایت افسوس ہی کہ بمبئی نہیں آسکتا کانفرنس و لیگ کے اجلاسوں کی کامیابی کے واسطے میرے دل سے دعا ہی اگرچہ میں یہاں ہوں مگر میرا دل تم سب کے ساتھ ہی، اپنے دوستوں کو میری نصیحت یہی ہے کہ اپنی مخالفتوں کو چھوڑ دو متحد ہو جاؤ۔ اور اپنے کو منتظم کر لو۔
(سر) محمد شفیع از لاہور

(۴) بہت افسوس ہی کہ یہاں پیشتر سے مصروفیت کی وجہ سے میری شرکت اجلاس کانفرنس میں ممکن نہیں، آپ کی دعوت کا دل سے ممنون ہوں اور کانفرنس کی کامیابی کا دل سے خواہشگار
(پرنس) حمید اللہ خاں از کلکتہ

(۵) افسوس ہی کہ ناسازی طبیعت کی وجہ سے اجلاس کانفرنس میں شریک نہیں ہوسکتا، مہربانی سے میری طرف سے ممبران کانفرنس کی خدمت میں عدم شرکت کے لئے اظہار افسوس کیجئے۔ اُس کی کامیابی کا دل سے خواہشگار ہوں
(سر) فاضل بھائی از مہابلیشر (بمبئی)

(۶) معافی چاہتا ہوں کہ میں شریک اجلاس کانفرنس نہیں ہوسکتا، اُس کی کامیابی کا دل سے خواہشگار ہوں، مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے ایثار اور سیلف ہیلپ کی ضرورت ہے۔
(سیٹھ) حاجی عبداللہ ہارون از کراچی

(۷) افسوس ہی کہ اپنے کنبہ میں علالت کی وجہ سے شریک اجلاس کانفرنس نہیں ہوسکتا ہوں مگر اس کی کامیابی کا دل سے متمنی ہوں میں اُمید کرتا ہوں کہ کانفرنس صوبہ سندھ کی ضروریات پر بھی غور کریگی میں آپ کو اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ امسال ایک مسلمان بھی امپیرئل سول سروس کے امتحان مقابلہ میں پاس نہیں ہوا، ہمارا کام بہت مشکل ہے مگر ہمکو اُسی نسبت سے جدوجہد کرنی چاہئے
وزیر خیرپور (سندھ)

تاروں کے پڑھے جانے کے بعد جناب صدر نے اپنا خطبہ صدارت انگریزی میں پڑھ کر سُنایا۔

# ترجمہ خطبہ صدارت آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ بالقابہ

حضرات! سب سے پہلے میں اُس بڑی عزت کے واسطے جو آپ نے دوسری بار مجھ کو آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کا پریسیڈنٹ بنانے سے دی ہی اظہار تشکر و ممنونیت کرتا ہوں۔ اوّل ۱۹۱۶ء کے اجلاس کانفرنس منعقدہ سورت میں مجھ کو صدارت کی عزت دی گئی تھی اور وہ اجلاس اس کے کارکنوں کی ان تھک کوششوں سے بہت کامیاب ثابت ہوا تھا۔ اب یہ دوسرا موقعہ ہے کہ وہی عزت مجھ کو پھر دی گئی ہی۔ کاش مجھ سے بہتر شخص اس کام کے واسطے منتخب ہوتا۔ جو ذمہ داری کا منصب کہ آپ صاحبوں نے عطا کیا ہی مجھ کو اُس کے قبول کرنے میں بہت تامل تھا مگر میں نے اس کو اپنا فرض سمجھ کر قبول کر لیا ہی مجھ کو اس فرض کی اہمیت کا پورا احساس ہے جو آپ نے میرے متعلق کیا ہے اور میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے مقدور بھر مسلمانان ہندوستان کی تعلیمی ترقی کے باب میں اس مشہور و معروف کانفرنس کے مباحث کی رہنمائی کرونگا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے اس منصب کو ایک فرض سمجھ کر قبول کر لیا ہی۔ میں سمجھتا ہوں اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا کہ اس ملک میں مسلمانوں کی تعلیم کا مسئلہ اس قوم کے اغراض و مقاصد کے لئے اس قدر ضروری اور اہم ہے کہ جب کسی مسلمان سے اس کام میں مدد مانگی جائے جو اس کانفرنس کا مقصد اولیں ہے تو یہ اس کا فرض عین ہے کہ خوشی سے مدد کے واسطے تیار ہو جاسے۔ میں نے منصب صدارت کو اسی احساس کے ساتھ قبول کیا ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اس کانفرنس کے کام کو کامیابی کے ساتھ انجام کو پہنچانے کے لئے پوری مدد دیں گے اور اعانت کریں گے۔

میں کہہ چکا ہوں کہ مسلمانوں کی تعلیم کا مسئلہ بہت اہم اور ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں آپ صاحبوں کو یقین دلانے کے واسطے دلائل کی حاجت نہیں ہے کہ مسلمانوں میں مغربی تعلیم پھیلانے کے واسطے پوری قوت کے ساتھ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان نے بہت سی باتوں میں ایک وسیع پیمانہ پر کارروائی شروع کی ہے اس لئے تعلیم یافتہ کام کرنے والوں کی ضرورت برابر بڑھتی جائے گی۔ اگر مسلمان ان کارروائیوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور وہ اس ملک کی مسلسل ترقی میں شرکت کر کے اپنے آپ کو اُس کا کارآمد باشندہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو اعلیٰ درجہ کی کوشش سے اپنے آپ کو اس مرتبہ کو حاصل کرنے کے قابل بنانا چاہیے جس کے وہ اس ملک میں اپنی اہمیت کی وجہ سے مستحق ہیں۔ اس مسئلہ پر مجھ کو زیادہ بحث کرنے کی

ضرورت نہیں کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ اُن رایوں میں جس کے اظہار کی میں نے کوشش کی ہے آپ صاحبان میں سے ہر شخص کو میرے ساتھ اتفاق ہے۔ خواہ ہم کو کتنی ہی مشکلات پیش آئیں تعلیمی ترقی کے باب میں ہمارا ماٹو یہ ہونا چاہئیے کہ مستعد ہوں کمر ہمت باندھیں اور اُن مشکلات پر غالب آئیں جیسا کہ ہماری ہمسایہ اقوام نے کیا ہے۔

## تعلیمی کانفرنسیں ضروری ہیں

میں نے حال میں بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس قسم کی تعلیمی کانفرنسوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ہمارے معترضین محسوس کرتے ہیں کہ اس کانفرنس نے کامیابی کے ساتھ اس مقصد کو پورا کر لیا جس کے واسطے وہ قائم ہوئی تھی اور قوم کو تعلیمی لحاظ سے اُس کی ضرورتوں اور بلند ارادوں کی حد تک پہنچا دیا ہے اور اس وسیع براعظم کے مختلف حصص میں مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے واسطے مقامی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں اور یہ سب انجمنیں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کے واسطے قابلیت، گرمجوشی اور دل سے کام کر رہی ہیں اُس حالت میں شاید اس قسم کی نکتہ چینی بے موقعہ نہ ہو گی مگر جبکہ حقیقت حال یہ نہیں ہے اور مسلمانوں کی قوم زیادہ تر غیر منتظم ہے اور ابھی تک تعلیم میں بہت پیچھے ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس ملک کے مختلف مرکزوں میں اس قسم کی کانفرنسوں کی ضرورت ہے ہم کو بہت کچھ تلافی مافات کرنی ہے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سخت کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ اعتراض کسی قدر بجا ہوگا اگر یہ کانفرنس تقریروں اور رزولیوشنوں کے بعد اپنے کام کو ختم کر دے اور کوئی عملی کارروائی نہ کرے۔ نتائج حاصل کرنے کے لئے سال بھر تک مستقل اور مسلسل کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس کانفرنس کا مقصد اسی قسم کی عملی کارروائی کی تحریک کرنا ہے فقط رزولیوشن پاس کرنا نہیں ہے۔ اس قسم کی کانفرنسوں کے منظور کردہ رزولیوشن سے وہ صیغہ معلوم ہوتے ہیں جن میں سب سے پہلے کارروائی کی ضرورت ہے اور یہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ نتائج سے ثابت کریں کہ یہ کانفرنسیں اپنے عمل میں بارآور ہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ مسلمان اپنی تعلیمی ترقی میں اُس درجہ کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ ہر حصہ ملک میں منتظم ہیں اور انھوں نے تعلیم میں پیچھے رہنے کے دھبے کو پورے طور سے دور کر دیا ہے۔ اس پر بھی میری رائے میں اس قسم کی کانفرنسیں ضروری ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ ترقی تعلیم کی تحریک کی جو اس کانفرنس کے مقاصد میں سے ایک ہے اب ضرورت نہیں ہے پھر بھی یہ بات لازمی ہے کہ اس ملک کے مختلف حصص کے چھوٹے بڑے

ماہرین فن تعلیم سال میں کم از کم ایک مرتبہ تبادلۂ خیالات اور تجربات کی غرض سے جمع ہوں تاکہ مختلف تعلیم و تربیت یافتہ دماغوں کے فوائد جو ہندوستان کے مختلف مرکزوں میں کام کر رہے ہیں زیادہ قابلِ اطمینان ترقی کے واسطے حاصل ہو سکیں۔

## صوبہ بمبئی میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت

اس موقعہ پر میں ایک بیان کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو حال میں ایک ذمہ دار با اختیار شخص نے کیا ہے کہ مسلمان صوبہ بمبئی میں تعلیمی نقطہ نظر سے پس ماندہ نہیں سمجھے جا سکتے۔ میں یقین کرتا ہوں تم سب کو مجھ سے اتفاق ہوگا کہ اگر اس بیان کی توثیق ہو جائے تو یہ مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی ہوگی۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں جو ایڈریس کہ میں نے سورت کے اجلاس کانفرنس میں پڑھا تھا اُس میں مفصل اعداد سے مسلمانوں کی تعلیمی پستی کو بالخصوص اعلیٰ اور ثانوی تعلیم میں ثابت کیا تھا اور بتایا تھا کہ تعلیمی پستی کو دور کرنے اور اُس درجہ تک ترقی کرنے کے لئے جو ہمسایہ اقوام نے حاصل کیا ہے سخت کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ ایک عجیب و غریب بات ہوگی کہ چھ سال کی مختصر مدت میں اس صوبہ کے مسلمانوں نے تعلیمی معاملات میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے اور اُن کو وہ درجہ حاصل ہو گیا ہے کہ اب وہ پس ماندہ قوم نہیں سمجھے جا سکتے۔ تعلیم میں مسلمانوں کی ترقی کا اندازہ کرنے کے واسطے اس صوبہ کے شائع شدہ نقشہ جات کا مطالعہ ضروری ہے۔ ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن صوبہ بمبئی کی پنج سالہ رپورٹ بابتہ سنہ ۱۷-۱۹۱۶ لغایتہ سنہ ۲۲-۱۹۲۱ میں سے مندرجہ ذیل اقتباس سے اس مسئلہ پر بہت روشنی پڑتی ہے۔

تمام قسم کے مدارس میں مسلمان تعلیم پانے والوں کی تعداد سنہ ۱۷-۱۹۱۶ میں ۱۴۹۶۷۲ تھی اور سنہ ۲۲-۱۹۲۱ میں وہ تعداد ۱۸۱۴۱۷ ہو گئی یعنی عرصہ پانچ سال میں مسلمان تعلیم پانے والوں کی تعداد میں ۲۱٫۲ فیصدی اضافہ ہوا اور دیگر اقوام کے تعلیم پانے والوں کی تعداد میں اسی مدت میں ۲۲٫۷ فیصدی اضافہ ہوا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تلافی مافات کرنے کے بجائے جو مسلمانوں کی تعلیم کے ہر بہی خواہ کا مقصد ہے صوبہ بمبئی میں دیگر اقوام کے مقابلہ میں مسلمان ۱٫۵ فیصدی پیچھے رہ گئے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم نے ۲۱٫۲ فیصدی ترقی کی ہے مگر تلافی مافات کرنے کے بجائے ہم دوسری اقوام کے مقابلہ میں ۱½ فیصدی پیچھے رہے ہیں۔ اگر ہم سنہ ۲۳-۱۹۲۲ کے اعداد پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت ہم پیچھے ہٹے ہیں جیسا کہ ہم پیشتر بتا چکے ہیں تمام تعلیمی مدارس میں مسلمانوں

طلبا کی تعداد سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء میں ۱۸۱۴۱۷ تھی اور سنہ ۲۳-۱۹۲۲ء میں وہ تعداد گھٹ کر ۱۷۸۷۵۵ ہوگئی۔ اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ ہم نے تعلیمی پستی کے داغ کو دور کردیا ہے بلکہ ہمارا تعلیمی درجہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں بجائے بڑھنے کے صاف طور سے کسی قدر گھٹ گیا ہے۔

مندرجہ ذیل نقشہ سے صوبہ بمبئی میں سنہ ۲۳-۱۹۲۲ء میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت معلوم ہوتی ہے

## ابتدائی تعلیم

| | کل تعداد | مسلمان | فیصدی |
|---|---|---|---|
| جماعت اول (معصوم بچے) | ۲۵۲۰۰۰ | ۴۷۸۰۰ | ۱۸٫۹ |
| جماعت دوم | ۱۲۸۰۰۰ | ۲۴۰۰۰ | ۱۸٫۷ |
| جماعت سوم | ۱۱۱۰۰۰ | ۱۷۳۰۰ | ۱۵٫۵ |
| جماعت چہارم | ۸۷۰۰۰ | ۱۲۹۰۰ | ۱۴٫۷ |
| جماعت پنجم | ۶۵۰۰۰ | ۱۰۲۰۰ | ۱۵٫۸ |

## جماعت ہائے وسطی

| | کل تعداد | مسلمان | فیصدی |
|---|---|---|---|
| جماعت ششم | ۴۱۰۰۰ | ۷۰۰۰ | ۱۷ |
| جماعت ہفتم | ۲۸۰۰۰ | ۳۸۰۰ | ۱۳٫۰ |
| جماعت ہشتم | ۲۵۰۰۰ | ۲۶۰۰ | ۱۰٫ |

## جماعت ہائے اعلیٰ

| | کل تعداد | مسلمان | فیصدی |
|---|---|---|---|
| جماعت نہم | ۹۹۶۱ | ۷۹۷ | ۷۰٫۹۶ |
| جماعت دہم | ۷۶۹۹ | ۵۴۱ | ۷ |
| جماعت یازدہم | ۵۸۸۰ | ۴۲۰ | ۷ |
| جماعت دوازدہم | ۵۲۱۷ | ۴۲۷ | ۸٫۲ |

## یونیورسٹی و انٹرمیڈیٹ

| | کل تعداد | مسلمان | فیصدی |
|---|---|---|---|
| جماعت انٹرمیڈیٹ و سٹایہ | ۲۲۸۲ | ۹۴ | ۴٫۱ |

## یونیورسٹی و انٹرمیڈیٹ

| | | کل تعداد | مسلمان | فیصدی |
|---|---|---|---|---|
| جماعت انٹرمیڈیٹ | سکنڈ ایر | ۱۳۳۷ | ۸۱ | ۶٫۹ |
| بی اے | تھرڈ ایر | ۶۲۶ | ۲۹ | ۴٫۶ |
| " " | فورتھ ایر | ۶۹۵ | ۳۷ | ۵٫۳ |
| | ففتھ ایر | ۷۹ | ۴ | ۵٫ |
| پوسٹ گریجوایٹ | سکستھ ایر | ۸۴ | ۱ | ۱٫۲ |
| " | سونتھ ایر | ۴ | صفر | |
| ریسرچ اسٹوڈنٹ یعنی طلبائے تحقیقات علمی | | ۷ | صفر | |

مندرجہ بالا نقشہ سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں تک کہ ابتدائی تعلیم کے شروع درجوں کا تعلق ہے مسلمانوں نے خاصی ترقی کی ہے۔ صوبہ بمبئی میں مسلمانوں کی آبادی ۷٫۹۱ فیصدی ہے اور کم از کم معصوم بچوں کی جماعت کے متعلق یہ کہہ کر ہم اپنا دل خوش کر سکتے ہیں کہ ہماری تعلیم ہماری آبادی کی نسبت سے ہے لیکن جس قدر ہم اوپر جاتے ہیں ہماری نسبت گھٹتی جاتی ہے یہاں تک کہ اعلیٰ پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں اور طلبائے تحقیقات علمی میں ہماری نسبت صفر ہے۔ اوسط فیصدی صوبہ کی کل آبادی پر نکالا گیا ہے لیکن اگر ہم ادنے ذاتوں کو جو اس صوبہ میں آباد ہیں اور تعلیم میں یقینی بہت پیچھے ہیں شمار سے خارج کر دیں تو ہماری تعلیم کا اوسط فیصدی اور بھی گھٹ جائے گا۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے مسلمانوں کی تعلیمی حالت اعلیٰ اور کالیجیٹ تعلیم کے باب میں بمقابلہ عیسائیوں پارسیوں اور ہندوؤں کی اعلیٰ اقوام کے معلوم ہوگی۔

| | ہندوستانی عیسائی | شریف اقوام کے ہندو | مسلمان | پارسی |
|---|---|---|---|---|
| آبادی | ۱۲۱۵۷۸ | ۵۷۰۷۶۵۲ | ۲۱۱۵۳۳۱ | ۴۳۰۹۴ |
| اعلیٰ تعلیم جماعت نہم | ۳۲۲ | ۷۸۴۶ | ۷۹۶ | ۷۷۸ |
| جماعت دہم | ۲۶۳ | ۶۱۱۱ | ۵۴۱ | ۶۰۶ |
| جماعت یازدہم | ۱۱۶ | ۴۷۴۲ | ۴۲۰ | ۵۳۸ |
| جماعت دوازدہم | ۱۳۱ | ۴۰۲۹ | ۴۲۷ | ۵۸۷ |
| یونیورسٹی انٹرمیڈیٹ کلاس فرسٹ ایر | ۱۲۶ | ۱۷۴۵ | ۹۴ | ۲۷۰ |

| | ہندوستانی عیسائی | شریف اقوام کے ہندو | مسلمان | پارسی |
|---|---|---|---|---|
| یونیورسٹی انٹرمیڈیٹ کلاس سکنڈ ایر | ۵۹ | ۱۰۳۲ | ۸۱ | ۱۵۴ |
| تھرڈ ایر | ۲۰ | ۵۱۹ | ۲۹ | ۵۲ |
| فورتھ ایر | ۱۶ | ۵۶۲ | ۳۶ | ۶۸ |

مندرجہ بالا نقشہ کے متعلق کچھ لکھنا غیر ضروری ہے۔ بجز نیچ اقوام کے دیگر ہمسایہ قوموں سے اگر ہم اپنی تعداد اور اعلیٰ اور کالیجٹ تعلیم میں اپنے درجہ کا مقابلہ کریں تو ہم کو اپنی ترقی پر مطمئن ہونے کا موقعہ نہیں ہے۔ ان اعداد اور حالات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ ہم تعلیم میں پستی کی حد سے نکل گئے ہیں اور اب ہم کو تعلیمی لحاظ سے پست نہ سمجھنا چاہیئے بالکل بے بنیاد ہے۔ اس دلیل کو غلط ثابت کرنے کو وقت میں نے کسی قدر تکلیف اُٹھائی ہے اور اُس کی وجہ ظاہر ہے۔ قوم کو اس بات کی ضرورت ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنا تعلیمی مرتبہ بلند کرے اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ آئندہ ترقی کی راہ میں گورنمنٹ اُس کی دل سے مدد کرے بحیثیت ایک پس ماندہ قوم کے اُس کے حقوق کسی طور سے زائل نہ ہونے چاہئیں۔ خود ہماری قوم میں ایک جماعت ہے جو بظاہر سمجھتی ہے کہ تعلیمی ترقی کے باب میں کافی کوشش ہو چکی ہے اور اب قوم کی زیادہ تر کوششیں دوسری سمتوں میں ہونی چاہئیں۔ اس غرض سے کہ تعلیمی ترقی کے باب میں قوم کی کوششوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہو اور اس مقصد سے کہ قوم کا بہترین مفاد اسی میں ہے کہ تمام ضروری جوشش اسی سمت میں جمع ہو سرکاری اعداد و شمار سے اُس اصلی حالت کو صاف صاف بتانا ضروری تھا جو اعلیٰ تعلیم کے باب میں ہماری قوم نے کی ہے۔

مجھ کو یقین ہے کہ اعداد و شمار کے ذریعہ سے اس امتحان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کو یقین ہو جائے گا کہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے تمام شعبوں میں ہر طرف سے اور زیادہ سخت کوششوں کی بہت ضرورت ہے۔

## ابتدائی تعلیم

جہاں تک ابتدائی تعلیم کا تعلق ہے مسلمانوں کی فیصدی نسبت بری نہیں گو جس قدر ہونی چاہیئے وہ نہیں ہے مگر یہ ماننا پڑے گا کہ ہندوستان کی کل اقوام کو ابتدائی تعلیم کے باب میں آئندہ ترقی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا خواندہ ہونے کا معیار فقط ۱۰،۴ فیصدی ہے جو کسی طور سے بھی کافی نہیں ہے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ہر گروہ و قوم کے لوگ ابتدائی تعلیم جبریہ ہو جانے کے دل سے

موافق ہیں جب ۱۹۱۲ء میں میں نے صوبہ بمبئی کی لیجسلیٹو کونسل میں مفت اور جبریہ ابتدائی تعلیم کا علم بلند کیا اور لیجسلیٹو کونسل اور نیز بمبئی کی میونسپلٹی میں اُس کے واسطے کوشش کرتا رہا تو اُس وقت مجھ کو کوئی کامیابی کی اُمید نہ تھی مگر گزشتہ بیس سال میں عام رائے میں حیرت انگیز تبدیلی ہوئی ہے اور اب اس ملک میں مشکل سے کوئی متنفس ہوگا جو مفت اور جبریہ ابتدائی تعلیم کے فوائد سے ناآشنا ہو۔ صوبہ کی کونسل نے یکے بعد دیگرے تین ایکٹ منظور کئے ہیں اور ابتدائی تعلیم کے قانون کے ماتحت قواعد بھی بن گئے اور اب مقامی جماعتوں یعنی میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کا کام ہے کہ اس تجویز کی طلب میں اپنی خلوص نیت کا ثبوت دیں اور سارے صوبہ میں حتی المقدور بہت جلد اس تجویز کا عمل درآمد شروع کریں۔

## ثانوی اور اعلیٰ تعلیم

میں پیشتر کہہ چکا ہوں کہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے باب میں ابھی تک ہماری قوم بہت پیچھے ہے۔ اعلیٰ تعلیم سے میری مراد فقط علوم عامہ میں اعلیٰ تعلیم نہیں ہے بلکہ پیشوں صنعت اور حرفت کی اعلیٰ تعلیم بھی اُس میں شامل ہے۔ آپ سب صاحب محسوس کرتے ہوں گے کہ ہم کو کسقدر تلافی مافات کرنا ہے اس لئے میں تفصیل سے نہ بتاؤں گا کہ کس قدر کرنا باقی ہے۔ اصلی سوال یہ ہے کہ اُس کو کیونکر پورا کریں۔ ایک مشکل جو میری رائے میں ہندوستان کے مسلمانوں میں اعلیٰ تعلیم کی سدراہ رہی ہے وہ مذہبی رہنماؤں کا اثر ہے جس کا میں نے اپنے سورت کے ایڈریس میں بہت کچھ ذکر کیا تھا مگر اس مشکل کا اب بہت زیادہ اثر نہیں ہے۔ اور بہت سے نوجوان مسلمان ہیں تعلیم پانے کے دل سے خواہشمند ہیں۔ ایک سدراہ جو برابر رہی ہے اور جو باوجود اعلیٰ تعلیم کے شائقین کی روزافزوں تعداد کے آج بھی اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اُسی قدر زور کے ساتھ موجود ہے وہ مسلمانوں کی مالی پستی اور اُس کی وجہ سے فنڈس کی کمی ہے اس ضرورت کا نام مختصر لفظوں میں اسکالرشپ ہے۔ اگر ضرورت مند طلباء کو ضروری امداد دینے کے واسطے کافی فنڈ مہیا ہو جائے تو ہماری ترقی اعلیٰ تعلیم میں بہت کچھ اضافہ ہو جائے گا اور کچھ عرصہ بعد ہم اپنی قوم سے تعلیمی پستی کا دھبہ جو مدت سے ہماری قوم پر لگا ہوا ہے دور کر سکیں گے۔

## فوائد عامہ کے اوقاف

اُن مدوں میں سے ایک کو جن سے مطلوبہ مالی امداد مل سکتی ہے میں اپنے پہلے ایڈریس

میں بیان کر چکا ہوں۔ میں نے فوائد عامہ کے اوقاف کی بڑی مقدار کی طرف توجہ دلائی تھی جو مسلمانوں نے زمانہ گذشتہ میں قائم کئے تھے۔ اگر ان اوقاف کا عمدگی سے انتظام ہو اور اُن کی آمدنی مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کی شاخوں پر صرف ہو تو مسلمانوں کی تعلیمی پستی کا اصلی علاج ہوگا اور ہماری تعلیمی ترقی کے رستہ میں سے ایک اصلی سدِّ راہ دور ہو جائے گا۔ اس باب میں جو کچھ راندیر میں ہو رہا ہے جو شہر سورت کے مضافات میں واقع ہے آپ کو اُس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ سال گذشتہ جب میں سورت گیا تو مجھ کو راندیر بلایا گیا تھا اور وہاں میں نے ایک مدرسہ دیکھا جو فائدہ عامہ کے ایک وقف سے چلتا ہے۔ اس مدرسہ میں ہر قوم و ملت کے طلبا بطور ڈے اسکالر کے تعلیم پاتے ہیں مگر اس کے متعلق ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے جس میں غریب مسلمان طلبا بلا فیس طعام مکان اور تعلیم کے داخل کئے جاتے ہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس مدرسہ میں مسلمانوں کو مذہبی تعلیم بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ تمام اسلامی اسکولوں کی عام خصوصیت ہے اور تمام مسلمانوں کا اس باب میں اتفاق ہے۔ دنیاوی تعلیم بھی عمدہ دی جاتی ہے لیکن خصوصیت جس کی طرف میں خاص طور سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مفلس طلبا کو مفت کھانا مکان اور کپڑا ملتا ہے اور تعلیم دی جاتی ہے میں اس بے حد فائدہ سے بہت متاثر ہوا جو یہ مدرسہ مسلمانوں کو پہنچا رہا ہے اور میرا مقصد اس کانفرنس میں اُس کا ذکر کرنے سے یہ ہے کہ وہ اصحاب کہ جن کو مسلمانوں کی تعلیم سے دلچسپی ہے اس مدرسہ میں تشریف لیجائیں اور دیکھیں کہ اس قسم کے مدارس کی تعداد ہندوستان میں بڑھ سکتی ہے یا نہیں۔ فائدہ عامہ کے اوقاف کا یہ سب سے بہتر مصرف ہے اور اگر ان اوقاف میں سے اکثر کا روپیہ جو ضائع ہو رہا ہے تمام ملک میں اس قسم کے مدارس قائم کرنے میں صرف کیا جائے تو اس سے ترقی تعلیم میں بہت مدد ملے گی۔ میرے سورت میں اس مضمون کا ذکر کرنے کے بعد ہندوستان کی مجلس وضعِ قوانین نے مسلمانوں کے اوقاف کا قانون منظور کر لیا ہے اور ہم سب اُمید کرتے ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اوقاف کے انتظام میں زیادہ مستعدی ظاہر کی جائیگی اور اُن کی آمدنی زیادہ تر مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں صرف ہوگی۔

## علم

بہت برسوں سے ہم مسلمانوں کی ترقی تعلیم کے ذرائع اور طریقے سوچتے رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم سے فی الحقیقت کیا مراد ہے اور تعلیمی ترقی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں

اس باب میں کسی قسم کا اختلاف آرا ہے کہ تعلیم کا آخر مطمح نظر حصول علم بغرض علم ہونا چاہئیے۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان ہی معنوں میں حصول علم کی تلقین کی ہے جبکہ اُنھوں نے فرمایا علم حاصل کرو کیونکہ جو علم حاصل کرتا ہی خدا کے رستہ میں نیک کام کرتا ہے جو علم کا ذکر کرتا ہے خدا کی تعریف کرتا ہے جو علم کو تلاش کرتا ہی خدا کی پرستش کرتا ہے جو علم سکھاتا ہے خیرات بانٹتا ہے اور جو ایسے لوگوں کو علم سکھاتا ہے جو اس کے اہل ہیں وہ خدا کی عبادت کرتا ہے۔ علم حق و باطل میں تمیز کرنا سکھاتا ہے وہ ہم کو بہشت کا راستہ دکھاتا ہے وہ بیابانوں میں ہمارا دوست ہے تنہائی میں ہمارا مونس ہے جب کوئی دوست باقی نہ رہے تو وہ ہمارا ہجولی ہے وہ خوشی کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے مصیبت میں وہ ہم کو ڈھارس دیتا ہے، دوستوں کے مجمع میں وہ ہمارا زیور ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں وہ ہتھیار ہے۔ علم سے خدا کا بندہ اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل کرتا ہے اور اعلیٰ رتبہ کو پہنچتا ہے اس دنیا میں بادشاہوں سے ملتا ہے اور عالم بالا میں کامل خوشی حاصل کرتا ہے۔

چونکہ پیروانِ اسلام نے ان معنوں میں علم کو تلاش کیا اسی وجہ سے اسلامی تاریخ شاندار رہی۔ حصول علم میں ہر مسلمان کو یہی اصول پیش نظر رکھنا چاہئیے۔ بہت ضروری ہے کہ زمانہ گزشتہ کے بڑے سائنس دانوں کی ہم تقلید کریں اور فقط علم کے لئے تکمیل کا اعلیٰ درجہ حاصل کریں۔ ہماری قوم کی تاریخ میں یہ زریں صفحہ فقط اس غرض سے پڑھنا مفید نہیں ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کے زمانہ گزشتہ کے کارناموں کے عکس سے ہم بھی چمکیں یا اُن کی حالت سے اپنی حالت کا مقابلہ کرکے افسوس کریں۔ تاریخ کے اس صفحہ سے پیروان اسلام کو ہدایت کے واسطے راہ نما منارہ کا کام لینا چاہئیے پچھلے مسلمانوں کی پیروی کرنی چاہئیے اور اُس بڑے نام کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرنا چاہئیے جو ہمارا ہے۔ میں نے یہ باتیں اُس اصلی حالات کی بنا پر کہی ہیں جو اب دیکھے جاتے ہیں ہماری قوم کی موجودہ مالی حالت میں تعلیم زیادہ تر اس وجہ سے حاصل کی جاتی ہے کہ وہ حصول مشاغل کا ذریعہ ہے اور روٹی کمانے کا آلہ اکثر طلبا ر کی مالی حالت ایسی ہے کہ اُن کو ساری عمر سخت محنت پڑتی ہے اسکول اور کالج کی تعلیم کے زمانہ میں اُن کو اپنی تعلیم جاری رکھنے کے ذرائع تلاش کرنے پڑتے ہیں امتحانات پاس کرنے پر اُن کا پہلا خیال یہ ہوتا ہے کہ مناسب نوکری تلاش کریں یا کسی علمی پیشہ میں کام کریں۔ علمی پیشوں میں لوگوں کی پیشتر سے کثرت ہے اور نوکری کے بازار کی اس سے بدتر حالت ہے۔ یونیورسٹیاں علوم عامہ میں گریجوائٹس کی بڑی تعداد ہر سال تیار کرتی ہیں مگر نوکریوں کا دروازہ اُسی نسبت سے فراخ نہیں ہوتا۔ موجودہ اقتصادی حالات میں امتحانات پاس کرنے کے بعد تعلیم یافتہ گروہ کو بڑی فکر

یہ ہوتی ہے کہ روزی کمانے کے واسطے کوئی کام کریں۔ اِن حالات میں تعلیم کی اعلیٰ صورتوں کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔ صنعت وحرفت، ادب وسائنس میں کمال اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے کہ مدت تک مسلسل مشق اور مطالعہ کیا جائے۔ گریجوائٹ ہونا اس کے لئے فقط بنیاد کا کام دیتا ہے۔ اس کے معنے میں بہت خرچ اور وہ اکثر لوگوں کی دسترس میں نہیں ہے منتہائے خیال جو میں نے بیان کیا ہے موجودہ اقتصادی حالت میں جہاں تک کہ اُس کے عام رواج کا تعلق ہے وہ فقط ایک اعلیٰ خیال ہی رہے گا جب تک کہ ہندوستان کے لوگوں کی اقتصادی حالت بہت کچھ نہ بدلے۔ تعلیم اور اقتصادیات میں قریب کا تعلق ہے اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ ترقی تعلیم سے بہتر لوگ پیدا ہوتے ہیں اور بہتر لوگوں کے معنی ہیں بہتر مالی حالت ایسی تعلیم دینے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور قومی ترقی کا انحصار تعلیمی اور اقتصادی دونوں قسم کی ترقی پر ہے۔ ترقی کے راستہ میں مشکلات کا ہونا لازمی ہے مگر مشکلات سے ہم کو شکستہ دل نہ ہونا چاہیئے بلکہ وہ ہم کو زیادہ کام اور سخت محنت کرنے پر آمادہ کریں تاکہ ہمارا مطمح نظر ہمارا مقصد اور ہمارا اعلیٰ خیال حاصل ہو۔

## علی گڑھ یونیورسٹی

اگر سرسید ان مشکلات سے جو ان کو علی گڑھ میں ایک مدرسہ قائم کرنے میں پیش آئیں دل شکستہ ہوجاتے اور ڈر جاتے تو قوم کو آج مسلم یونیورسٹی نصیب نہ ہوتی۔ خوش قسمتی سے علیگڈھ کو بہترین آدمیوں کی پُرجوش خدمات حاصل ہوئی ہیں جن کو ایثار کے ساتھ خدمت کرنے کا جوش تھا اور اُنھوں نے جو کچھ کیا ہے وہ آیندہ کے واسطے بہت نتیجہ خیز ہے۔ اس قسم کے تمام کارناموں میں ایک ضروری شرط یہ ہے کہ ایک شخص اعلیٰ ہمت کا ہو جو تمام مشکلات کے باوجود قوم کو اُس کے مقصود تک پہنچانے کے واسطے تلا ہو۔ سرسید میں ایسی ہی ہمت تھی جس کی بدولت وہ اپنا منتہائے آرزو حاصل کرسکے اور اُن کے لائق جانشینوں کو علی گڈھ میں مسلم یونیورسٹی مل گئی جس کی سرسید کو آرزو تھی۔ یہ سب مسلسل کوششوں کے بعد ہوا ہے اور ایسے زمانہ میں ہوا ہے جو مسلمانوں کی تعلیمی بیداری کا ابتدائی زمانہ تھا۔

یہ سُن کر آپ صاحب خوش ہوں گے کہ علی گڈھ یونیورسٹی میں ۱۷۰۰ طلبا تعلیم پاتے ہیں اور تعلیم کی مانگ اس قدر زیادہ ہے کہ منتظمین یونیورسٹی کو بہت سے درخواست کنندوں کے داخلہ سے انکار کرنا پڑا۔ میں سُنتا ہوں کہ مسلم یونیورسٹی میں ممالک غیر کے طلبا بھی تعلیم پاتے ہیں جو ہمارے

پیغمبر علیہ السلام کی ولولہ انگیز حدیث اطلبو العلم ولو کان بالصین پر عمل کر کے دور دراز ملکوں سے علم کی تلاش میں ہندوستان میں آئے ہیں یہ ایک قابل تقلید مثال ہے۔ یہ امر کہ علی گڑھ یونیورسٹی بہت ایسے درخواست کرنے والوں کو داخل کرنے سے انکار کر دیا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ موجودہ تعلیمی انسٹی ٹیوشن جو مسلمانوں کے لئے موزوں ہیں ساری قوم کی ضرورتوں کے لئے ناکافی ہیں۔ ہز اگزالٹیڈ ہائی نس حضور نظام خلداللہ ملکہ نے عثمانیہ یونیورسٹی اور ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے سلطانیہ کالج قائم کرنے سے اس ضرورت کو کسی قدر پورا کیا ہے اور مسلمانوں کو اُن کا بہت ممنون ہونا چاہئے کہ وہ قوم کو تعلیمی پستی سے بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تمام انسٹی ٹیوشن ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی کی روزافزوں ضرورتوں کے واسطے بظاہر ناکافی ہیں۔ اسی سلسلہ میں اس گراں قدر فیاضی کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو سیٹھ داؤد بھائی فضل نے مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے کی ہے اس فنڈ کے ٹرسٹیوں نے ایک اقامتی ہائی سکول اس صوبہ کے کسی صحت بخش مقام پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور مناسب جگہ اُس کے واسطے حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جب یہ مدرسہ تیار ہو جائیگا تو وہ مسلمانوں کی تعلیم میں بہت مدد دے گا۔

## اسمٰعیل کالج

فی الحال آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ اسمٰعیل کالج قائم کرنے کی تجویز جس کا عرصہ سے انتظار تھا اب مکمل ہو گئی ہے۔ سال گزشتہ ہز ایکسلینسی گورنر صوبہ بمبئی نے اُس کالج کا سنگ بنیاد رکھا اور اب پوری توقع ہے کہ کچھ عرصہ بعد یہ کالج اس صوبہ میں مسلمانوں کی تعلیم کا کام دے گا۔ وہ اول درجہ کا کالج ہوگا جس میں ہر قوم کے طلبا تعلیم پائیں گے مگر ترجیح اُن لوگوں کو دی جائے گی جو بانی کالج کے ہم مذہب ہیں۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس صوبہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کے ساتھ آئندہ یہ کالج زیادہ تر ایک اسلامی کالج ہوگا۔ اس کالج کے قائم ہونے میں ایک بات ہے جس کی طرف میں آپ صاحبوں کو خاص طور سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں گورنمنٹ صوبہ بمبئی نے اس رزولیوشن میں جو جاری کیا ہے بتایا ہے کہ گورنمنٹ نے اسمٰعیل کالج قائم کرنے کے واسطے سر محمد یوسف کے شاہانہ عطیہ آٹھ لاکھ روپیہ سے فائدہ اُٹھانے کا فیصلہ کیا ہے اور انتظام کیا ہے کہ اگر اس کالج میں آٹھ ایسے طلبا داخل ہوں جن کی دوسری زبان عربی ہو تو اُن کی تعلیم کے واسطے گورنمنٹ پروفیسر عربی مقرر کرے گی۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو اقرار ہوگا کہ عربی زبان کو غور سے پڑھنے کی

بہت ضرورت ہے کیونکہ اس زبان میں ہمارے مذہب کا اصلی لٹریچر موجود ہے مسلمانوں کی محبت
اپنے مذہب سے ضرب المثل ہے۔ اس محبت کا یقین دلانے کے واسطے کسی دلیل کی ضرورت نہیں
مگر با ایں ہمہ یہ امر قابل افسوس ہے کہ اعلیٰ تعلیم پانے والے طلبا رمیں زبان عربی کی تعلیم کی خواہش
اس قدر نہیں ہے جیسی کہ ہونی چاہئیے۔ مجھ کو یقین ہے ہر شخص کو اعتراف ہوگا کہ قوم میں ایک ایسی
تعلیم یافتہ جماعت کا ہونا نہایت ضروری ہے جو مغربی علوم وفنون کی مہارت کے ساتھ ہماری مذہبی
زبان کے بھی ماہر ہوں۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں سنسکرت زبان میں ہیں اور آپ کو معلوم ہوگا
کہ غالب تعداد ہندو طلبا کی سنسکرت کو بطور دوسری زبان کے لیتے ہیں تاکہ اُن کو اپنے مذہب سے
براہ راست اور پوری واقفیت ہو اس صوبہ کے مسلمان طلبا رمیں یہ میلان طبیعت نہیں پایا جاتا۔ یہ
صحیح ہے کہ عربی زبان کا سیکھنا زیادہ مشکل ہے اُس کے واسطے زیادہ محنت کی ضرورت ہے اور اس کے
امتحان میں فیل ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ اِن حالات کی بھی اصلی وجہ مسلمان طلبا
کا افلاس ہو جس کی وجہ سے قدرتی طور پر اُن کو فقط امتحان پاس کرنے کی فکر ہوتی ہے کہ جس سے وہ
اپنی روٹی کمانے کے قابل ہوں۔ اُن کے واسطے ایسی ثانوی زبان کا منتخب کرنا جس میں امتحان پاس
کرنا آسان ہو ضرور دل کش ہوگا مگر اُن سے کہنا تھا ہی ہندو طلبا کے واسطے بھی وہ ہی حالات موجود ہیں۔
سنسکرت زبان کا بھی سیکھنا مشکل ہے مگر ہندو طلبا من حیث القوم اس اشکال سے نہیں ڈرتے اور اپنی اعلیٰ
تعلیم کے دوران میں محنت سے زبان سنسکرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمان طلبا
اُن کے نمونہ کی پیروی نہ کریں عربی کو بطور سکنڈ لینگویج کے لیں اور میرے نزدیک ہندوستان میں
جو مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت ہے اُس کو پورا کریں یعنی ایسے لوگ تیار ہوں جو مغربی علوم
اور زبانِ عربی کے ماہر ہوں اور اپنی قوم کے لئے مفید خدمات انجام دے سکیں۔ گورنمنٹ نے جو
اسمٰعیل کالج کے متعلق رزولیوشن منظور کیا ہے اُس میں عربی تعلیم کے انتظام کے واسطے رضامندی کا اظہار
کیا ہے اور مجھ کو پورا بھروسا ہے کہ اگر مسلمان طلبا رکی طرف سے ہائی اسکولوں اور کالجوں میں عربی
تعلیم کے واسطے اصلی خواہش کا اظہار ہو تو گورنمنٹ اپنے تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں میں عربی تعلیم کا بندوبست
کردے گی۔ مجھکو اُمید ہے کہ مسلمان طلبا اپنی قوم کے واسطے عربی تعلیم کی اہمیت کو محسوس کریں گے
اور جب اُن سے اپنے لئے سکنڈ لینگویج انتخاب کرنے کے لئے کہا جائے گا تو وہ عربی زبان کا حق
فراموش نہ کریں گے۔ سر محمد یوسف کی شاہانہ فیاضی کا ذکر نامکمل ہوگا اگر میں یہ نہ بتاؤں کہ اس
فنڈ سے پچیس وظیفے جن میں سے ہر ایک تیس روپیہ ماہوار کا ہے اس سارے صوبہ میں مع سندھ کے

فرسٹ ایر کلاس کے طلبار کو دیے جائیں گے۔

## سمندر پار وظائف

میں نے اپنے سورت کے ایڈریس میں اس ملک کے مسلمانوں کے لئے سمندر پار وظائف قائم کرنے کی بڑی ضرورت کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی تھی۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوچکا ہے مسلمانوں کی تعلیم کے راستہ میں اصلی مشکل اس قوم کا افلاس ہی وظائف اس قوم کی بڑی ضروریات میں سے ہیں۔ میری یہ رائے ہے کہ ان کو اصلی مشکل امتحان میٹری کیولیشن کے قریب واقع ہوتی ہے میں بہت برسوں سے سمندر پار وظائف قائم ہونے کی بڑی ضرورت پر زور دے رہا ہوں اُن کے ذریعہ سے مسلمان اُن اعلیٰ مراتب کو حاصل کرسکیں گے جن کے واسطے وہ خاص طور سے موزوں ہیں آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ ایک شاہانہ رقم بمبئی یونیورسٹی کو سر کریم بھائی ابراہیم کے خاندان نے مسلمانوں کو اس قسم کے وظائف دینے کے واسطے سپرد کی ہے۔ داؤد بھائی فضل کے وقف کا ایک حصہ بھی جس کا میں ابھی ذکر چکا ہوں اس قسم کے وظائف کے دینے کے واسطے مخصوص کر دیا گیا ہے لہذا اب سمندر پار وظائف کے لئے دو بڑی رقمیں ہمارے پاس ہیں اور قوم کو سر فاضل بھائی کریم بھائی کا خاص طور سے ممنون ہونا چاہیئے کہ اُنھوں نے اپنے خاندان کی طرف سے اِن وظائف کی ابتدا کی اور مسٹر شریف دیوجی کانجی و دیگر ٹرسٹیاں کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اُس بڑے وقف کا ایک حصہ جو اُن کی نگرانی میں ہے اُنھوں نے ان وظائف کے واسطے مخصوص کر دیا۔ ٹاٹا وظائف سے جو چند سال ہوئے ان ہی اصولوں پر قائم ہوئے تھے بہت شاندار نتائج پیدا ہوئے ہیں اور اس سے قوی اُمید ہوتی ہے کہ ان سمندر پار وظائف سے بھی بڑے نتائج حاصل ہوں گے اور مسلمانوں کی قوم کو اُن طلباء کی ذات سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ اعلیٰ درجہ کے ترقی یافتہ ملکوں میں بڑی بھاری قابلیت حاصل کرکے واپس آئیں گے۔ علم کو علم کی غرض سے سیکھنے کا اعلیٰ خیال ایسے قابلیت والے اشخاص کے ذریعہ سے پورا ہونے کی توقع ہوسکتی ہے۔

## تعلیم نسواں

اس صوبہ کے مسلمانوں میں تعلیم نسواں کی حالت بہت بُری ہے۔ بسنہ ۲۳-۱۹۲۲ء میں سکنڈری مدارس میں فقط آٹھ مسلمان لڑکیاں تھیں اور جہاں تک کالج کی تعلیم کا تعلق ہے اُن کی تعداد

صفر تھی۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے حصول علم کے باب میں ذکور و اناث میں کوئی فرق نہیں کیا۔ انھوں نے دونوں صنف کو علم تلاش اور حاصل کرنے کے واسطے حکم دیا ہے۔ جب تک تعلیم یافتہ بیویاں اپنے شوہروں کے ساتھ کام میں شرکت کرکے اپنے بچوں کی ترقی کے واسطے کوشش نہ کریں کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں میں تعلیم نسواں کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ تعلیم نسواں کے خلاف تعصب اب بتدریج کم ہو رہا ہے مگر تعلیم نسواں کے رستہ میں پھر مشکل روپیہ کی ہے۔ میں تعلیم اور روپیہ کے باہمی تعلق کو پیشتر بیان کر چکا ہوں۔ اگر مناسب مقدار میں روپیہ موجود ہو تو تعلیم نسواں کا مسئلہ ایسا مشکل نہ رہے گا جیسا کہ وہ اب ہے۔ اس کامیابی کو بیان کرتے ہوئے جو علی گڑھ کے مدرسہ کو ہوئی میں نے ایک پُرجوش کام کرنے والے کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ جس طرح یہ اصول پبلک اور قومی انسٹی ٹیوشنوں کے باب میں صحیح ہے وہ شخصی کوششوں کے باب میں بھی عائد ہوتا ہے۔ میں آپ صاحبوں کے سامنے صرف ایک شخص کی مثال پیش کروں گا جس نے اپنی دوربینی سے تعلیمی معاملات میں اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے میں اپنے خاندان کی مدد کی۔ آپ صاحبوں میں سے کس شخص نے جسٹس بدرالدین طیب جی کا نام نہیں سنا ہے۔ اس خاندان کی تاریخ لکھنے کے قابل ہے کیونکہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک متنفس اپنی ذات سے اپنے خاندان کی تعلیمی ترقی کے واسطے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ جسٹس طیب جی کے والد ماجد طیب جی بھائی میاں بڑودہ کے ایک تاجر تھے اور بہت عیال دار تھے۔ انھوں نے قصد کیا کہ اپنے بچوں کو اعلیٰ قسم کی تعلیم دے کر جو اُن دنوں میں میسر آسکتی تھی اُن کے واسطے بہترین مواقعہ پیدا کریں۔ اُن کے سب بیٹوں نے جو تعداد میں چھ تھے اپنے اپنے دائرہ میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔ تعلیم کے بڑے فوائد سے مستفید ہو کر انھوں نے اپنے بچوں کو خواہ ذکور ہوں خواہ اناث بہترین تعلیم دی جو اُس زمانہ میں میسر آسکتی تھی۔ اس خاندان کی اب یہ حالت ہے کہ اُس میں بہت سے افراد ہیں اور اُن میں ذکور و اناث میں مشکل سے کوئی متنفس ہوگا جو انگریزی نہ جانتا ہو۔ اس خاندان کے باب میں طریق عمل یہ تھا کہ اول لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دی گئی اور اُس کا ضروری نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو اعلیٰ تعلیم دی۔ اس خاندان نے دکھا دیا ہے کہ کس طرح شخصی کوشش سے ذکور و اناث کی تعلیم میں اعلیٰ ترقی ہو سکتی ہے۔ ذکور و اناث دونوں کی تعلیم کے واسطے ایک وقت میں اور ایک ساتھ کافی مقدار میں روپیہ کا بندوبست ہونا مشکل ہے۔ لہذا اول مردوں کی تعلیم ہو اور مردوں کی تعلیم سے عورتوں کی تعلیم پر اثر پڑے گا اور قوم کی ترقی گو دھیمی رفتار سے ہوگی مگر یقینی ہوگی۔ بہترین طریقہ جو ہمارے دسترس میں ہے اس

ہم کو ساری توجہ مبذول کرنی چاہیئے اور قوم اور نیز خاندان کی تعلیم کے واسطے ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی ہم کو تلاش کرنی چاہیئے جو اپنے ارادہ میں پورے ہوں۔ قوم کی ترقی اُس کے افراد کی ترقی پر منحصر ہے۔

حضرات! آپ کا اور زیادہ وقت لینے کا میرا ارادہ نہیں ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مہربانی سے میری تقریر کو صبر کے ساتھ سنا جیسا کہ میں نے سورت کے مقام پر درخواست کی تھی اب بھی اُس درخواست پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں کہ ہم سب دل سے دعا کریں خدائے تعالیٰ اپنا رحم فرمائے اور ہر مسلمان کو ترقی اور تہذیب کے اعلیٰ مقصد میں خدمت اور ایثار کی توفیق دے۔

خطبۂ صدارت کے ختم ہونے کے بعد جناب نواب صدر یار جنگ بہادر (مولانا حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی) آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے اپنی سالانہ رپورٹ سنائی جو حسب ذیل ہے۔

# سالانہ رپورٹ آنریری سکرٹری مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

## بابت سال ۱۹۲۴ء

جناب صدر و بزرگانِ قوم۔

سال رواں میں جو کچھ کام آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق کانفرنس کمیٹی کے ذریعہ سے ہوا ہے اُس کی نسبت مختصر کیفیت پیش کرنا چاہتا ہوں، اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنے وقت اور توجہ کا کچھ حصہ عنایت فرمائیں گے۔

جناب والا۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا کام جب سے کہ وہ قائم ہوئی ہے تین قسموں میں منقسم رہا ہے۔ اول ترغیب تعلیم، دوم ترقی تعلیم، تیسری امداد طلبی از گورنمنٹ متعلق تعلیم۔

**ترغیب تعلیم میں کوشش** | مقصد اول کے متعلق کانفرنس اپنے سفیروں اور لٹریچر اور اجلاسوں کے ذریعہ سے جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہوتے رہے ہیں اپنے ابتدا قیام سے آج تک برابر کوشش کرتی رہی ہے اور قوم کو تعلیم، بالخصوص مغربی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور اب ایسے بہت کم مسلمان ہیں جو مغربی تعلیم سے متنفر ہوں۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ کانفرنس اپنے مقصد اول کو پورا کر چکی اور اب اُس کی ضرورت نہیں۔ مگر میں کہوں گا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ کانفرنس کو اس

باب میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اب ایسے لوگ بہت کم ہیں، جو مذہبی نقطہ نظر سے
مغربی تعلیم کے مخالف ہوں۔ مگر چونکہ قوم میں ابھی تک خواندوں کی نسبت کم و بیش چار فیصدی
ہے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ قوم نے تعلیم کی ضرورت کو پورے طور پر محسوس کر لیا ہے۔ کیونکہ جس چیز کو
انسان اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے اُس کے حصول کے لئے بھی پوری کوشش کرتا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں
میں ابھی اُس پوری کوشش کا ظہور نہیں دیکھتے۔ بلکہ پچھلے چند سال میں تو حالت بالکل برعکس ہو گئی
تھی۔ لوگوں کی توجہ پولیٹکل معاملات کی طرف اس قدر مائل تھی کہ اُنھوں نے تعلیم کو پس پشت ڈال دیا
تھا۔ میں مانتا ہوں کہ ہم کو ملک کے پولیٹکل معاملات میں بھی حصہ لینا چاہیئے۔ مگر تعلیمی تحریک کو ہمیں اور
سب تحریکوں پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ تعلیم ہی ہم کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ گورنمنٹ سے اپنی حقوق طلبی
کریں، اور جو حقوق کہ ہم کو ملیں اُن سے متمتع ہو سکیں۔ اگر ہم کسی قابل نہیں تو کیسا ہی عمدہ طریقہ
حکمرانی ہو، ہم کو بہت نفع نہیں پہونچا سکتا اگر ہم قابل ہیں تو بُرے سے بُرا طریقہ حکومت بھی بدل کر
ہماری حالت کے موافق ہو جائے گا۔ بدقسمتی سے مسلمان کچھ عرصہ سے اس اصول کو بھول گئے
تھے ان کی توجہ تعلیمی کاموں سے ہٹ گئی تھی، اُن کی کل تعلیمی تحریکیں سسک رہی تھیں۔ اُن تحریکوں
کے لئے روپیہ اور کام کرنے والے نہیں ملتے تھے۔ پچھلے چند سال میں اُن مکاتب کو چھوڑ کر جو زیر
ارتداد میں قائم ہوئے مسلمانوں نے نئے اسکول بہت کم قائم کئے، اور جو پیشتر سے قائم تھے
اُن میں سے بیشتر مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ایسے اسلامیہ سکول کہ جہاں نہ لائق اُستاد
ہوں، اور نہ اچھا انتظام تعلیم، اُن کے ہونے سے نہ ہونا ہی بہتر ہے۔ ایسے مدارس میں مسلمان
طلبہ کا وقت ضائع ہوتا ہے، اور ڈسپلن نہ ہونے کی وجہ سے لڑکوں کو بُری عادتیں پڑتی ہیں
ہم کو اپنے اسکول قائم کرنے چاہئیں، مگر اچھے اسکول جن میں لائق اُستاد ہوں اور عمدہ انتظام
تعلیم۔ اس مقصد کے حصول میں کانفرنس امسال بھی مثل سابق اپنے سفیروں اور لٹریچر کے
ذریعہ سے ایسے اقوام کو جن میں ابھی تک تعلیم نہیں پھیلی ہے، بالخصوص میو اور مسلمان راجپوتوں
کو تعلیم کی طرف متوجہ کرتی رہی ہے اور مقصد تھا کہ امسال سالانہ اجلاس کانفرنس دہلی میں منعقد
ہو۔ اور اس اجلاس میں نومسلم اقوام مثل میو، راجپوت، جاٹ، گوجر اور تگودن کے نمایندے شریک
ہوں اور ایک ایک وقت کا اجلاس ایک ایک قوم کی تعلیم کے مسئلہ کے واسطے مخصوص کر دیا
جائے۔ مسلمانان دہلی کی طرف سے کانفرنس کو دعوت بھی آچکی تھی، اور نومسلم اقوام جو تعلیم میں بہت
پیچھے ہیں اس اجلاس میں اپنے نمایندوں کے ذریعہ سے شریک ہونے کو تیار تھیں کہ مسٹر جناح

کے خط کے ذریعہ سے مسلم لیگ بمبئی کا کانفرنس کو مدعو کرنے کا قصد معلوم ہوا - چونکہ صوبہ بمبئی کے مسلمان بھی تعلیم کے لحاظ سے پیچھے ہیں اور مسلم لیگ اور کانفرنس کا اجلاس یکے بعد دیگرے ایک مقام پر ہونے سے دونوں اجلاسوں کو رونق ہوگی - لہذا مسلمانان دہلی کو اس بات پر رضامند کیا گیا کہ وہ اپنے ہاں اجلاس کانفرنس کو سال آیندہ کے لئے ملتوی کریں اور مسلمانان بمبئی کی دعوت کو منظور کیا گیا -

**ترقی تعلیم میں کوشش** | کانفرنس کا دوسرا کام یعنی ترقی تعلیم، اول کام یعنی ترغیب تعلیم سے زیادہ مشکل ہے - پہلے مقصد کے حصول میں فقط زبانی جمع خرچ سے کام چل جاتا ہے، مگر دوسرے مقصد کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہے، جو کانفرنس کے پاس موجود نہیں ہے - اور لوگوں سے مانگنے پر بھی نہیں ملتا -

**کانفرنس کے وظائف و مالی امداد** | کانفرنس اس وقت تک علاوہ موسیٰ فنڈ کے تخمیناً پچاس ہزار روپیہ وظائف میں صرف کر چکی ہے - امسال کانفرنس کے بجٹ میں مبلغ تین ہزار روپیہ وظائف کے لئے درج ہوئے ہیں جس میں سے ایک ہزار روپیہ بوجہ اُس اقرار کے جو سیٹھ موسیٰ صاحب کے ساتھ تھا طلبا، صوبہ گجرات کے لئے مخصوص ہے - اور اُن طلبا کو علاوہ اس روپیہ کے تین سو ساٹھ روپیہ امسال اور تین سو ساٹھ روپیہ سال گزشتہ ڈیوٹی فنڈ سے دلائے گئے ہیں - مبلغ دو ہزار روپیہ اُن مکاتب کے لیے مخصوص ہیں جو رقبہ ارتداد میں قائم کئے گئے ہیں - مبلغ دو سو پچاس روپیہ بطور سالانہ امداد اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کو اور دو سو پچاس روپیہ سالانہ مسلم گرلز اسکول علی گڑھ کو دئے جاتے ہیں -

**کانفرنس کی زیر نگرانی مکاتب** | کانفرنس نے اپنے سفرا کے ذریعہ سے میوات اور رقبہ ارتداد ضلع آگرہ میں مکاتب قائم کرائے، اور اضلاع فتحپور اور فرخ آباد میں انجمن تبلیغ کے قائم کردہ مکاتب کے اخراجات اور نگرانی کا بار اپنے ذمہ لیا - برین میو اسکول قصبہ نوح ضلع گوڑگانوہ سفیر کانفرنس کی کوشش سے ہائی اسکول کے درجہ تک ترقی کر گیا، اور علاقہ میوات میں متعدد مکاتب بھی قائم ہوئے جو خود اُن لوگوں کے صرف سے چلتے ہیں آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس اور سپرنٹنڈنٹ دفتر نے امسال مدرسہ اسلامیہ جلالی کا متعدد بار، مدرسہ فیض عام رامپور ضلع سہارنپور کا تین مرتبہ - مسلمان جاٹ اسکول اوسارہ ضلع سہارنپور کا ایک مرتبہ اور مکاتب قصبہ ساندھن، موضع بھوجپور، دنگلہ میواتیان ضلع آگرہ کا ایک ایک بار معائنہ کیا - اور اُن میں سے بعض کا سالانہ امتحان لے کر جماعت بندی کی - ضلع فرخ آباد کے اسلامیہ مکاتب کا جو انجمن تبلیغ نے کانفرنس کو سپرد کردئے ہیں بذریعہ سفیر کانفرنس معائنہ کرایا گیا - ان مدارس میں سے بعض کے واسطے روپیہ فراہم کرانے میں جو دقتیں پیش آتی ہیں اُن کا اندازہ فقط وہ اصحاب ہی خوب کر سکتے ہیں جن کو ایسے کام کرنے کا اتفاق ہوا ہے -

**کانفرنس کی لائبریری** | سال گزشتہ کانفرنس کی لائبریری میں ایک بڑی تعداد میں تعلیمی کتابوں کا اضافہ

ہوا تھا۔ امسال لائبریری کی کتابوں کو از سرِ نو ترتیب دیا گیا، اور اب طریقہ تعلیم و تربیت کے متعلق جس قدر کتابیں کانفرنس کی لائبریری میں ہیں غالباً ہندوستان کی کسی دوسری لائبریری میں نہیں ہیں۔ مسلم یونیورسٹی ٹریننگ کلاس کے طلبہ اور اساتذہ اُن کتابوں سے برابر مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ کانفرنس نے اپنے دفتر کی عمارت میں سے وسطی بڑا کمرہ اور دو شمالی بازو کے کمرے مسلم یونیورسٹی ٹریننگ کلاس کو لیکچروں کے واسطے مستعار دئے ہیں، اور مسلم یونیورسٹی ٹریننگ کلاس کے پندرہ طلبہ کو وظیفہ بھی دیتی ہے۔ علاوہ ازیں ٹریننگ کالج آگرہ و لکھنؤ کے مسلمان طلبہ کی بھی وظائف سے امداد ہوتی ہے۔

**کانفرنس کی مطبوعات** سال گزشتہ کانفرنس کے موقعہ پر بمقام علی گڑھ ایک شاندار تعلیمی نمائش ہوئی تھی۔ جو سارے ہندوستان میں اپنی قسم کی پہلی تعلیمی نمائش تھی۔ اور ملک میں بہت پسند کی گئی تھی۔ اس نمائش کے موقعہ پر متعدد تعلیمی لیکچر اردو انگریزی زبان میں دیے گئے تھے۔ اور حاضرین اجلاس نے اُن لیکچروں کو بہت پسند کیا تھا۔ دفتر کانفرنس نے امسال اُن میں سے (۲۳) اردو لیکچروں کو ایک جلد میں اور (۲۱) انگریزی لیکچروں کو دوسری جلد میں طبع کر کے سالانہ رپورٹ کانفرنس کے ساتھ شائع کیا ہے۔

سال زیر رپورٹ میں دفتر کانفرنس سے کانفرنس گزٹ بدستور جاری رہا، جو زبان اُردو میں ایک ماہواری رسالہ ہے۔ اور بچوں کی تعلیم و تربیت، ترغیب تعلیم اور اصلاح تمدن پر اس میں مضامین شائع ہوتے ہیں، اور والدین اور اساتذہ دونوں کے لئے مفید ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق بعض رسالے پیشتر کانفرنس شائع کر چکی ہے۔ سال حال میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک مفید کتاب جس کا بذریعہ مولوی عبدالسلام صاحب ندوی عربی سے اُردو میں ترجمہ کرایا گیا ہے عنقریب طبع ہونے والی ہے۔ زمانہ حال کے نامور مسلمانوں کی سوانح عمریاں لکھنے کا سلسلہ بھی دفتر کانفرنس میں قائم ہے۔ اول نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم کی سوانح عمری لکھی گئی ہے جو زیر طبع ہے۔ اس کے بعد نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان صاحب مرحوم اور زمانہ حال کے دیگر نامور مسلمانوں کی سوانح عمریاں لکھی جائیں گی۔

**تعلیم بالغان میں کوشش** حسب قرارداد گزشتہ اجلاس کانفرنس تعلیم بالغان کی ترویج کے واسطے بھی کوشش کی گئی اور بطور نمونہ ایک صندوق جس میں عام واقفیت بڑھانے والی مفید اُردو کتابیں تھیں جامع مسجد بدایوں میں رکھوایا گیا، جہاں امسال پراونشل ایجوکیشنل کانفرنس صوبجات متحدہ کا اجلاس

تھا۔ مقصد یہ تھا کہ جو لوگ اُردو پڑھ سکتے ہیں وہ ان کتابوں سے اپنی عام واقفیت کو بڑھائیں۔ اور جو ناخواندہ ہیں ان کو دوسرے خواندہ لوگ پڑھ کر سنائیں۔ اس طرح سے ہر محلہ کی مسجد علاوہ عبادت گاہ ہونے کے عام واقفیت بڑھانے کا ذریعہ بن جائے۔ یہ کام بطور نمونہ بدایوں میں شروع کیا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

تعلیم بالغاں اور نیز ایسے لڑکوں کی تعلیم کے لئے جن کو اپنی روٹی کمانے کے واسطے دن میں مزدوری کرنی پڑتی ہے نائٹ سکول قائم کرنے کی تحریک کی طرف بذریعہ اُردو اخبارات مسلمان پبلک کو متوجہ کیا گیا۔ منیجر صاحبان مدارس اسلامیہ کو اپنے مدارس کے متعلق نائٹ اسکول قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی اور بعض مقامات پر نائٹ سکول قائم بھی ہو گئے۔ بالخصوص اُن دیہات میں جہاں کانفرنس کی زیر نگرانی اسلامی مکاتب قائم ہیں اُن مکتبوں کے مدرس رات کو ایسے بالغوں کو تعلیم دیتے ہیں جن کو بوجہ کھیتی کیاری کے کام کے دن میں پڑھنے لکھنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ بوائے اسکاؤٹنگ کی طرف بھی منیجر صاحبانِ مدارس اسلامیہ توجہ دلائی گئی۔

**امداد طلبی از گورنمنٹ** اس کانفرنس کا تیسرا کام یعنی امداد طلبی از گورنمنٹ اُس کے متعلق یہ عرض ہے کہ سال گذشتہ اس کا اجلاس صوبجات متحدہ میں منعقد ہوا تھا۔ اس لئے اس کے رزولیوشن عموماً صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن رزولیوشنوں کو اخبارات میں چھاپنے کے علاوہ گورنمنٹ صوبہ متحدہ کی خدمت میں بھیجا گیا اور اُن کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔

جدید ڈسٹرکٹ بورڈ صوبہ متحدہ کی جو دفعات مسلمانوں کی تعلیم پر مضر اثر ڈالنے والی تھیں اور ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ کی تجاویز متعلق تخفیف عہدہ ہائے انسپکٹر و ڈپٹی انسپکٹران مدارس اسلامیہ کی طرف گورنمنٹ کو متوجہ کیا گیا اور (۴۶) اضلاع کی مکتب کمیٹیوں کے پریسیڈنٹوں کو آمادہ کیا کہ وہ ان تجاویز اور دفعات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور گورنمنٹ کی خدمت میں اظہار ناراضامندی کریں۔ اس سب کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹران مدارس اسلامیہ کے عہدے ابھی قائم ہیں۔

اکثر اوقات کے مصارف میں چونکہ مصرف تعلیم بھی شامل ہے، لہذا براہ راست اور نیز صوبہ متحدہ کی انجمن ہائے اسلامی کے ذریعہ سے صوبہ مذکور میں قانون اوقاف کے نفاذ کی کوشش کی گئی اور خوشی ہے کہ وہ قانون صوبہ متحدہ میں نافذ ہو گیا۔

گورنمنٹ صوبہ متحدہ کی خدمت میں گذشتہ اجلاس کانفرنس کا یہ رزولیوشن بھی بھیجا گیا تھا کہ جدید تعلیمی بورڈ میں مسلمان ممبروں کی تعداد بڑھائی جائے، اور بورڈ کے ہر شعبہ میں مسلمان ممبروں کی

تعداد مناسب مقرر کی جائے اور اسلامیہ اسکولوں کی طرف سے ایک نمایندہ بورڈ میں مقرر کیا جائے"
افسوس ہے کہ گورنمنٹ صوبہ متحدہ نے اس رزولیوشن کی طرف ابھی توجہ نہیں کی۔

کانفرنس کے شعبہ جات | ابتدا میں اس کانفرنس کے پانچ شعبہ جات تھے، جن میں سے پہلا شعبہ اسکول سکشن ہے اس شعبہ کے آنریری سکرٹری ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب تھے۔ مگر اب کئی سال سے اُنھوں نے اس کام کو چھوڑ دیا ہے اور جیسا کہ بیان بالا سے معلوم ہوگا اب اس کام کو آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس اور سپرنٹنڈنٹ کرتے ہیں۔

دوسرا شعبہ اس کانفرنس کا صیغہ تعلیم نسوان ہے۔ اس شعبہ کے آنریری سکرٹری شیخ محمد عبداللہ بی اے ایل ایل بی وکیل علی گڑھ ہیں۔ ان کی نگرانی میں ایک مسلم گرلز اسکول جس کے متعلق ایک وسیع بورڈنگ ہوس ہے۔ عمدگی سے چل رہا ہے۔ اور امسال اسکو انٹرمیڈیٹ کالج بنا دیا گیا ہے۔

تیسرا شعبہ اس کانفرنس کا لٹریری سکشن ہے۔ یہ شعبہ اب انجمن ترقی اُردو کے نام سے بطور ایک مستقل انجمن کے بہت عمدگی سے چل رہا ہے اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے اس شعبہ کے آنریری سکرٹری ہیں یہ انجمن متعدد عمدہ کتابیں زبان اُردو میں تصنیف وتالیف وترجمہ کرا چکی ہے، اور زبان اُردو کو فی الحقیقت ترقی دے رہی ہے۔

چوتھا شعبہ اس کانفرنس کا صیغہ اصلاح تمدن ہے۔ خواجہ غلام الثقلین مرحوم کے انتقال پُرملال کے بعد سے اس صیغہ کا کوئی سکرٹری مقرر نہیں ہوا۔ مولوی سید طفیل احمد صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس اس صیغہ کا ضروری کام کرتے ہیں۔ اُنھوں نے بذریعہ مقامی اشخاص کے ہر جگہ ایسے مسلمانوں کا رجسٹر کھولنے کی کوشش کی ہے جو اپنی آمدنی میں سے دس فیصدی بچانے کا اقرار کریں اور سال کے آخر میں بتائیں کہ اُنھوں نے کہاں تک اس اقرار کو پورا کیا۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک اس کام میں بہت کامیابی نہیں ہوئی۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی صاحب مثل خواجہ غلام الثقلین مرحوم کے اس صیغہ کے سکرٹری ہوں، اور اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ ہندوستان کی دیگر اقوام نے اپنی اصلاح تمدن کی کانفرنسیں ہمارے بہت بعد قائم کیں اور اپنے رسم ورواج میں بہت کچھ اصلاح کر لی مگر افسوس ہے کہ ہم اس بات میں بھی دیگر اقوام سے پیچھے ہیں۔

تعلیمی مردم شماری | کانفرنس کا پانچواں شعبہ تعلیمی مردم شماری تھا۔ اس شعبہ کے اول سکرٹری مسٹر بیگ آنجہانی سابق پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڑھ تھے، وہ اس کام کو تعطیل موسم گرما میں کالج کے طلبہ کے

ذریعہ سے کیا کرتے تھے مدرستہ العلوم علی گڑھ میں تقریباً ہر حصّہ ہندوستان کے طلبا موجود ہوتے ہیں ان طلبہ میں سے بعض تعطیل کے زمانہ میں اپنے مقام کا دورہ کرتے تھے اور ایسے والدین کا نام اور پتہ درج کرتے تھے جو اپنی اولاد کو تعلیم نہیں دیتے ہیں اور تعلیم نہ دینے کی وجہ معلوم کرتے تھے بعد ازاں یہ کام کانفرنس کے سفیروں اور رضاکاروں کے ذریعہ سے ہوا۔ مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان بچوں کی تعلیم نہ پانے کی عموماً وجہ اُن کے والدین کی ناداری ہے اس لئے مرض کا پتہ لگانے پر وقت اور روپیہ صرف کرنے کی بجائے مرض کے علاج میں ساری کوشش ہونی چاہئے، اور اُس کی صورت یہی ہے کہ ہر مقام پر اہلِ دل مسلمانوں کی ایک کمیٹی ہو جو اپنے مقام پر تعلیمی چندہ کرے، اور اُسی مقام کے مسلمانوں کی تعلیم میں کوشش کرے۔ جو لوگ باوجود مقدرت کے اپنی اولاد کی تعلیم میں غفلت کرتے ہیں اُن کو اُن کے فرض کی طرف متوجہ کرے۔ جو لوگ افلاس کی وجہ سے اپنی اولاد کو تعلیم نہیں دیتے ہیں، مقامی چندہ سے اُن کی اولاد کی مصارفِ تعلیم میں امداد کرے۔ غرض کہ کچھ عرصہ سے تعلیمی مردم شماری کا شعبہ غیر ضروری سمجھا گیا ہے اور اُس کا کام بند کر دیا گیا ہے۔

**پراونشل کانفرنسیں** ہماری قوم کے افراد تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، اور چونکہ ہر صوبہ کی گورنمنٹ جدا ہے، اور ہر صوبہ کا سررشتہ تعلیم اور یونیورسٹی جداگانہ ہیں۔ لہذا مختلف مقامات کے مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتیں بھی ایک حد تک مختلف ہیں۔ اور انہیں ضروریات کے لحاظ سے اُن کے رفع کرنے کی تدبیریں بھی جداگانہ ہونی لازمی ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ ہر صوبہ میں ایک پراونشل تعلیمی کانفرنس قائم ہو، وہ خود بھی اپنے اپنے صوبوں کے مسلمانوں کے تعلیمی مسائل پر غور کرے، اور گورنمنٹ اور مسلمانوں کو ان ضرورتوں کی طرف وقتاً فوقتاً متوجہ کرے۔ نیز آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کو اپنے صوبہ کی مختص المقام ضرورتوں اور مشکلات سے آگاہ کرتے، تاکہ اُس کو اپنے سالانہ اجلاسوں میں اور متفرق مراسلتوں کے ذریعہ سے کاربراری میں مفید کوشش کرنے کا موقع ملے۔ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اب تقسیم عمل شروع ہو گیا ہے اور جو کام کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس سارے ملک کے واسطے کرنے کی کوشش کرتی تھی اب اُس کا ہاتھ بٹانے کے واسطے ہر صوبہ میں تعلیمی کانفرنسیں قائم ہو گئی ہیں۔ صوبہ پنجاب کی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس بہت مفید کام کر رہی ہے۔ سال گذشتہ اُس نے اپنا اجلاس ضلع منٹگمری میں کیا تھا اور اس موقع پر اُس ضلع کے مسلمانوں نے اپنی تعلیم کے واسطے تقریباً چالیس ہزار روپیہ جمع کر لیا تھا۔ اس اجلاس کے کاموں میں امداد کے لئے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے کچھ عرصہ کے لئے اپنا ایک سفیر بھیجدیا تھا، اور پریسیڈنٹ وجائنٹ سکرٹری وسپرنٹنڈنٹ دفتر کانفرنس اس اجلاس

میں شریک ہوئے تھے۔ امسال اُس صوبہ کی کانفرنس کا اجلاس بمقام کیمبل پور رہوا، اور خوشی ہے کہ اس اجلاس کے موقع پر بھی اُس ضلع کے مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ کے قریب جمع ہو گیا۔

صوبہ بمبئی کے مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت آنریبل مسٹر دہلوی سالِ حال میں بمقام پونا ہو چکا ہے، اور اپنے لائق سکرٹری سیٹھ ہارون جعفر کی رہنمائی میں یہ مسلمانوں کی پراونشل کانفرنس مفید کام کر رہی ہے اسی صوبہ کے ایک حصہ یعنی سندھ کی کانفرنس چند دن ہوئے زیر صدارت ہمارے پریسیڈنٹ صاحب حیدر آباد سندھ میں منعقد ہو چکی ہے۔ ہم کو اُمید ہے کہ یہ کانفرنس اس صوبہ کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

صوبہ متحدہ کی مسلم پراونشل ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس سال حال میں بمقام بدایوں منعقد ہو چکا ہے۔ اور اُس کے ساتھ تعلیمی نمائش بھی ہوئی تھی۔ سال آیندہ اس کا اجلاس بمقام الہ آباد ہونے والا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوبہ متحدہ میں بھی مثل پنجاب کے ہر ضلع میں صوبہ کی کانفرنس کے اجلاس کے موقع پر اُس ضلع کے واسطے ایک تعلیمی فنڈ جمع ہو جائے۔ اس کانفرنس کی طرف سے صوبہ کے با اثر مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن ہز اکسلنسی گورنر صوبہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتوں کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی، مگر افسوس ہی کہ ہز اکسلنسی کا جواب بہت تسلی بخش نہ تھا۔

صوبہ بنگال، اور صوبہ مدارس میں بھی مسلم پراونشل کانفرنسیں قائم ہوئی تھیں، مگر افسوس ہے کہ کچھ عرصہ سے ان دونوں صوبوں کی کانفرنسوں کے اجلاس منعقد نہ ہوئے۔ امید ہے کہ سال آیندہ ان دونوں صوبوں کی کانفرنسوں کے اجلاس ہوں گے۔

جہاں تک ہم کو علم ہے ممالک متوسط، اور صوبہ بہار و اُڑیسہ اور آسام و برہما میں اس قسم کی تعلیمی کانفرنسیں نہیں ہیں۔ اگر اُن صوبجات میں بھی مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنسیں قائم ہو جائیں اور ہر صوبہ کی کانفرنس اپنے صوبہ کی مسلمانوں کی تعلیم میں کوشش کرے اور ہر صوبہ کی کانفرنس کے ماتحت ہر ضلع میں تعلیمی کمیٹیاں قائم ہوں جو اپنے ضلع کے مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں کوشش کریں اور صوبہ کی کانفرنسیں اپنا تعلق آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس سے رکھیں تو سارے ملک کے مسلمانوں کی تعلیم ایک سلسلہ میں مربوط ہو جائے۔ اور اس سلسلہ کے ہر جزو کو دوسرے اجزا سے مدد ملے اور قوت حاصل ہو، اور سب کی مجتمعہ آواز کو گورنمنٹ توجہ سے سنے۔

حاضرین مجلس نے رپورٹ کو تمام و کمال منظور کیا اور پہلا اجلاس ختم ہوا۔

# دوسرا اجلاس

## ۲۸ دسمبر ۱۹۲۴ء ۱۰ ۱/۲ بجے صبح

دوسرا اجلاس ۱۰ بجے دن کے حسب معمول گلوب سینما میں شروع ہوا۔ علاوہ اُن حضرات کے جو پہلے روز شریک تھے، مسٹر جے کے نریمان، مسٹر عبدالعزیز بیرسٹرایٹ لا پشاور، مسٹر برکت علی پنجاب، پیرتاج الدین بیرسٹرایٹ لا (امرتسر) مولوی سر رحیم بخش بالقابہ خان بہادر شیخ علی باعلکظہ، مسٹر ایم بی مدن، مسٹر محمد یعقوب ایم ایل اے (مراد آباد) بھی اجلاس میں تشریف لائے تھے۔

آنزیبل سید رضا علی جو آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر تجویز ہوئے تھے آج کے اجلاس میں سوا دو بجے تشریف لائے اور اُن کا پرجوش استقبال کیا گیا اجلاس کی ابتدا میں مسٹر ڈم بحم کرنے بہت سے تار پڑھ کر سُنائے جو سربرآوردہ اشخاص نے مختلف حصص ہند سے بھیجے تھے، جن میں اپنی عدم شرکت پر اظہار افسوس کیا تھا، اور اجلاس کی کامیابی کے لئے دعا کی تھی۔ ان میں ایک تار ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم صوبہ بمبئی کا بھی تھا جس میں اُنھوں نے سررشتہ تعلیم کے مسلمان ملازمین کو کانفرنس کے اجلاس میں شرکت کی اجازت دی تھی۔ اجلاس حسب معمول تلاوت کلام مجید سے شروع ہوا، اس کے بعد جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

## رزولیشن نمبر ۱

یہ کانفرنس نواب سر حافظ محمد نصراللہ خاں بہادر ولی عہد ریاست بھوپال، نواب زادہ جنرل حافظ محمد عبیداللہ خاں صاحب (بھوپال) مسٹر غلام محمد بھرگڑی بیرسٹر سندھ) سر کریم بھائی ابراہیم (اول بیرونٹ بمبئی) سر عبدالکریم عبداللہ شکور جمال رنگون کی وفات حسرت آیات پر دلی افسوس کا اظہار کرتی ہے، اور ان مرحومین ومغفورین کے پس ماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کرتی ہے"

اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے آپ نے ایک مختصر لیکن پُراثر تقریر کی، جس میں آپ نے سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کے وہ احسانات بیان کئے اور اُن فیاضیوں کا تذکرہ کیا جو وہ قومی امور کے متعلق فرماتی ہیں پھر خصوصیت کے ساتھ اُس سرپرستی اور شاہانہ توجہ کا ذکر کیا جو مسلم یونیورسٹی پر مبذول ہے، اسی سلسلہ میں آپ نے

فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ دونوں فرزندوں کی اندوہ ناک موت سے سرکار عالیہ کو جو صدمہ پہنچا اُس سے تمام قوم متاثر و غمگین ہے۔

مسٹر غلام محمد بھرگری کی قومی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ علی گڑھ کالج کے کامیاب طالب علم اور صوبہ سندھ کے لیڈر تھے، لیکن اُن کی وفات سے نہ صرف صوبہ سندھ کو بلکہ سارے ہندوستان کو نقصان پہنچا پھر آپ نے سر کریم بھائی کی فیاضیاں بیان کیں اور بتایا کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم پر کس قدر روپیہ صرف کرتے تھے۔ اس کے بعد سر عبد الکریم عبد الشکور مشہور تاجر رنگون کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ انھوں نے ۱۹۰۹ء میں کانفرنس کو دعوت دی تھی اور یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا تھا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب ٹرسٹی علی گڑھ کالج کی تعلیمی خدمات بیان کیں۔

نواب صدر یار جنگ مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی نے اس رزولیوشن کی تائید کی، اور رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

اس کے بعد جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی اے وکیل انبالہ نے ایک پر اثر نظم "کارزار ہستی" کے عنوان سے پڑھ کر سنائی جو بہت پسند کی گئی یہ نظم حسب ذیل ہے۔

---

عجب جائے اماں عہد کہن میں بزم ہستی تھی
فضائے بحر و بر کیا۔ ایک بے فکروں کی بستی تھی

زمانہ تھا وہ گویا حضرت انساں کی طفلی کا
لڑکپن کا سا بھولا پن۔ لڑکپن کی سی مستی تھی

نہایت مختصر تھیں۔ خواہشیں کیا اور ضرورت کیا
ہر اک شے مفت مل جاتی تھی۔ مہنگی تھی نہ سستی تھی

ذرا سی بھی جو کوشش کی تو جو چاہا وہ حاصل تھا
کہ گویا آسمان سے آپ کی روزی برستی تھی

ہر اک انسان ہر اک انساں کا ہر صورت سے ہمسر تھا
بزرگی تھی نہ خوردی تھی۔ بلندی تھی نہ پستی تھی

کوئی ان میں تونگر تھا نہ کوئی ان میں مفلس تھا
نہ رنگ مال مستی تھا نہ شان فاقہ مستی تھی

غلامی اور آقائی سے تھی نا آشنا دنیا
نہ اس کی زبردستی تھی۔ نہ اُس کی چیرہ دستی تھی

نہ ملک و قوم کا قصہ۔ نہ رنگ و نسل کا جھگڑا
نہ جوع الارض کا لپکا نہ خوئے زر پرستی تھی

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کا ترانہ تھا
کسے را با کسے کارے نباشد کا زمانہ تھا

پھر آخر۔ رفتہ رفتہ۔ اور ہی دورِ زماں آیا
گئی وہ سادگی کی رَو۔ نیا سیلِ رواں آیا

قدم رکھا جہاں میں آکے تہذیب و تمدن نے
جلو میں اُن کی عقل و علم و فن کا کارواں آیا

جو زیرک تھا کیا قابو میں اُس نے سادہ لوحوں کو
جو تھا شہزور۔ کم زوروں کا بن کر حکمراں آیا

نزاعِ رنگ و نسل و قوم و ملت ہو گیا برپا
اسی تقسیم کے زیرِ نگیں سارا جہاں آیا

گھرانے بن گئے۔ ذاتیں بنیں۔ قومیں ہوئیں قائم
ہوئے رخصت بنی آدم۔ فلاں ابنِ فلاں آیا

لگی محسوس ہونے ملک و مال و جاہ کی خوبی
بڑھے حرص و ہوا۔ ہنگامِ قدرِ بحر و کاں آیا

بچھایا دامِ حرص و آز اپنا چلتے پُرزوں نے
پھنسا پھندے میں اُن کے سامنے جو بے زباں آیا

لگا ہونے نمایاں فرق انساں اور انساں میں
ہوئی تفریق قائم امتیازِ این و آں آیا

غرض ہر سُو خیال و مدعا کا ایک تلاطم تھا
زمانے بھر میں اغراض و مقاصد کا تصادم تھا

جہاں میں آج بھی ہمدم وہی طوفاں بپا ہے
یہ دُنیا کیا ہے ٹکراتی ہوئی لہروں کا دریا ہے

توافق چاہیے ماحول میں اور تیری حالت میں
اسی طوفان کی موجوں میں تیرا بھی بسیرا ہے

گئے وہ دن کہ تجھکو ناز تھا بے دست و پائی پر
مری جان اب تجھے جینے سے عبارت کام کرنا ہے

گئے وہ دن کہ تھی بے مدعائی داخلِ ہمت
کہ اب معیارِ عالی ہمتی جوشِ تمنا ہے

ضرورت نے بدل ڈالا ہے آئینِ عمل یکسر
جو کل حرص و ہوا تھا آج ہمت کا تقاضا ہے

ٹھہرنا لفظِ مہمل ہے زبانِ مُلکِ ہستی میں
یہاں بڑھنا ہی بڑھنا ہے نہیں تو پیچھے ہٹنا ہے

ذرا ٹھہرا کوئی اور پس گیا قوموں کے ریلے میں
یہاں جینے کا ساماں ہی قدم کا بڑھتے رہنا ہے

اُدھر سطوت حریفوں کی کہ ہے ہر دم ترقی پر
اِدھر تُو ساکن و ساکت کہ حیرانِ تماشا ہے

کھڑا دیکھے گا کب تک ہم سفر کی تیز رفتاری؟
ترے جنبش میں آنے کی بھی آئے گی کبھی باری؟

یہ ہرگز مت سمجھ" اب پہلی حالت ہو نہیں سکتی
وہ قوت ہو نہیں سکتی وہ شوکت ہو نہیں سکتی"

نہیں موقوف قوت قوم کی تعداد و دولت پر
خصائل سے زیادہ کوئی طاقت ہو نہیں سکتی

خصائل سے ہی عظمت اور خصائل ہیں تو ایماں سے
بلا ایماں کبھی اصلاح خصلت ہو نہیں سکتی

اگر عظمت کی دھن ہے قوتِ ایماں مہیا کر
اگر ایمان ہے کمزور۔ عظمت ہو نہیں سکتی

بنائے عزتِ فرد و جماعت خُلقِ عالی ہے
اگر اخلاق میں پستی ہے عزت ہو نہیں سکتی

جہاں گیری کیا کرتا تھا مسلم اک زمانے میں
غضب ہی تجھ سے آج اپنی حفاظت ہو نہیں سکتی

ترا سب ساز و سامان لٹ گیا بس اک دین باقی تھا
کہ تجھ سے آج اُس کی بھی حمایت ہو نہیں سکتی

کیا سامان حریفوں نے تو باطل تک کی دعوت کا
مگر تو ہے کہ تجھ سے حق کی دعوت ہو نہیں سکتی

چلے گا کام کب تک داستاں گوئے سلف ہو کر
دکھا دے تُو بھی اُن اچھوں کا اک اچھا خلف ہو کر

---

اس کے بعد ڈاکٹر قاسم علی صاحب منصوری نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۲** اس کانفرنس کی رائے میں اس ملک میں صنعت وحرفت اور تجارت کی تعلیم کی بڑی اشد ضرورت ہے اور کانفرنس گورنمنٹ اور یونیورسٹیوں کو زور کے ساتھ توجہ دلاتی ہے کہ اس بڑی ضرورت کو رفع کرنے کے واسطے بہت جلد مناسب انتظام کرے۔

اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے اُنھوں نے بتایا کہ جب وہ سنہ ۱۹۱۹ء میں یورپ گئے تو اُنھوں نے وہاں ایک خاص سرگرمی پائی بعض امریکن بھی جو اس زمانہ میں یورپ گئے تھے، اس میں حصّہ لے رہے تھے اور جنگ نے لوگوں کی آنکھیں کھول دی تھیں اُنھوں نے بتایا کہ کوئی ترقی وتہذیب، بغیر صنعتی تعلیم کے ممکن ہی نہیں، اُنھوں نے فرمایا کہ میں ایک ایسے شہر میں تقریر کررہا ہوں جہاں کا کاروبار تقسیم کے اصول پر مبنی ہے، یعنی وہ تھوڑا سا نفع اٹھاکر ممالک غیر کے کارخانوں کا مال تقسیم کرتے ہیں۔ ہندوستان کا تاجر غیر ملک والوں کے ہاتھ میں ایک آلہ ہے۔

بعض کروڑپتی لوگ اپنے کو کامیاب خوش حال سمجھا کریں لیکن اگر وہ ان مصائب کا خیال کریں جو حال میں بعض ہندوستانی فرموں پر پڑیں اور مالی لحاظ سے وہ بالکل برباد ہوگئیں تو وہ اپنے کو خوش حال نہ سمجھیں گے لہٰذا ہمارے کاروبار کے لیے ایک زیادہ مضبوط بنیاد ہونی چاہیے خوش قسمتی سے ہندوستان فقط زراعتی ملک نہیں بلکہ حرفتی ملک بھی ہے کیونکہ اُس میں حرفتی اور تجارتی ترقی کے واسطے مواد اور کانیں موجود ہیں۔

اس کے بعد اُنھوں نے چند مؤثر اور نتیجہ خیز واقعات بیان کرکے، مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ صنعتی تعلیم پر متوجہ ہوں۔

مسٹر فاضل موراج نے اس رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ علوم عامہ کے گریجویٹ جو ہندوستانی یونیورسٹیوں سے سینکڑوں کی تعداد میں نکلتے ہیں وہ صنعتی تعلیم نہ پانے کی وجہ سے بیکار پھرتے ہیں، اور اگر اُن کو کام بھی ملتا ہے تو بہت کم معاوضہ پر۔ بینک وکٹوریہ جوبلی ٹیکنکل انسٹی ٹیوٹ بمبئی ملک کی مفید خدمات کررہا ہے، مگر ہندوستان کو اس قسم کی سینکڑوں تعلیم گاہوں کی ضرورت ہے، اُن کو جاپان کی تقلید کرنی چاہیے اور آیندہ نسلوں کے فائدہ کے واسطے اپنے نوجوانوں کو صنعتی تعلیم دینی چاہیے۔

رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا

اس کے بعد صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے تیسرا رزولیوشن پیش کیا جو حسب ذیل ہے۔

**رزولیوشن نمبر ۳** اس کانفرنس کی رائے میں اب وقت ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے دوسرے

ہموطنوں کے ساتھ اعلیٰ تجارتی تعلیم کی طرف پوری توجہ کریں تاکہ وہ اعلیٰ تجارتی عہدوں مثل ڈائرکٹر اور ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ خبر رسانی تجارت، اور کمشنر تجارت اور کمیشن ایجنٹ، دنیا کے مختلف حصوں میں مقرر ہونے کے قابل بنجائیں، جس سے ہندوستان کی تجارت کو نفع ہو، اور کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ اس مقصد کے لیے وہ ضروری سہولتیں بہم پہنچائے ۔

اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے صاحب زادہ صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ کلکتہ بمبئی جیسے شہروں میں تجارتی کاروبار بہت زیادہ ہے، لیکن دنیا کی کامیاب قوموں کی تجارتی ترقی کے مقابلہ میں یہ کاروبار کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا، اگر مسلمان اور ہندوستانی یہ چاہتے ہیں کہ اُن قوموں کا مقابلہ کریں تو سب سے پہلے اُن بنیادی اصول کو اختیار کرنا چاہیے جن کو اُن لوگوں نے اختیار کیا ۔

اس کے بعد آپ نے انگلستان کی تجارتی حالت کی تفصیل بیان کی اور بتایا کہ وہاں دو قسم کے لوگ ہیں مال بنانے والے، اور فروخت کرنے والے، اور پھر ہر ایک گروہ کے کام کے اصول بیان کئے اور پھر ہندوستان کے کاروبار سے اُن کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں کس قدر پست حالت ہے، یا تو یورپ کا بنا بنایا مال خرید لیتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ باہر روئی وغیرہ بھیج دیتے ہیں۔ لیکن ترقی یافتہ ممالک کے تاجر و کارخانہ دار اپنے لوگوں کو باہر بھیجتے ہیں وہ ہر ملک میں جاکر وہاں کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرتے ہیں اور اُن کی ضروریات کا حال معلوم کرتے ہیں اور پھر اُس تجارت میں فائدہ اُٹھاتے ہیں، اس بنا پر سوا راج حاصل کرنے کا اصلی طریقہ یہ ہے کہ ہم صنعت و تجارت میں پہلے سوا راج حاصل کریں، اور اس کے لیے صنعتی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔

یہاں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کاروباری تعلیم کا مقصد روپیہ حاصل کرنا ہے، ہم روپیہ حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے پاس روپیہ موجود ہے، لیکن یہ غلط خیال ہے، روپیہ میں آپ اُن کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں۔ اگر سوا راج مل بھی گیا اور باہر کے سرمایہ دار اپنا کیپٹل لیکر آئے تو کیا آپ اُن کا مقابلہ کر سکیں گے ۔

اسی سلسلہ میں اُنھوں نے بیان کیا کہ ہندوستانیوں کو ایسی تعلیم دیجائے کہ وہ تجارت اور کاروبار کے سلسلہ میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہوں، بالفعل ہندوستانی نوجوانوں کو کاروبار کے متعلق آسانیاں حاصل نہیں ہیں، ابھی تک وہ تجارت کے سلسلہ میں، گورنمنٹ کی مالی پالیسی، کرایہ باربرداری، ریل و جہاز کے راستوں کے متعلق کچھ نہیں جانتے، ضرورت ہے کہ ممالک غیر سے مقابلہ کرنے کے لیے ہندوستانی نوجوانوں کو کاروبار کے اصول سکھائے جائیں، جب تک ہندوستانیوں کو مناسب تجارتی تربیت نہوگی وہ ٹریڈ کمشنر ایجنٹ اور کارسپانڈنٹ وغیرہ جیسے عہدوں پر ممتاز ہونے کے قابل نہوں گے ۔

اسی سلسلہ میں اُنہوں نے بتایا کہ لندن میں ایک اسکول قایم ہوا ہے جس میں تمام دنیا کی زبانیں اور تجارتی معلومات سکھائی جاتی ہیں ہندوستانیوں میں بھی کاروبار کی تعلیم کے لیے کوئی انسٹی ٹیوشن ہونا چاہیے، آخر میں آپ نے یونیورسیٹیوں اور گورنمنٹ سے اپیل کی کہ جیسا کہ رزولیوشن میں درخواست کی گئی وہ آسانیاں بہم پہنچائیں۔

مولوی رفیع الدین احمد صاحب (پونہ) نے رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے اپنے سفر یورپ اور افریقہ وغیرہ کا حال بیان کیا اور بتایا کہ اُن کا گزر ایسے بہت سے مقامات پر ہوا جہاں کوئی ہندوستانی مصنوعات کے نام سے بھی واقف نہ تھا، آپ نے نوجوانوں کو تجارتی تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا، اور تجارت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ برٹش گورنمنٹ تو حکومت بھی تجارت کے لیے کرتی ہے۔ تجارت خود سوا راج ہے، آپ نے کہا کہ انگریزوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہندوستانیوں سے یہ کہیں کہ ہم تم کو وہ تمام چیزیں دے سکتے ہیں جو ہماری ترقی کا باعث ہیں۔

مسٹر عبدالحمید حسن (مدراس) نے رزولیوشن میں ترمیم کی جس کو محرک و موید نے منظور کیا اور رزولیوشن حسب ذیل الفاظ میں پاس ہوا۔

"اس کانفرنس کی رائے میں نہایت ضروری ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے ہموطنوں کے ساتھ اپنی پوری اور دلی توجہ اعلیٰ تجارتی تعلیم کی طرف منعطف کریں، تاکہ وہ ہندوستانی تجارت کے فائدہ کی غرض سے دنیا کے مختلف حصص میں اعلیٰ تجارتی عہدوں پر مثلاً ڈائرکٹری، ڈپٹی ڈائکٹری محکمہ خبر رسانی تجارت، اور کمشنری وایجنٹی کے قابل ہو جائیں اور کانفرنس گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے کہ ضروری آسانیاں بہم پہنچائے۔

اس کے بعد مولوی رفیع الدین احمد صاحب نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر۴**

"یہ کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ وہ صوبہ بمبئی کے مختلف شہروں میں مسلمان لڑکیوں کے واسطے اینگلو اُردو مڈل اسکول قائم کرنے کا حتی المقدور جلد انتظام کرے۔ ان مدارس میں اُردو کے ذریعہ سے دیگر مضامین کی تعلیم ہو، اور مذہبی تعلیم کا خاص انتظام کیا جائے اور ان مدارس کو بتدریج ہائی اسکول کے درجہ پر پہنچا دیا جائے۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ سے اس بات کی بھی درخواست کرتی ہے کہ ان مدارس کے واسطے جب نصاب تعلیم تجویز کرے تو مسلمان لڑکیوں کی ترقی اور تعلیمی مشکلات کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ کرے۔

مولوی رفیع الدین صاحب نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر کی اور بتایا کہ مسلمان

عورتیں جو اب تک تعلیم میں پس ماندہ ہیں اس کا سبب گورنمنٹ کی غفلت ہے۔

مسٹر ضیاءالدین احمد برنی نے رزولیوشن کی پرزور تائید کی اور اُردو کی ضرورت و ترویج پر خصوصیت سے زور دیا اور بتایا کہ ہمارا تمام مذہبی لٹریچر اس وقت اردو زبان میں منتقل ہو گیا ہے۔ اس لیے اُردو سیکھنا ضروری ہے۔

بعد ازاں مسز میری ہاڈکنس نے اس رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اُن کو تعلیم نسواں سے عمیق دلچسپی ہے اور وہ بہت مسلمان بیویوں سے ملی ہیں جو تعلیم یافتہ اور شائستہ ہیں، اُنھوں نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی حکومت میں بلحاظ احکام اسلام، عورتوں کو وہ حقوق و اختیارات حاصل تھے۔ جو دیگر ممالک کی عورتوں کو اب حال میں حاصل ہوئے ہیں۔

اس تقریر کے بعد رزولیوشن پر زبردست مباحثہ ہوا۔ جس میں مختلف صوبوں کے متعدد اصحاب نے حصہ لیا۔ مسٹر نور محمد صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی (حیدر آباد سندھ) کی رائے تھی کہ سندھی نصاب تعلیم میں شامل کی جائے اُنھوں نے کہا کہ جن صوبوں کی زبان اُردو نہیں ہے وہاں کیونکر اُردو کی تعلیم دیجا سکتی ہے۔ مسٹر عبدالحمید حسن صاحب (مدراس) اور بعض ممبروں نے اس سے اختلاف کیا اور اُردو کی تعلیم پر زور دیا، مسٹر محمد حفیظ (پونا) نے فرمایا کہ اُردو تمام مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہے اور خود گورنر صاحب بمبئی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے

مباحثہ کے بعد جب رائیں لی گئیں تو اصلی رزولیوشن بکثرت آرا منظور ہوا۔

اس کے بعد مسٹر سید محمد حفیظ صاحب (پونا) نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۵**

"یہ کانفرنس اپنی انتظامیہ کمیٹی سے درخواست کرتی ہے، کہ بمبئی یونیورسٹی اور دوسری ہندوستانی یونیورسٹیوں سے جن میں پرائیویٹ طور سے امتحان میں شریک ہونے کی سہولتیں نہیں ہیں، درخواست کرے کہ مسلمان لڑکیوں کے مذہبی اور تمدنی محسوسات کا لحاظ کر کے، اُن کو انٹرمیڈیٹ، اور دیگر اعلیٰ ڈگری کے امتحانات میں بطور پرائیویٹ امیدوار کے شرکت کی اجازت دے اور کالجوں میں باقاعدہ لکچروں میں شریک ہونے سے انھیں مستثنیٰ کر دے۔"

محرک نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ اب تک سارے ہندوستان میں عورتوں کی تعلیم کے لیے تین کالج ہیں، جن میں سے دو مشنریوں کے ہاتھ میں ہیں، لیکن میں کسی مسلمان کو ہرگز یہ مشورہ نہ دونگا کہ وہ لڑکیوں کو مشنریوں کے کالج میں بھیجیں، اسی سلسلہ میں انھوں نے فرمایا کہ مسلمان اپنی معاشرت اور پردہ کی پابندی کی وجہ سے لڑکیوں کو کھلے خزانہ عام تعلیم گاہوں میں پڑھنے کے لیے نہیں

بھیجتے، اور پردہ تعلیم کے لیے مانع نہیں، اس کی متعدد مثالیں صوبجات متحدہ وغیرہ میں موجود ہیں کہ لڑکیوں نے پردہ میں رہکر اعلیٰ تعلیم حاصل کی، محرک نے عورتوں کی ذہنی قابلیت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ابھی حال میں ایک لڑکی نے لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔اے کا امتحان پاس کیا ہے، آخر میں آپ نے علی گڑھ کے ارباب حل وعقد کو توجہ دلائی کہ عورتوں کی تعلیم کے لیے ایک کالج قایم کریں۔

مسٹر عبدالحمید نے رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ طریقہ تعلیم نے مسلمان والدین کو مشتبہ کردیا ہے، کیونکہ دلفریب طریقوں کے اختیار کرنے کی عادت پڑتی اور بناؤ سنگار کا شوق پیدا ہوتا ہے اور والدین کی نافرمانی کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ عورتوں کو کالجوں میں لکچروں کی شرکت سے مستثنیٰ کیا جائے اور اجازت دیجائے کہ گھر پر پرائیویٹ طریقہ سے تعلیم حاصل کرکے امتحان کی تیاری کریں۔

تحریک وتائید کے بعد رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا اور اجلاس کل کے لیے ملتوی کیا گیا۔

---

# تیسرا اجلاس

## ۲۹ دسمبر ۱۹۲۴ء وقت ۱۰ ½ بجے

حسب معمول تلاوت کلام مجید سے اجلاس کا افتتاح ہوا، اس کے بعد صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۶**

اس کانفرنس کی رائے میں، تجارت وصنعت وحرفت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے عمدہ تعلیم اور اعلیٰ خصائل ایسے ہی ضروری ہیں جیسے کہ دوسرے انسانی پیشوں میں، اگر ہمارے اُمرا، تاجر، اور رہنمایان صنعت وحرفت۔ دنیا کی تجارتی وصنعتی جدوجہد میں کامیابی چاہتے ہیں، تو اُن کو اس ملک کے تجارت پیشہ طبقوں میں اعلیٰ تعلیم کو پھیلانے اور ترقی دینے میں عجلت کرنی چاہیے۔

اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحب نے ایک دلچسپ وپر از معلومات تقریر کی آپ نے بتایا کہ جس طرح زندگی کے اور شعبوں کے لیے اعلیٰ تعلیم اور دماغی ترقی کی ضرورت ہے اسی طرح

تجارتی و صنعتی تعلیم کے لیے بھی تعلیم و تربیت ناگزیر ہے، لیکن بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ تجارت و کاروبار کے لیے تعلیم کی کچھ ضرورت نہیں ہے لیکن یہ صحیح نہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ خاص خاص حالات میں بعض ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو عام قواعد سے بالاتر ہوتے ہیں اور جن کی دماغی و ذہنی قابلیت غیر معمولی ہوتی ہے، جیسا کہ نپولین تھا، جس کی دماغی قوتیں فنون جنگ اور بعض دوسرے معاملات میں حیرت انگیز تھیں، لیکن عام حالت کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے بتایا کہ بغیر دماغی نشو و نما اور خاص تربیت کے انسان کسی شعبہ حیات میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا، تعلیم و تربیت ایسی چیز ہے جو انسان میں ہر کام کی کامل صلاحیت و قابلیت پیدا کر دیتی ہے جنگ جنگ کے زمانہ میں انگلستان کے ہر گروہ اور طبقہ نے جنگی کاروبار میں حصّہ لیا، یہاں تک کہ کیمبرج اور اکسفورڈ کے پروفیسروں نے جنگ کے مختلف شعبوں مثلاً ہتھیار بنانے کے کارخانوں ہسپتالوں اور انتظام وغیرہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور دوسروں سے بہتر ثابت ہوئے، اور اس کا سبب ان کا دماغی نشو و نما ہے، جو ذہنی ارتقا ہے۔ جو تعلیم سے حاصل ہوا تھا، آپ نے فرمایا کہ ایک مرتب اور تربیت یافتہ دماغ زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی حاصل کرتا ہے، آپ نے بتایا کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی دولت دماغی دولت ہے اور دنیا کی ہر قسم کی دولت اس کی غلام ہے، اس کے بعد آپ نے اس کی تفصیل بیان کی آپ کی پوری تقریر مفید معلومات سے لبریز تھی۔

مسٹر ایم سی چاگلا نے اس رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اگر خوجے، بوہرے، اور میمن جو پیدائشی طور پر کاروباری قوم ہیں تعلیم حاصل کریں تو وہ ملک کے لیے اور مسلمانوں کے لیے قوت کے باعث ہوں گے، انھوں نے صوبہ بمبئی کے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ تعلیمی و سیاسی معاملات میں زیادہ حصہ لیں رزولیوشن بلا اختلاف پاس ہوا۔

اس کے بعد مسٹر عبدالرحیم نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۲**

چونکہ مسلمان ڈاکٹروں اور انجینیروں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور نیز اس لحاظ سے کہ گرانٹ میڈیکل کالج اور صنعت اور پیشوں کے کالجوں میں دس فی صدی جگہ جو مسلمانوں کے لیے محفوظ ہیں اُن کے پُر کرنے کے لیے بھی اس صوبہ کے کافی طالب علم بھی نہیں ملتے، لہذا یہ کانفرنس گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے کہ یہ تعداد بمبئی یونیورسٹی کے مسلمان تعلیم یافتوں سے پوری کی جائے۔ خواہ وہ اس صوبہ کے رہنے والے ہوں یا نہوں، اور اگر بمبئی یونیورسٹی کے مسلمان تعلیم یافتہ بھی اس تعداد کو پورا نہ کر سکیں، تو پھر دوسری ہندوستانی یونیورسٹیوں کے مسلمان تعلیم یافتوں کو اس تعداد کے پورا

کرنے کے لیے لیا جائے۔

مسٹر عبدالرحیم نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے وقت اس بات پر بہت زور دیا کہ مسلمان اس قسم کی تعلیم حاصل کریں جو پیشہ سے تعلق رکھتی ہے، جیسے ڈاکٹری وغیرہ، ورنہ جب تک وہ علوم عامہ کی معمولی زبانی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے، اُن کو ہمیشہ قلت معاش اور بیکاری کی شکایت رہے گی۔

خان بہادر شیخ علی با ئکظہ اور مسٹر حافظ ہدایت حسین نے اس کی تائید کی، اور رزولیوشن بلا اختلاف منظور ہوا۔

اس کے بعد مولوی رفیع الدین احمد صاحب (پونہ) نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۸**

"عربی تعلیم کے ترقی دینے کی غرض سے یہ کانفرنس گورنمنٹ بمبئی کو زور کے ساتھ متوجہ کرتی ہے کہ وہ عربی کا ایک سند یافتہ اُستاد کسی گورنمنٹ ہائی اسکول میں اور ایک عربی کا پروفیسر کسی گورنمنٹ کالج میں جلد سے جلد مقرر کرے، اور ہمدردان قوم سے درخواست کرتی ہے، کہ علوم عربیہ کو رائج کرنے کے لیے وہ وظائف دیں"

محرک نے بیان کیا کہ سو سال گذرے جب پیشوا کی جگہ انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی، تو سب سے پہلے اُنھوں نے ہندوؤں کو اُن کی شاستر کی تعلیم دی اور سنسکرت حاصل کرنے کی بھی ترغیب دی۔ چنانچہ اپنے پاس سے وظیفہ دیکر ۳۰۰ طلبہ کو سنسکرت پڑھائی اور مرہٹی زبان کی اول ڈکشنری بھی ایک انگریز نے شائع کی۔ ۱۸۷۱ء میں گورنمنٹ نے عربی و فارسی کی تعلیم کو ترقی دینے کا قصد کیا، اور بمبئی یونیورسٹی نے اس کی تائید کی، مگر ۳۵ سال کا زمانہ گذرا ابھی تک گورنمنٹ نے کوئی محسوس کارروائی نہیں کی، خدا بھلا کرے بوہروں کی بعض جماعتوں کا جنھوں نے سورت میں عربی کا مدرسہ قائم کیا ہے۔

اس کے بعد اُنھوں نے بیان کیا کہ زمانہ حال کی ساری تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان گریجوایٹ معمولی پنجگانہ نماز بھی عربی میں نہیں جانتا۔ اُنھوں نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ عربی زبان کی تعلیم کو زندہ کرکے پہلے جیسے علما و فضلا پیدا کریں، گورنمنٹ کی طرف سے جب سنسکرت کی ترغیب دی گئی تو بہت سے برہمن سنسکرت کے نامور عالم ہوگئے لیکن مسلمان علما اس عرصہ میں بتدریج گھٹتے رہے، اور گورنمنٹ نے ۵۰ سال قبل جو وعدہ کیا تھا وہ اب تک پورا نہیں کیا، اُنھوں نے بیان کیا کہ گورنمنٹ قدیم طرز کے مسلمان علما کو اپنے مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم دینے کے واسطے مقرر کرسکتی ہے، جس طرح کہ وہ اپنے کالجوں میں سنسکرت کی تعلیم کے لیے پنڈت مقرر کرتی رہی ہے۔

مسٹر عبدالحمید حسن صاحب (مدراس) نے اس رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ کل شام

کو جب میں سبجکٹ کمیٹی میں حاضر ہوا تو مجھے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ شہر بمبئی بلکہ صوبہ بمبئی میں کسی ایک سرکاری کالج میں عربی پروفیسر نہیں ہے، مجکو امید ہے کہ یہاں کی گورنمنٹ، مدراس گورنمنٹ کے نمونہ کی پیروی کرے گی، اور اپنے کالجوں میں سے کسی ایک میں عربی کا پروفیسر مقرر کرے گی۔ انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ جرمنی میں تو عربی زبان کے عالم موجود ہیں۔ لیکن ہندوستان میں گورنمنٹ اپنی تعلیم گاہوں میں بھی عربی کی ترقی کی کوشش نہیں کرتی۔

لائق موید نے اسی سلسلہ میں ندوۃ العلماء کی تعلیمی خدمات کا تذکرہ کیا پھر بتایا کہ عربی کا خزانہ علوم و فنون سے لبریز ہے آخر میں مسلمانوں کو یہ ترغیب دی کہ وہ عربی تعلیم کے وظائف مقرر کریں بغیر وظائف کے ترقی نہیں ہو سکتی۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس رزولیوشن کو منظور کرے گی۔

اس کے بعد آپ نے دو وظائف کا اعلان کیا، اور رزولیوشن بعد مباحثہ پاس ہوا۔

بعد ازاں مسٹر عبد الرحیم نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۹**

چونکہ مسلمان طلبہ کے واسطے ارزاں اور عمدہ اعلیٰ تعلیم مہیا کرنے کی بڑی ضرورت ہے، یہ کانفرنس مسلمان ماہرین تعلیم اور ہمدردانِ قوم سے بزور سفارش کرتی ہے کہ وہ مثل دیگر اقوام کی سوسائٹیوں کے اپنی تعلیمی سوسائٹیاں قائم کریں۔ اور قابل مسلمانوں سے درخواست کریں کہ وہ ان سوسائٹیوں میں محض گذارہ پر بطور لائف ممبر کے شریک ہوں، اور اس مقصد کے لیے اسکول اور کالج قائم کیے جائیں۔

یہ کانفرنس، سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس کو بھی متوجہ کرتی ہے کہ اس رزولیوشن کو پورے طور پر مشتہر کرے، اور اس تجویز کو عمل میں لانے کے لیے ضروری ذرائع اور وسائل تجویز کرے۔

محرک نے اس رزولیوشن کے سلسلہ میں اسلاف کے ایثار کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ ہم یہ تحریک دوسری قوموں کی نقالی کے طور پر پیش کرنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے اسلاف کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب نے مناسب الفاظ میں رزولیوشن کی تائید کی۔ مسٹر سید محمد حفیظ صاحب نے ایک مختصر مگر پُر مغز تقریر کے ساتھ مزید تائید کی اور رزولیوشن بعد مباحثہ منظور ہوا۔

اس کے بعد ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

**رزولیوشن نمبر ۱۰**

"یہ کانفرنس گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے کہ عربی اور فارسی کی تحقیقات کے کام کو ترقی دینے کی غرض سے صوبہ بمبئی میں قلمی نسخہ جات کے فراہم کرنے کا انتظام کرے، اور ان قلمی نسخوں کو اسی طرح مرتب و طبع کیا جائے جیسا کہ سنسکرت کے

نسخوں کو کیا گیا ہے۔"

ڈاکٹر صاحب نے رزولیوشن کے سلسلہ میں بیان کیا کہ علمی تحقیقات کرنے والوں کے لیے انگلستان میں کس قدر آسانیاں ہیں اور گورنمنٹ سے اپیل کی کہ وہ اس قسم کی آسانیاں ہندوستانی طلبہ کے واسطے بھی بہم پہنچائے، انھوں نے بیان کیا کہ گورنمنٹ مدراس اور گورنمنٹ صوبہ متحدہ نے جو قلمی نسخے کہ اُن کے قبضہ میں ہیں، اُن کے دیے کا انتظام کر دیا ہے، اور گورنمنٹ ہند کے پاس بھی ایک مجموعہ سامان کا ہے مگر گورنمنٹ بمبئی کے پاس تحقیق کرنے والے طلبہ کے لیے آسانیاں بہم پہنچانے کا کوئی ایسا سامان نہیں ہے، انھوں نے زور دیا کہ صوبہ بمبئی کے طلبہ کے واسطے تحقیقات کے مواقع بہم پہنچانا نہایت ضروری اور اہم ہے۔

میرزا علی محمد خاں صاحب نے نہایت دلچسپ الفاظ میں رزولیوشن کی تائید کی، اور کم استعداد و نا قابل اساتذہ درس و تدریس میں جو مضحکہ انگیز غلطیاں کرتے ہیں اُن کا تذکرہ کیا۔

مسٹر جے کے نریمان (پارسی)، نے مزید تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ پونا کے قریب دجوار میں ایک ہندو صاحب کے پاس قریباً ایک ہزار قلمی کتابیں عربی و فارسی کی موجود ہیں، اور خود اُن کے پاس کافی ذخیرہ ہے لیکن اُن کے طبع کا کوئی انتظام نہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے اعانت و ہمت افزائی کی ضرورت ہے۔

تحریک و تائید کے بعد رزولیوشن بلا اختلاف منظور ہوا، اور اجلاس ختم ہوا۔

سہ پہر کے اجلاس میں حسب ذیل رزولیوشن بلا مباحثہ پاس ہوئے:

**رزولیوشن نمبر ۱۱** چونکہ اُردو کی تعلیم نہایت ضروری ہے اور بمبئی یونیورسٹی نے اس کو اپنے بی۔ اے اور ایم اے کے امتحانات کے واسطے منظور کر لیا ہے، اس لیے یہ کانفرنس گورنمنٹ کو بزور متوجہ کرتی ہے کہ گورنمنٹ کالجوں میں اُردو کے پروفیسر اُسی طور پر مقرر کرے جیسے کہ گجراتی اور مرہٹی اور کناری زبانوں کے لیے ہیں۔

**رزولیوشن نمبر ۱۲** چونکہ ابتدائی جبری تعلیم کا قانون پاس ہو چکا ہے، اور اُردو کے ٹرینڈ اُستادوں کی مانگ روز بروز بڑھتی جاتی ہے، اس لیے یہ کانفرنس گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے، کہ احمد آباد اور پونا کے ٹریننگ مدارس کو جلد از جلد مکمل ٹریننگ کالج بنا دے۔"

**رزولیوشن نمبر ۱۳** یہ کانفرنس اُن رزولیوشنوں کی بزور تائید کرتی ہے، جو صوبہ متحدہ کی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۲۱-۲۲-۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء اور صوبہ بمبئی کے گذشتہ اجلاس منعقدہ پونا اور صوبہ پنجاب کے اجلاس منعقدہ کیمبل پور اور صوبہ سندھ کے اجلاس منعقدہ حیدرآباد سندھ منظور ہوئے تھے۔

رزولیوشنوں کے پاس ہو جانے کے بعد میجر نواب ممتاز الدولہ بہادر نے جلسہ کو خطاب فرماتے ہوئے

حیدرآباد کے مدرسہ آصفیہ کے حالات بیان کیے جو نہایت مفید کام کر رہا ہے جس میں مذہبی تعلیم کا بھی پورا انتظام ہے، اور تعلیمی مصارف نہایت قلیل، انگریزی خوان طلبہ کو اُردو و فارسی، عربی کی بھی تعلیم دیجاتی ہے جو کم استطاعت طلبہ بورڈنگ ہاؤس میں رہنا چاہتے ہیں اُن سے آٹھ روپیہ ماہوار فیس لی جاتی ہے جس میں تعلیم اور کھانا وغیرہ سب شامل ہے، ایک اور کلاس ہے جس میں مُفت تعلیم دیجاتی ہے اس میں ۱۳۵ طلبہ داخل ہیں۔

اسی سلسلہ میں نواب صاحب نے عثمانیہ یونیورسٹی کے حالات بیان کیے جس میں تمام علوم و فنون کی تعلیم اُردو زبان میں دی جاتی ہے، اس کے بعد حیدرآباد کے عام مدارس اور تعلیم نسوان کی حالت پر بحث کی حاضرین نے اس تقریر کو بڑی دلچسپی سے سُنا۔

نواب صاحب کی تقریر کے بعد خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی نے مذہبی تعلیم کے عملی طریقوں کے متعلق ایک دلچسپ لکچر دیا جو حسب ذیل ہے۔

# مذہبی تعلیم اور اُس کے عملی طریقے

**۱۔ تمہید** جناب صدر و معزز حاضرین! میری تقریر کا مضمون ہے "مذہبی تعلیم اور اُس کے عملی طریقے" اس تقریر کے پانچ حصے ہونگے۔

(۱) مذہبی تعلیم کی وقعت اور اُس کی وسعت (۲) اسلام کے اصول و اخلاق اور معاشرت

(۳) مذہبی تعلیم کا مجوزہ دستور العمل (۴) مذہبی سبقوں کے نمونے

(۵) خلاصہ تقریر اور چند تجاویز

ہر ایک حصہ کا کچھ مختصر سا بیان کرتا ہوں۔

## پہلا حصہ

## مذہبی تعلیم کی وقعت اور اُس کی وسعت

**۲۔ تعلیم کی ضرورت** علم کی عظمت کو ہر شخص مانتا ہے اور تعلیم کی ضرورت سے بھی کسی کو انکار نہیں پرسوں اور آج صبح بھی اسی کانفرنس میں اِس کے متعلق چند مفید اور عمدہ

تقریریں ہو چکی ہیں۔ لہٰذا عام تعلیم کی بابت کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

### ۳۔ سب سے زیادہ ضروری تعلیم

حضرات! "تعلیم"، "تعلیم"، "تعلیم" کی آواز پچاس سال سے ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے۔ اور اُس کی ضرورت اور عظمت کی بابت دفتر کے دفتر لکھے جا چکے ہیں مگر جو تعلیم سب سے زیادہ ضروری ہے اور جس پر بدقسمتی سے بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے۔ اُس تعلیم کے متعلق میں اس جلسہ میں اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتا ہوں

### ۴۔ مذہبی تعلیم کی عظمت

یہ وہ تعلیم نہیں ہے جو ہم کو دولتمند انسان بنانے کی ٹھیکیدار ہو یہ وہ تعلیم نہیں ہے جو ہم کو پہلوان بنانے کی ذمہ دار ہو۔ یہ وہ تعلیم نہیں ہے جو ہم کو ارسطو یا افلاطون بنانے کی ضامن ہو مگر ہاں یہ وہ تعلیم ہے جو انسان اور حیوان میں فرق پیدا کرتی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت دیتی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو انسان کو سچے معنوں میں انسان بناتی ہے۔ اس تعلیم سے میری مراد "مذہبی تعلیم" ہے جس پر اخلاق کی بُنیاد ہے۔ ایک فارسی شاعر کا قول ہے ؎

چو انسان نداند بجز خورد و خواب<br>
کُدامش فضیلت بُود بر دواب؟

دوسرا کہتا ہے ؎

چو انسان را نباشد فضل و احسان<br>
چہ فرق از آدمی تا نقشِ دیوار

ایک اور کا کلام ہے ؎

آدمی را آدمیت لازم است<br>
ورنہ جان در کالبُد دارد حمار

### ۵۔ مذہبی تعلیم کی وسعت

مذہبی تعلیم کا مقصد عام طور پر اتنا ہی سمجھا گیا ہے کہ بچوں کو قرآن پڑھا دیا جائے۔ کچھ مسائل یاد کرا دیئے جائیں۔ نماز۔ روزہ کا طریقہ بتا دیا جائے ان چیزوں کا ضروری ہونے میں کلام نہیں۔ مگر حضرات! یہ تو چند ابتدائی باتیں ہیں۔ مذہبی تعلیم کا میدان بہت وسیع ہے جس میں اسلام کے اصول۔ فروع۔ اخلاق۔ تمدن۔ معاشرت۔ وغیرہ سب کچھ داخل ہیں۔ لہٰذا اس تعلیم کو چند باتوں میں محدود کر دینا بڑی غلطی ہے۔

# دوسرا حصّہ

## اسلام کے اصول۔ اخلاق۔ اور معاشرت

**۶۔ اُصولِ اسلام**

سب سے بڑی مذہبی ضرورت (جو نماز۔ روزہ وغیرہ اعمال پر مقدم ہی) یہ ہے کہ اسلام کے اصول اور عقائد کو سمجھیں۔ جانچیں۔ اور پرکھیں کہ وہ عقل اور فطرت کی کسوٹی پر کیسے پورے اُترتے ہیں۔

اِس سلسلہ میں ذیل کی باتیں دلیل کے ساتھ بچوں کے دل میں بٹھانی چاہئیں۔

(۱) خدا ہے (۲) خدا واحد ہے (۳) قادر ہے (۴) عالم ہے (۵) حکیم ہے (۶) رحیم ہے (۷) منصف ہے (۸) اچھے بُرے کاموں کا پھل دینے والا ہے (۹) سچے دل سے توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے (۱۰) اُس کی ذات میں بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں (۱۱) وہ ہر بُرائی سے پاک ہے (۱۲) اُس نے پیغمبروں کو بھیجا (۱۳) پیغمبر خدا کے نیک اور پاک بندے تھے (۱۴) سب سے پچھلے اور سب سے افضل ہمارے پیغمبرؐ ہیں (۱۵) خدا نے آپ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے (۱۶) قرآن جیسی بے مثل کتاب آپ کو عنایت فرمائی ہے (۱۷) قرآن خدا کا کلام اور پیغمبرؐ کا معجزہ ہے (۱۸) اسلام کامل ہو چکا جس کی حفاظت کا خدا نے وعدہ کیا ہے (۱۹) قیامت برحق ہے (۲۰) جیسا جس نے کیا ہے ویسا پھل اُس کو ملے گا۔

**اخلاقِ محمدی**

یہ ہیں اسلام کے اصول یعنی جڑ کی باتیں جن کو دل سے ماننا چاہیے۔ اِن کے ساتھ ساتھ اسلامی اخلاق کو سمجھانے اور اُس پر عمل کرانے کی کوشش ہونی چاہیے قرآن اخلاق کا مکمل قانون اور ہمارے پیغمبرؐ اخلاق کا مکمل نمونہ ہیں۔ آپؐ نے اخلاق کی تمام خوبیوں کو عملاً پورا کر دکھایا جس کے لیے آپؐ بھیجے گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ چلنا پھرنا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ سونا جاگنا۔ غرضکہ آپ کا ہر ایک کام۔ آپ کی ہر ایک بات۔ ہر درجہ۔ ہر طبقہ۔ ہر حالت اور ہر حیثیت کے لوگوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی ذات مقدس جس طرح بادشاہوں۔ امیروں۔ نوابوں۔ اور سیٹھ ساہوکاروں کے لیے سب سے عمدہ ہادی ہے۔ اسی طرح فقیروں غریبوں۔ مسکینوں۔ محتاجوں اور کنگالوں کے لیے

بھی بے مثل رہنما ہے ۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل کو اخلاق محمدی کی کسوٹی پر جانچیں اور پرکھیں اور جہاں تک ممکن ہو آپؐ کے نمونہ کی پیروی کریں ۔

## ۸۔ بزرگانِ اسلام کے کارنامے

اس کے علاوہ آل و اصحابِ رسول کے کارناموں کو دیکھنا چاہیے کہ اُنھوں نے اپنے پیغمبرؐ کے نمونہ کو پیش نظر رکھ کر دینِ خدا کی حمایت میں کس طرح اپنی جانیں لڑائیں اور کیسے کیسے دُکھ اُٹھائے ۔ اور اُس کی حفاظت کے لیئے تن من دھن سے کیسی کیسی قربانیاں کیں ۔ یہ کارنامے حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھے ہوئے ہیں ۔ اگر چشمِ بصیرت سے اِن چیزوں کا مطالعہ کیا جائے تو بڑی ہدایت حاصل ہو سکتی ہے ؂

آنجا کہ از مناقبِ عترت سخن رود　　　وز آل و از صحابہ و اُمت سخن رود

واں گیں ہمہ زِ ختمِ رسالت سخن رود　　　ورخود ز نقشِ مُہرِ نبوت سخن رود

آں نیز نامور زِ نشانِ محمدؐ است

## ۹ حقوق و فرائض

اسلامی اخلاق کے سلسلہ میں حقوق و فرائض کا جاننا پہچاننا اور آپس کے برتاؤ میں اُن کا خیال رکھنا بھی لازم ہے ۔ یعنی یہ بات کہ دوسروں کے حقوق ہم پر کیا ہیں ؟ اور ہمارے فرائض اُن کے متعلق کیا ہیں ؟ مثلاً

(۱) حاکم اور محکوم کا باہمی تعلق کیسا ہونا چاہیے ؟

(۲) اعلیٰ ۔ ادنیٰ ۔ اور برابر والوں کو ایک دوسرے سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیے ؟

(۳) ماں ۔ باپ ۔ بھائیوں ۔ بہنوں اور دوسرے رشتہ داروں کو کیسی محبت سے رہنا چاہیے ؟

(۴) یتیموں ۔ محتاجوں ۔ پڑوسیوں ۔ وغیرہ کے ساتھ ہر طرح کی ہمدردی کرنی چاہیے ۔

(۵) دوستوں کے ساتھ مہربانی ۔ دشمنوں کے ساتھ انصاف اور اجنبیوں کے ساتھ انسانیت کا سلوک کس طور پر ہونا چاہیے ؟

خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنا فرض پورا کریں اور دوسروں کا حق ادا کریں ۔ اور دوسرے اپنا فرض پورا کریں اور ہمارا حق ادا کریں ۔ تاکہ ہم سب "شریفانہ آزادی" سے زندگی بسر کرسکیں ۔ یعنی ایسی آزادی جس سے کسی شخص کی "جائز آزادی" میں رُکاوٹ پیدا نہ ہو ۔

## ۱۰۔ دین اور اخلاق کا خزانہ

یہ باتیں جو اخلاق و تمدن کی روح اور دین و ایمان کی جان ہیں ۔ سرکاری اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے حاصل نہیں ہوسکتیں

اور آجکل کے اسلامی اور عربی مدارس میں بھی عموماً اُن کا درس نہیں دیا جاتا۔ سائنس کی درسگاہوں کو اس تعلیم سے کوئی سروکار نہیں۔ فلسفہ کے بازار میں اس "جنس گراں" کی مانگ نہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ آخر یہ جنس کہیں ملتی بھی ہے یا نہیں؟ ہاں ملتی ہے۔ ضرور ملتی ہے۔ اور اُس کی تلاش میں کہیں دُور جانے کی ضرورت بھی نہیں۔ حضرات! اس جنس کا پورا خزانہ ہمارے گھر میں موجود ہے مگر ہم میں سے اکثر بے خبر ہیں اور جو باخبر ہیں وہ بھی اُس سے پورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ حضرات! وہ بے بہا خزانہ اسی چھوٹی سی کتاب میں (جس کو آپ اِس وقت میرے ہاتھ میں دیکھتے ہیں اور جو ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے) چھپا ہوا ہے۔ آیئے اُس خزانہ کو تلاش کریں۔ اور حسبِ حوصلہ اپنے دامنِ مقصود کو جواہرات سے بھر لیں کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دُکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

## ۱۱۔ اِسلام کا عملی نمونہ

خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو ضرورت ہے کہ جن باتوں کا مختصر سا

(۱) اچھا شہری بننے کے لیئے۔
(۲) باکار آدمی بننے کے لیئے۔
(۳) با اخلاق آدمی بننے کے لیے۔
(۴) باخدا آدمی بننے کے لیے۔
(۵) ایک پکّا مسلمان بننے کے لیے۔

خاکہ اُوپر پیش کیا گیا ہے۔ اُن کا علم حاصل کرے اور اپنے علم کے موافق عمل بھی کرے۔ کیونکہ اسلام ایک عملی مذہب ہے وہ خیالی اُصول نہیں بتاتا۔ اور ترکِ دنیا کا سبق نہیں پڑھاتا اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا۔ اس باب میں ہمارے پیغمبر کا عمل سب سے اچھی کسوٹی ہے۔ جس پر ہم اپنے عمل کو کس کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں تک کھرا یا کھوٹا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تمہارے لیے رسول اللہؐ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے احزاب ۳۳/۲۱) ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا | تواں رفت جز در پئے مصطفٰے
خلافِ پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

---

# تیسرا حصہ

## مذہبی تعلیم کا مجوزہ دستور العمل

### ۱۲- جدید مذہبی نصاب کی ضرورت اور اُس کا مختصر سا خاکہ

حضرات ! - اول تو بدقسمتی سے ہماری قوم میں معمولی پڑھے لکھے آدمی بھی بہت کم ہیں - کروڑوں تو ایسے ہیں جو کسی زبان کے حرف تک نہیں پہچانتے - پھر اُن تھوڑے سے خواندہ مسلمانوں میں سے جن کو "تعلیم یافتہ" کہہ سکتے ہیں - اُن کی تعداد اور بھی کم - پھر اُن میں عربی جاننے والے کمیاب - اب عربی دانوں میں سے جو لوگ عربی درسیات سے فارغ ہونے کے بعد فقہیات کے دائرہ سے قدم آگے بڑھا کر قرآن و حدیث اور تاریخ و سیر کے میدان کی سیر کر کے ضروریات زمانہ سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد دین کی خدمت کرتے ہیں - اُن کی افسوس ناک تعداد کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں میں نے جہاں تک اپنے ذاتی تجربہ اور محدود واقفیت کی بنا پر اندازہ لگایا ہے - میں کہہ سکتا ہوں کہ ان فارغ التحصیل اور درس خواندوں میں فی صدی ایک دو آدمی بھی نکلنے مشکل ہیں - جو اس اسلامی خدمت کو انجام دے سکیں - یہ اُن درسگاہوں کی حالت ہے جو ہماری مذہبی اور اسلامی درسگاہیں کہلاتی ہیں - بھلا ایسی حالت میں قرآنی علوم اور اسلامی خزانوں تک ہماری رسائی ہو تو کیونکر ؟ اور عام مسلمانوں کے ہاتھوں میں اُن کو پہنچایا جائے تو کس طریقہ سے ؟ حضرات ! اس مشکل کو حل کرنے کے لیے لازم ہے کہ ایک ایسا جدید مذہبی نصاب مرتب کیا جائے جو ہماری موجودہ قومی اور مذہبی ضرورتوں پر حاوی اور ہمارے بچوں کی دینی اور اخلاقی تعلیم کا کفیل ہو - ایسے نصاب کی ترتیب کے لیے میں ایک عملی تجویز آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں - جس کا مختصر سا خاکہ یہ ہے :-

(۱) "مختلف مذہبی عنوانوں پر چھوٹے چھوٹے رسالے اُردو میں لکھوائے جائیں - جن میں اصول فروع عقائد - اخلاق - عبادات - معاملات حقوق و فرائض - تمدن و معاشرت - تاریخ اسلام - احوال بزرگان دین وغیرہ مضامین درج ہوں (۲) ان رسالوں میں مشکل لغتوں کی بھرمار نہ ہو - اور زبان ایسی آسان اور بیان ایسا دلچسپ ہو کہ چھوٹے بچے بھی بآسانی پڑھ سکیں سمجھ سکیں - اور لطف اٹھا سکیں (۳) عقلی دلائل نہایت آسان طریقہ سے لکھے جائیں - طرز استدلال وہی ہو جو قرآن مجید نے پیش کیا ہے یہی طرز سب سے زیادہ مؤثر اور عام فہم ہے - اور یہی آجکل یورپ کا طریقہ تعلیم ہے - یعنی صحیفۂ

کائنات کا مطالعہ (۴) منطق اور فلسفہ کی بھول بھلیوں میں پھنسا کر غریب بچوں کا وقتِ عزیز ضائع نہ کیا جائے (۵) علمی اصطلاحیں جہاں تک ممکن ہو ان رسالوں میں نہ آنے پائیں۔ اور اگر ضرورۃً لائی جائیں تو بچوں کی سمجھ کے موافق اُن کی شرح کی جائے (۶) اسلامی مدرسوں اور مکتبوں کے دینی نصاب میں یہ رسالے داخل کرائے جائیں۔ اور اُستاد بچوں کو مثل اسباق الاخیار سمجھا سمجھا کر پڑھائیں (۷) جو بچے خود نہ پڑھ سکیں اُن کو والدین یا دوسرے لوگ پڑھ کر سُنائیں اور سمجھائیں (۸) خواندہ لوگ یہی باتیں ناخواندوں کو بتائیں (۹) واعظ اور لکچرار۔ اِن ہی باتوں کو دُہرائیں اور گاؤں گاؤں میں پھیلائیں۔ خود عمل کریں اور دوسروں سے عمل کرائیں (۱۰) یہ باتیں اِس قدر عام کی جائیں کہ گھر گھر اُن کا چرچا ہو اور بچے بچے کی زبان پر ہوں۔"

## ۱۳۔ نصابِ تعلیم کی زبان

میں نے بیان کیا کہ مذہبی نصاب اُردو میں ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُردو اس وقت ہندوستان کی "لنگوا فرینکا" ہے۔ یعنی اس ملک کے ہر حصہ میں اُس سے کام چل سکتا ہے۔ اور عموماً سب مسلمان اُس کو بولتے ہیں یا کم سے کم سمجھتے ہیں میں کچھ عرصہ سے بمبئی میں مقیم ہوں اور یہاں مجھے مختلف موقعوں پر مختلف علمی اور مذہبی مضامین پر تقریر کرنے کا اتفاق ہوا ہے میں نے دیکھا ہے کہ مسلمان بچے جن کی زبان گجراتی ہے۔ اور جو اُردو حرفوں کو نہ لکھ سکتے ہیں۔ نہ پڑھ سکتے ہیں۔ وہ بھی اُردو بولتے اور سمجھتے ہیں اور اُردو میں بے تکلف اپنا مطلب ادا کر لیتے ہیں اور میری تقریروں کو بھی اُنھوں نے اچھی خاصی طرح سمجھا۔ اس لیے میں پورے بھروسے کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی مادری زبان گجراتی۔ کچھی۔ کوکنی۔ مرہٹی۔ وغیرہ کچھ سہی۔ مگر اُردو بھی اُن کی مادری زبان ہے۔ حقیقت میں یہاں ہر مسلمان کی دو مادری زبانیں ہیں۔ جن میں سے ایک اُردو ہے۔

اِن وجوہ سے میری قطعی رائے ہے کہ مذہبی رسالے صاف اور عام فہم اُردو ہی میں لکھوائے جائیں۔ البتہ جو لوگ اُردو خط نہیں پڑھ سکتے۔ اُن کے لیے وہی رسالے گجراتی۔ مرہٹی وغیرہ حرفوں میں بھی (جن کو پڑھ سکتے ہیں) چھاپ دیے جائیں۔ یہ طریقہ مذہبی فائدہ کے علاوہ اُردو کی ترقی و اشاعت کے لیے بھی مفید ہوگا۔ میں نے یہ کوئی خیالی یا نرالی تجویز پیش نہیں کی۔ یہاں ایسی بہت سی کتابیں چھپی ہیں جن کی زبان اُردو اور حروف گجراتی ہیں۔ البتہ جو لوگ اُردو سے بالکل ناواقف ہوں اُن کے لیے دوسری مُلکی زبانوں میں ترجمہ کرا کے بھی اُن رسالوں کی اشاعت ہونی چاہیے تاکہ اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ کوئی شخص اُس کے فیض و برکت سے محروم نہ رہنے پائے۔

### ۱۴- تعلیم کی یکرنگی

میں نے عرض کیا کہ اسلامی مدرسوں اور مکتبوں کے نصاب میں بھی یہ رسالے داخل کرائے جائیں۔ یہ اس لیے کہ ہماری دینی تعلیم میں ایک گونہ یکرنگی یکجہتی۔ اور یکسانی اور قوم میں اخلاقی روح پیدا ہو۔ تاکہ ہمارا وجود قوم کے لئے ملک کے لئے۔ اسلام کے لئے۔ اور خود اپنی ذات کے لیے خیر و برکت کا باعث ہو۔ اور جب ہم خود اُس رنگ سے رنگین ہو گئے تو اوروں کو بھی وہ رنگ اختیار کرنے کی اُمنگ پیدا ہوگی ۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (ہم تو اللہ کے رنگ میں رنگے گئے۔ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے ؟ بقرہ ۲/۱۳۲)

### ۱۵- ایک سوال اور اُس کا جواب

ممکن ہے مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ "مذہب اور خصوصاً الٰہیات کی مشکل بحثوں کو بچوں کی سمجھ کے قابل بنا دینا کیونکر ممکن ہے ؟ علمی باتیں بچوں کا کھیل نہیں ہیں۔ علمی باتوں کے لیے علمی زبان ہونی چاہیے"۔ میرا جواب یہ ہے کہ یہ کام مشکل سہی مگر ناممکن نہیں ہے۔ اور وہ کونسی مشکل ہے جو محنت سے حاصل نہیں ہو سکتی ؟ نپولین بونا پارٹ (بادشاہ فرانس) کہا کرتا تھا کہ لفظ ناممکن کو ڈکشنری (لغت) سے نکال دینا چاہیے۔ اور ایک ہم ہیں کہ ذرا سی مشکل سے گھبرا اُٹھتے ہیں اور اُس کو ناممکن سمجھ کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور اُس میں ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتے ؎

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا
ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

اب تو ہماری ہمتوں کی یہ کیفیت ہے کہ بقول مولانا حالی ؎

سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقین
اُٹھتے ہیں کرنے کو جب ہمت کا کوئی کام ہم

حضرات ! صدہا سال سے یہی جمود ہم پر حاوی ہے آخر اِس پست ہمتی اور کمزوری کی کوئی حد بھی ہے ؟ برائے خدا ! اُٹھئے۔ میدانِ عمل میں قدم بڑھائیے اور دیکھئے کہ دوسری قومیں کیا کر رہی ہیں وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئیں اور ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے !

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

# چوتھا حصہ

## مذہبی سبقوں کے نمونے

**۱۶- چار نمونے** میں لفاظی اور قوت تقریر سے آپ صاحبوں کو اپنا ہم خیال بنانا اور خواہ مخواہ اپنی بات منوانا نہیں چاہتا اس لیے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔ آپ اُن کو دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ میرا دعوےٰ کہاں تک صحیح ہے؟ اور آیا عملی کسوٹی پر پورا اُترتا ہے یا نہیں؟

**۱۷- پہلا نمونہ** جس وقت بچہ کو تھوڑی بہت سمجھ پیدا ہو جائے۔ اُسی وقت سے باتوں میں یہ بات اُس کے دل میں بٹھانی چاہیے کہ "خدا ہے" یہی خیال اخلاق کی بُنیاد اور مذہبی تعلیم کی جڑ ہے۔ اس مطلب کے لیے بچوں کو اِس قسم کی کہانیاں سُنانی چاہئیں۔

## ۱- آسمانی چراغ

۱- مریم ایک غریب عورت تھی۔ ہر روز محنت مزدوری کے لیے جاتی تھی۔ اُس کے دو بچے تھے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام محمود تھا۔ اور لڑکی کا نام محمودہ۔ دونوں بچے بہت چھوٹے تھے۔ اس لیے ماں اُن کو اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھی۔

۲- ایک دن کھیت کا کام پورا کر کے بچوں کو ساتھ لیے واپس آ رہی تھی۔ گھر پہنچتے پہنچتے ذرا اندھیرا ہو گیا۔ گھر میں جا کر کیا دیکھتی ہے کہ چراغ جل رہا ہے اور آدمی کوئی نظر نہیں آتا محمود نے حیران ہو کر پوچھا "امّاں گھر میں تو کوئی ہے نہیں۔ یہ چراغ کس نے جلایا ہے"؟ محمودہ نے کہا "یہ تو ابّا جان کا کام ہے وہ تشریف لائے ہوں گے"۔ بچوں نے اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا۔ آخر ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک کمرہ میں اپنے باپ کو پا لیا۔

۳- اگلے دن دونوں بچے اور ماں باپ کھیت میں بھُوسا جمع کرنے کے لیے گئے اس وقت سورج چمک رہا تھا اور دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ بچے خوش خوش اپنا کام کر رہے تھے۔ اس موقع پر باپ نے کہا "بچو! کل گھر میں چراغ جلتا دیکھ کر تم سمجھ گئے

کہ میں نے اُس کو جلایا تھا - اچھا یہ بتاؤ یہ خوبصورت - شاندار - چمکدار چراغ جو آسمان میں جل رہا ہے اور جس کا اُجالا سب طرف پھیلا ہوا ہے - اُس کو کس نے جلایا ہے ؟

۴ - یہ سنتے ہی محمود بول اُٹھی " ابّا جان ! یہ تو اللہ میاں نے جلایا ہے " - ایک ننھا سا دیا تو بے جلائے جلتا ہی نہیں - پھر اتنا بڑا چراغ جس سے ساری دنیا جگمگا اُٹھی - آپ سے آپ کیونکر جل سکتا ہے ؟

۵ - محمود بولا " ہاں - ابّا جان ! یہی بات ہے - سب چیزیں اللہ میاں کی بنائی ہوئی ہیں - سورج چاند - تارے - گھاس پات - پھل پھول - درخت پودے - سب کچھ اُسی نے بنایا کسی آدمی کا یہ کام نہیں ہے "

اِس مطلب کو قرآن مجید نے اِس آیت میں بیان کیا ہے - هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ( وہی خدا ہے جس نے سورج کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا - اور چاند کی منزلیں ٹھرائیں - تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب کو معلوم کرلو - یونس ع۱ )

**۱۸ - دوسرا نمونہ** خدا کے ہونے کی جو دلیلیں علما نے لکھی ہیں - اُن میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ " عالم میں حرکت پائی جاتی ہے - ہر متحرک کے لیے ایک محرک کی ضرورت ہے لہذا عالم کا کوئی محرک ضرور ہونا چاہیے " -

مگر اِس قسم کے بیان سے بچے یا معمولی اُردو جاننے والے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ؟ یہ دلیل اُن کے دل میں ایسی کہانیوں کے ذریعہ سے بٹھائی جا سکتی ہے :-

---

## ۲ - بڑھیا کا چرخہ

۱ - ایک بڑھیا چرخہ کات رہی تھی - ایک آدمی نے اُس سے پوچھا " بڑی بی خدا ہے یا نہیں ؟ بڑھیا نے کہا کیوں نہیں ضرور ہے - اُس نے پھر پوچھا - اچھا یہ بتاؤ - تم نے خدا کو کس طرح پہچانا ؟

۲ - یہ سنتے ہی بڑھیا نے چرخہ کے ہتھے سے ہاتھ ہٹا لیا - چرخہ چلتے چلتے رُک گیا - اس کے بعد کہنے لگی دیکھو میں اس چرخہ کو چلاتی ہوں تو چلتا ہے - نہیں چلاتی تو نہیں

چلتا۔ جب یہ چھوٹا سا چرخہ بے چلائے نہیں چلتا اور بے گھمائے نہیں گھومتا۔ تو یہ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ جو دن رات چکّر میں ہیں آپ سے آپ کیونکر گھوم سکتے ہیں؟ معلوم ہوا اُن کا چلانے والا اور گھمانے والا کوئی ہے۔

۳ ۔ یہ کسی آدمی کا کام تو ہے نہیں۔ آدمی میں یہ طاقت کہاں؟ کوئی بہت بڑی قدرت والا۔ بہت بڑی قوت والا اُن کو چلا رہا ہے اور اُن سے ٹھیک ٹھیک کام لے رہا ہے۔ اس قوی اور قادر کو خدا کہتے ہیں۔"

قرآن مجید نے اِس دلیل کو چار معمولی لفظوں میں سمجھا دیا ہے کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَسۡبَحُوۡنَ (چاند سورج وغیرہ سب اپنے اپنے گھیرے میں گھومتے ہیں) (انبیار $\frac{21}{34}$) اور یہ کہانی بھی ایک حدیث کا مضمون ہے۔

**۱۹۔ تیسرا نمونہ** خدا ایک اور لاشریک ہے یعنی کوئی اُس کا ساجھی نہیں۔ اس کو توحید کہتے ہیں۔ توحید کی دلیل میں عُلما کہتے ہیں کہ

"عالم کے ہر ایک کام اور انتظام میں وحدت اور یکرنگی پائی جاتی ہے۔ اس لیے کسی دوسری ہستی کی شرکت کا گمان تک نہیں ہو سکتا۔"

یہ ایک مشکل بحث ہے مگر اُس کو ایسے سیدھے سادے لفظوں میں کہ بچہ بھی سمجھ کے۔ یوں بیان کر سکتے ہیں۔

## ۳۔ دُنیا اور اُس کے اعضا

۱ ۔ تم جانتے ہو کہ ہاتھ۔ پانو۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ دل۔ دماغ۔ جگر معدہ۔ گوشت پوست وغیرہ ہمارے بدن کے حصّے ہیں۔ جن کو اعضا کہتے ہیں۔ اسی طرح زمین آسمان۔ چاند۔ سورج۔ ابر۔ ہوا۔ پہاڑ۔ دریا۔ سمندر وغیرہ اِس دنیا کے حصّے یا اعضا ہیں۔ جب ہمارے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں۔ اور دوسرے اعضا بھی اپنا اپنا کام پورا کرتے ہیں۔ تو بدن تیار رہتا ہے۔ یہی حال دُنیا کا ہے۔ جب اُس کے اعضا یعنی چاند۔ سورج۔ ابر۔ ہوا۔ وغیرہ اپنا اپنا کام کرتے ہیں تو دنیا قائم رہتی ہے

۲ ۔ یہ بات مثالوں سے اچھی طرح سمجھ میں آئے گی اور دل میں بیٹھ جائے گی:۔

پہلی مثال ۔ دُنیا کے بہت سے کام سورج سے چلتے ہیں۔ دن رات کا پیدا ہونا۔

موسموں کا بدلنا۔ ہواؤں کا چلنا۔ بادلوں کا آنا۔ مینہ کا برسنا۔ کھیتوں کا پکنا۔ یہ سب کچھ سورج کی بدولت ہے۔

دوسری مثال۔ ہوا اور پانی جانداروں کی جان ہیں جن کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتے ہوا نہ ہو تو سانس رُک جائے۔ دم بھر میں دم نکل جائے۔ اور پانی نہ ہو تو تڑپ تڑپ کر پیاسی مر جائیں۔

تیسری مثال۔ زمین سے طرح طرح کی چیزیں اُگتی ہیں۔ جن کو کھا کر جاندار زندہ رہتے ہیں۔ جیسے اناج۔ ترکاری۔ پھل۔ پھول۔ ساگ پات وغیرہ۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو سب بھوکے مر جائیں۔

چوتھی مثال۔ انسان اور حیوان کا فضلہ جو ایک نکمّی سی چیز معلوم ہوتی ہے۔ بڑا کام دیتا ہے یہ بہت اچھی کھاد ہے جس سے پودے پھولتے پھلتے ہیں۔ گھاس۔ چارا۔ اناج۔ وغیرہ خوب پیدا ہوتے ہیں۔ سانس لینے سے جو اچھی ہوا بدن کے اندر جاتی ہے۔ اُس سے خون صاف ہوتا ہے۔ اور تندرستی بنی رہتی ہے۔ اور جو خراب ہوا باہر نکلتی ہے اُس کی بدبو کو پودے کھینچ لیتے ہیں۔ اور صاف ہوا ہمارے سانس لینے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسا انتظام نہ ہوتا تو زمین پر گندگی کے ڈھیر لگ جاتے۔ ہوا خراب ہو جاتی بدبو کے مارے ناک میں دم آ جاتا اور تھوڑے دنوں میں سب جانور مر جاتے۔

پانچویں مثال۔ ہواؤں کے ہیر پھیر اور سورج کی گرمی سے بھی بدبو دور ہوتی ہے۔ اور سانس لینے کے لیے بھی صاف اور تازی ہوا ملتی ہے۔ اگر پہلے سے یہ انتظام نہ کیا جاتا تو ایک جاندار بھی زندہ نہ رہتا۔

۳۔ تم نے دیکھا کہ دنیا کی چیزوں کا آپس میں کیا لگاؤ ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک بدن کے اعضا ہیں۔ اگر بدن کا کوئی عضو الگ ہو جائے۔ ہاتھ کٹ جائے۔ یا پاؤں ٹوٹ جائے۔ یا آنکھ پھوٹ جائے۔ تو بدن ناقص ہو جاتا ہے۔ یہی حالت اس دنیا کی ہے۔ اگر اُس کا کوئی عضو آگ یا ہوا۔ یا پانی۔ یا مٹی وغیرہ کم ہو جائے تو دنیا برباد ہو جائے۔

۴۔ تم نے انسان کے بدن اور دنیا کی مثال کو سمجھا۔ اب اس بات کو سمجھو کہ اگر ہمارے بدن کی بابت کوئی یہ کہے کہ سر کا پیدا کرنے والا اور ہے، اور دھڑ کا پیدا کرنے والا اور ہے، ہاتھ کا بنانے والا اور ہے، اور پاؤں کا بنانے والا اور ہے، دل کا خالق اور ہے، اور

دماغ کا خالق اور - تو کون اس بات کو مان سکتا ہے ؟ ماننا کیسا ؟ سب یہی کہیں گے کہ بڑا بے عقل آدمی ہے جو ایسی بے تکی بات کرتا ہے - اسی طرح اگر دنیا کی بابت کوئی یہ کہنے لگے کہ زمین کسی اور نے بنائی ہے، اور آسمان کسی اور نے - پہاڑ کسی اور کا پیدا کیا ہوا ہے اور دریا کسی اور کا - سورج کا خالق اور ہے اور چاند کا خالق اور - تو اس بات کو بھی کوئی عقلمند نہیں مانے گا -

۵ - خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی خدائی میں کسی کو شریک جاننا یا دوسرا خدا ماننا بڑی بے عقلی ہے - کیونکہ ہم نے دیکھ لیا کہ دنیا ایک بدن کی مثال ہے - ہمارے بدن کا بنانے والا ایک ہے - تو دنیا کا پیدا کرنے والا بھی وہی ایک ہے - اور یہ توحید کی بہت صاف اور پکی دلیل ہے -

اس وسیع مضمون کو قرآن پاک نے اس چھوٹی سی آیت میں بیان کر دیا ہے - يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ (خدا آسمان سے لے کر زمین تک کے ہر امر یعنی کل عالم کا انتظام کرتا ہے - سجدہ ۳۲/۴) اس آیت نے بتایا کہ خدا ایک ہے اور بڑی حکمت سے تمام عالم کا انتظام کرتا ہے -

**۳۰ - چوتھا نمونہ** خدا کو واحد - قادر اور حکیم ماننے کے ساتھ ہی اس کو عالم الغیب بھی ماننا چاہیے - اور یہ بات کہ وہ ہر چیز کی پیدائش سے پہلے اس کا علم رکھتا ہے اس مطلب کو آسان مثالوں سے سمجھانے کی ضرورت ہے - میں ایک پر کی بناوٹ سے اس مضمون کو واضح کرنے کی کوشش کروں گا -

## ۴ - پرندہ کا پر

۱ - پرندہ اپنے بازوؤں کے بل ہوا میں اڑتا ہے ہر ایک بازو میں کئی کئی پر ہوتے ہیں ان پروں کی عجیب بناوٹ کو دیکھ کر بڑے بڑے عالموں کی عقل حیران ہے -

۲ - پر کے بیچ میں ایک پتلی سی ڈنڈی ہوتی ہے جس کے اوپر کا سرا سلائی کی طرح صاف چکنا اور موٹا ہوتا ہے - نیچے کا سرا جو کھردرا - باریک اور گاؤدم ہوتا ہے - اس کے دونوں طرف نرم نرم پتلے پتلے ریشے ایسی ترکیب سے لگے ہوئے ہوتے ہیں کہ اوپر سے نیچے کی طرف کیسے ہی زور سے ہاتھ پھیریں - پر کی صورت نہیں بگڑ سکتی - اور اس کے ریشے جیسے ہیں ویسے ہی رہتے ہیں اگر نیچے سے اوپر کی طرف ہاتھ پھیریں تو اس کی

صورت بگڑ جاتی ہے اور ریشے جُدا جُدا ہو جاتے ہیں۔

۳۔ پر کا چکنا اور موٹا سرا سینے کی ہڈی میں لگا رہتا ہے۔ اُڑتے وقت پرندہ اپنے بازوؤں کو ہلاتا ہے۔ اور کبھی پھیلا دیتا ہے۔ اُس وقت ہوا میں ایک چادر سی تن جاتی ہے۔ یہ بازو چپّو کا کام دیتے ہیں یعنی کشتی چلانے میں جو کام چپّو سے لیا جاتا ہے پرندہ اُڑتے وقت وہی کام اپنے بازوؤں سے لیتا ہے۔

۴۔ کیسی ہی تیز آندھی آئے۔ کیسا ہی سخت جھکّڑ چلے مگر کیا مجال کہ پرندہ کا پر بگڑ جائے اور اُس کے ریشے جُدا جُدا ہو جائیں۔ ہاں اگر پر اُلٹا لگا ہوا ہوتا موٹا سرا پیچھے اور باریک سرا آگے تو ہوا کے ذرا سے صدمہ سے اُس کی صورت بگڑ جاتی اور ریشے الگ الگ ہو جاتے اُس وقت پرندہ اُڑ نہ سکتا بلکہ فوراً گر پڑتا۔

۵۔ اِس بیان سے ثابت ہوا کہ پرندہ کا بنانے والا پہلے سے جانتا تھا کہ پرندہ کو ہوا میں اُڑنا ہوگا اور اُس نے بڑی حکمت سے پرندہ کے پر کو بنایا اور اُس کو اُن سے کام لینا بھی سکھایا۔ ہم اُسی حکیم کو جس کی حکمت کا کمال ایک پر کے اندر بھی صاف نظر آتا ہے۔ خدا کہتے ہیں۔

قرآن مجید نے اسی دلیل کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ (کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اُڑتے نہیں دیکھا جو کبھی پروں کو پھیلاتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ خدائے رحمٰن ہی اُن کو ہوا میں تھامے رہتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کا نگراں ہے۔ مُلک ٦٧/١٩)

## ۲۱۔ درسِ قرآن کی عملی صورت

اِن نمونوں کو دیکھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہر سبق کا مضمون قرآن مجید سے لیا گیا ہے۔ چھوٹے بچّوں اور ناخواندہ آدمیوں کو اس قسم کے سبق کہانی کے طور پر زبانی سنانے چاہئیں۔ اور جب وہ عبارت پڑھنے کے قابل ہو جائیں تو وہی سبق کتاب کے ذریعہ سے بھی پڑھائے جائیں اور جب عربی تحریر پڑھنے کی لیاقت ہو جائے تو آیات بھی (جن سے وہ مضمون لیا گیا ہے) ترجمہ کے ساتھ پڑھا دی جائیں۔ مگر جن بچوں کو خوش قسمتی سے عربی زبان کے سیکھنے کا موقع ملا ہے اُن کو آیتوں کا مطلب اور اُن کی خوبیاں اور باریکیاں اُنکی سمجھ کے موافق بتانی چاہئیں۔ یہ ہے درسِ قرآن کی عملی صورت اور یہی وہ درس ہے جو من المھد الی اللحد (یعنی بچپن سے شروع ہو کر آخر عمر تک) جاری رہنا چاہیے۔ مگر افسوس کہ اس طرف توجہ

نہیں کی جاتی۔ درس قرآن کا یہ طریقہ جس قدر مفید اور ضروری ہے آپ حضرات خود اُس کو سمجھ سکتے ہیں۔ مجھے زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔

---

# پانچواں حصّہ

## خلاصۂ تقریر اور چند تجاویز

**۲۲۔ خلاصہ** جو کچھ میں نے اپنی تقریر میں عرض کیا اُس کا خلاصہ یہ ہے :۔

(۱) ہماری مذہبی تعلیم نہایت محدود اور ناقابلِ اطمینان حالت میں ہے۔

(۲) اس تعلیم کو وسعت دینی چاہیے۔ اخلاق و آداب۔ تمدّن و معاشرت۔ حقوق و فرائض۔ تاریخ اسلام وغیرہ مضامین داخل درس ہونے چاہئیں۔

(۳) ایک جدید مذہبی نصاب مرتب کیا جائے اور اُس کو تمام مُلک میں پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

(۴) یہ سلسلۂ نصاب اُردو میں ہونا چاہیے۔ مگر زبان بالکل سلیس اور بیان نہایت شگفتہ ہو۔ تاکہ بچے۔ بڑے بوڑھے۔ خواندہ۔ ناخواندہ سب فائدہ اُٹھا سکیں۔

(۵) ہر مضمون کی بنیاد قرآن پر رکھی جائے۔ قرآنی دلائل سے برابر کام لیا جائے۔ کسی مطلب کو ذہن نشین کرنے کے لیے وہی ڈھنگ اختیار کیا جائے جو قرآن مجید نے اختیار کیا ہے۔ جس کے چند نمونے پیش کیے گئے۔

**۲۳۔ کام فوراً شروع ہونا چاہیے** حضرات! مذہبی تعلیم کی تنظیم اس قدر اہم اور ضروری کام ہے کہ اگر قوم دوسرے کاموں کو ملتوی کر کے اس طرف توجہ کرے تو بھی حق بجانب ہے۔ مگر یہ کام کسی ایک شخص کے بس کا نہیں ہے۔ میرے نزدیک اس کی ابتدا یوں ہو سکتی ہو کہ جن مذہبی عنوانات پر رسائل لکھوانے کی ضرورت ہو اُن کی ایک فہرست مرتب کرا کر شائع کی جائے اور چند ایسے آدمی منتخب کیے جائیں جو کم از کم کسی ایک عنوان پر لکھنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر انجمن ترقی اُردو یا کوئی دوسرا ادارہ اس تجویز کو اپنے ہاتھ میں لیکر مستعدی سے کام کرے تو مسلم کانفرنس کے اگلے سالانہ جلسہ تک دس پانچ عمدہ رسالے قوم کے سامنے پیش کیے جا سکتے ہیں اور

ہمارے سفر کی ابتدائی منزل کامیابی کے ساتھ طے ہوسکتی ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔ ورنہ قوم جس طرح مناسب سمجھے اس ضروری تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔

**۲۴۔ ہماری غفلت کا ایک افسوسناک منظر** حضرات! ہماری مذہبی تعلیم کے مفقود یا محدود ہو جانے کے افسوسناک نتائج آنکھوں کے سامنے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ

(۱) مذہبی احساس جاتا رہا۔
(۲) اسلام پر شبہات بڑھنے لگے۔
(۳) بداعتقادی کا طوفان امڈا ہوا ہے۔
(۴) سیلاب ارتداد مسلمانوں کو بہائے لیے جا رہا ہے۔
(۵) قوم کی اخلاقی روح گویا مرچکی ہے اور ہم مثل ایک قالب بیجان کے رہ گئے۔

اگر اس کا بندوبست نہ ہوا تو اور کیا کیا روز بد دیکھنا پڑے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مغرب کی مادیت اور دہریت نے ہم کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا ہماری بےحسی اور غفلت نے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

**۲۵۔ معلّمین سے خطاب** آخر میں میرا روئے سخن اُردو میونسپل مدارس بمبئی کے معلمین کی طرف ہے جن کی کافی تعداد اس جلسہ میں موجود ہے۔ صاحبو! آپ کا فرض نہایت اہم اور نازک ہے۔ یعنی آیندہ نسلوں کا بنانا۔ خوش قسمتی سے آپ کے مدرسوں میں مذہبی تعلیم کے لیے روزانہ ایک گھنٹہ دیا گیا ہے اِس وقت میں آپ بچوں کو بہت سی دینداری اور ایمانداری کی باتیں بتا سکتے ہیں۔ اور اپنے قول وعمل سے اُن میں مذہبی و اخلاقی روح پھونک سکتے ہیں۔ آپ کا کام قرآن مجید کے چند پارے پڑھا دینے یا چند دُعائیں یاد کرا دینے تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اسلام کو عملی طور پر بچوں کے دل میں بٹھانا آپ کا فرض ہے۔ حضرات! خوب یاد رکھیے کہ اگر ہماری دولت جاتی رہی تو ہم نے کچھ نہیں کھویا۔ اور اگر صحت جاتی رہی تو ہم نے کچھ تھوڑا سا نقصان اُٹھایا۔ ہاں اگر دین داخلاق کو گنوا دیا تو یہ سمجھو کہ سب کچھ کھو بیٹھے۔ خوشی کی بات ہے کہ جناب صدر (سر ابراہیم رحمت اللہ) کی کوشش سے آپ کے صوبہ میں اُردو کا رواج ہو گیا ہے۔ اور اُس کی ترقی کے اچھے آثار نظر آتے ہیں۔ خدا کرے کہ مذہبی اور اخلاقی تعلیم کی ترقی کی کوئی عملی صورت بھی نکل آئے۔

**۲۶ - شکریہ**

حضرات! میں نے جناب مسٹر عبدالرحیم صاحب ڈمٹگر سکریٹری مجلس استقبالیہ اور جناب نواب صدر یار جنگ بہادر (بالقابہ) کی فرمائش پر دینی تعلیم کی بابت اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کر دیے۔ نواب صاحب ممدوح نے مجھے اس کانفرنس میں تقریر کرنے کے لیے حیدرآباد دکن سے تحریر فرمایا تھا اور سکریٹری صاحب موصوف نے خاص طور پر جلسہ کانفرنس میں مجھکو دعوت دی ہے جس کی وجہ سے میں دونوں صاحبوں کا نہایت ممنون ہوں۔

وَآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خواجہ صاحب کی تقریر کے بعد اجلاس کی علمی کارروائی ختم ہوگئی۔ اور نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکریٹری کانفرنس نے صدر اجلاس آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کے لیے شکریہ کا ووٹ تجویز فرمایا، مسٹر چاگلا نے اس کی تائید کی صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب نے مزید تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ قومی خدمات کے صلہ میں ہمارے معزز صدر کو صدر قومی کا خطاب دیں، لوگوں نے بطور اظہار شکر گزاری خوشی کے نعرے بلند کیے۔ اس کے بعد صدر انجمن، صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب، نواب صدر یار جنگ بہادر اور مولوی سید طفیل احمد صاحب آنریری جائنٹ سکریٹری کانفرنس کو پھولوں کے خوبصورت ہار پہنائے گئے۔

---

اس کے بعد جناب صدر انجمن اپنی آخری تقریر کے لیے اُٹھے، آپ نے پہلے ممبران کانفرنس کا اُنکی امداد اور یک جہتی کی بنا پر شکریہ ادا کیا، اس کے بعد بوہروں کے سب سے بڑے پیشوا جناب ملا سیف الدین صاحب کا شکریہ اُس گرانقدر رقم کے لیے ادا کیا جو جناب موصوف نے استقبالیہ کمیٹی کے فنڈ کو اجلاس کے مصارف کے لیے عطا کی تھی اسی سلسلہ میں سابو صدیق کے مسافرخانہ کے ٹرسٹیوں کا بھی شکریہ ادا کیا جنھوں نے کانفرنس کے ممبروں کو مسافرخانہ میں جگہ دی تھی، بعدازاں گلوب سینما کے مالکوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنی عمارت کانفرنس کے سہ روزہ اجلاس کے لیے عطا کی تھی، انہوں نے فرمایا کہ ممبران کانفرنس مسٹر ڈمٹگر اور مسٹر محمد علی اللہ بخش کے بہت ممنون ہیں کہ جن پر درحقیقت کانفرنس کے انتظام وغیرہ کا زیادہ تر بار پڑا، نیز مسٹر کھتری کے ممنون ہیں جن کی قوت اور ہمت بے مثل ہے۔

اجلاس کے منظور شدہ رزولیوشنوں پر گفتگو کرتے ہوئے اُنہوں نے ممبران کانفرنس سے باصرار خواہش کی کہ وہ اپنی تنظیم کریں تاکہ سال آیندہ زیادہ مفید کام کر سکیں، اُنھوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کی تعلیم سالہا سال تک پستی کی حالت میں رہے گی۔ اگر وہ صحیح سمت اختیار کرنیکی کوشش نہ کریں گے۔

آخر میں انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے میں سرسید جیسی ہمت پیدا کریں، اور اپنے کو ملکی خدمات اور ایثار کے لیے تیار کریں۔

صدر انجمن کی آخری تقریر کے بعد مسٹر عبدالحمید حسن صاحب نے صوبہ مدراس کی طرف سے کانفرنس کو آیندہ سالانہ اجلاس کے لیے دعوت دی جس پر گرم جوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا اور کانفرنس کا سہ روزہ اجلاس خیر وخوبی سے ختم ہوا۔

# مجلس شب

کانفرنس کا اجلاس ختم ہونے کے بعد اسی روز رات کو چھوٹے قبرستان کے وسیع میدان میں مسلمانان بمبئی کا ایک عام جلسہ زیر صدارت جناب مرزا علی محمد خاں صاحب منعقد ہوا۔ اس جلسہ کا مقصد یہ تھا کہ عام مسلمانان بمبئی کو مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے کام سے اور اُن رزولیوشنوں سے آگاہ کیا جائے جو سہ روزہ اجلاس میں پاس ہوئے تھے۔

سب سے پہلے صدر انجمن نے جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب سے درخواست کی کہ وہ مجمع کو مخاطب کریں۔ چنانچہ جناب موصوف نے آیہ کریمہ إذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفة تلاوت کرکے ایک دلچسپ تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ انسان کو جو دوسری مخلوقات پر فضیلت اور برگزیدگی حاصل ہے وہ حکومت یا دولت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اُس میں علم حاصل کرنے کی قابلیت اور صلاحیت موجود ہے اور دوسروں میں نہیں ہے اور اسی فضیلت علمی کی وجہ سے وہ نیابت الٰہی کا مستحق قرار پایا ہے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے دوسری آیت هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا تلاوت کرکے بیان کیا کہ خدا کی ساری مخلوق انسان کی مسخر ہے، اور اس کی خدمت میں لگی ہوئی ہے، اور یہ اقتدار انسان کو محض علم کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے بڑی تفصیل سے مثالیں دیکر بتایا کہ علم کے ذریعہ سے انسان نے کس طرح بجلی، ہوا، پانی پر قابو حاصل کیا اور اُن سے کیسے کیسے مفید کام لیے۔

اس کے بعد سلسلہ بحث میں آپ نے مسلمانوں کے علمی کارناموں کو بیان فرمایا اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محاسن اخلاق وایثار کی مثالیں بیان کرکے مسلمانوں کو پیروی کی ترغیب دی۔ تمام حاضرین نے جناب موصوف کی تقریر بڑی توجہ سے سنی اور متاثر ہوئے۔

بعد ازاں مولوی سید طفیل احمد صاحب آنریری جائنٹ کانفرنس نے سہ روزہ اجلاس کی کارروائی مسلسل طریقہ سے واضح الفاظ میں بیان کی اور جو رزولیوشن اجلاس میں پاس ہوئے تھے پڑھ کر حاضرین کو سنائے

جو پوری دلچسپی سے سُنے گئے۔

اس کے بعد نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکریٹری کانفرنس نے نہایت مؤثر و دلکش انداز میں ایک زبردست تقریر کی نواب صاحب ممدوح پہلے سے اس تقریر کے لیے تیار نہ تھے اس لیے تقریر کے قلمبند کرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا، ورنہ یہ پوری تقریر لفظ بلفظ پڑھنے کے قابل تھی، تاہم جو کچھ خزانہ خیال میں محفوظ رہ گیا ہے، نذر ناظرین ہے۔

نواب صاحب ممدوح نے سب سے پہلے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ اس صوبہ میں عربی تعلیم کا کچھ بندوبست نہیں ہے، نہ عربی کے اساتذہ ہیں نہ طلبہ، آپ نے فرمایا کہ یہ کیسی بدبختی ہے کہ مسلمان عربی سے بیگانہ ہیں ہمارے اسلاف کی تاریخ، ہمارا دین، سب عربی ہیں، اگر ہم عربی کو بھلادیں تو یہ چیزیں کیونکر محفوظ رہیں گی۔

آپ نے فرمایا کہ انگلستان، فرانس، جرمنی، ہالینڈ میں عربی کتابیں چھاپی جاتی ہیں، عربی لکھنا پڑھنا بولنا سکھایا جاتا ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہم مسلمان ہوکر عربی سے غفلت کرتے ہیں، آج کانفرنس میں بعض تجاویز منظور کی گئیں، کہ مسلمانوں میں علم کی ترغیب و ذوق پیدا کیا جائے۔ تقریر کرنے والوں نے اپنی ہمعصر قوموں کے علمی کارنامے بیان کئے تاکہ مسلمان اُن کی پیروی کریں، صد حیف کہ آج مسلمانوں میں علمی ذوق پیدا کرنے کے لیے دوسری قوموں کی مثالیں بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، حالانکہ مسلمانوں کی قوم جب سے عالم وجود میں آئی علمی ذوق اپنے ساتھ لائی، اور مسلمان جہاں جہاں گئے علم کی روشنی بھی وہاں ساتھ لے گئے۔

نواب صاحب نے اس امر پر اظہار افسوس فرمایا کہ آج جب کانفرنس میں تقریریں ہورہی تھیں تو علمی خدمات کے سلسلہ میں دوسری قوموں کی مثالیں پیش کی جارہی تھیں مگر کسی مقرر نے مسلمانوں کے علمی کارنامے بطور مثال پیش نہیں کئے، حالانکہ علم کی جس قدر خدمت مسلمانوں نے کی کسی نے نہیں کی۔ اس کے بعد ممدوح نے چند مثالیں بیان فرمائیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ مسلمان علم کی کیسی قدر و منزلت کرتے تھے۔

مثلاً آپ نے فرمایا کہ خلیفہ ہارون الرشید جس دبدبہ اور شان و شوکت کا خلیفہ گزرا ہے، سب جانتے ہیں اُس کے دو بیٹے تھے امین الرشید و مامون الرشید، اُس زمانہ میں امام کسائی فن ادب و نحو کے مسلم الثبوت اُستاد و امام مانے جاتے تھے خلیفہ نے اپنے دونوں بیٹے اُن کے سپرد کیے کچھ مدت بعد ایک دن خلیفہ اچانک امام کے پاس پہنچا، دیکھا وضو کررہے ہیں اور شہزادہ امین پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے، خلیفہ کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہوگیا، واپس آیا، دوسرے وقت اُستاد کو بلایا اور کہا مجکو تم سے اس سے زیادہ توقع تھی، میں اس کا متوقع تھا کہ ایک بیٹا آپ کے پاؤں دہوتا اور دوسرا پانی ڈالتا۔

اسی طرح آپ نے ایک اور واقعہ صفویہ خاندان کے سب سے زیادہ باجاہ و جلال بادشاہ عباس؟

کا بیان کیا بادشاہ خیل وحشم کے ساتھ کہیں جا رہا تھا، سرِ راہ کسی مقام پر میر باقر داماد کھڑے تھے، جو اپنے علم و فضل کے لحاظ سے مشہور تھے، بادشاہ نے ان کو دیکھ کر از راہ تعظیم گھوڑے سے اُترنے کا ارادہ کیا۔ مگر میر باقر داماد نے باصرار منع کیا تو باز آیا،

اسی سلسلہ میں آپ نے متعدد واقعات بیان کئے جو نہایت پر اثر تھے، آپ نے اس پر بھی اظہار افسوس کیا کہ اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ ہم عربی و فارسی کتابوں کی حفاظت کے لیے گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں حالانکہ یہ ہمارا فرض تھا، اگر ہم میں ذوق ہوتا اور اپنے اسلاف کے علوم و فنون کی حفاظت کرنا ہم اپنا فرض منصبی خیال کرتے تو یہ کتابیں کیوں ضائع جاتیں، آپ نے فرمایا کہ علم کی نسبت لکھا ہے کہ اُس کی حالت ایک وحشی جانور کی طرح ہے، جب اُس سے توجہ ہٹا لوگے بھاگ جائے گا۔

فارسی کی قلمی کتابوں کے متعلق آپ نے بہت سی مفید معلومات سے حاضرین کو باخبر کیا اور افسوس ظاہر کیا کہ اگر ہمارے امرا صاحب ذوق ہوتے اور توجہ کرتے تو عربی و فارسی کی وہ کتابیں جن پر پیرس، لندن اور برلن کے کتب خانے فخر کرتے ہیں آج ہمارے یہاں ہوتیں، وہاں کیوں جاتیں۔

اسی سلسلہ میں آپ نے قلمی کتابوں کی چمک، دمک، کاغذ، سیاہی، قلم، اور حُسن تحریر کے متعلق بہت سی باتیں بیان کیں اور بتایا، کہ بعض کتابیں چھ، سات سو سال کی دیکھنے میں آئیں جن کی رونق اور سیاہی کی چمک دمک میں آج تک فرق نہیں آیا، آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ لارڈ کرزن کے زمانہ میں (غالباً) کلایو کے زمانہ کا معاہدہ ملا، جس پر انگریزی سیاہی تو ندارد ہو گئی تھی اور فارسی تحریر اُسی آب و تاب سے موجود تھی۔

آپ نے فرمایا کہ پہلے فارسی و عربی کا مذاق پیدا کیجیے تلاش کے بعد بہت سی کتابوں کا ذخیرہ خود ہاتھ آجائیگا، یعنی جب ہم علوم کی عزت کرنا سیکھیں گے تو علوم خود بخود ہمارے قبضہ میں آجائیں گے، علوم کی عزت و قدر دنیا کو ہم نے (مسلمانوں نے) سکھائی ہے، اس موقع پر آپ نے متعدد واقعات بیان فرمائے کہ مسلمان علوم کی کیسی عزت کرتے تھے، اور موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت پر افسوس کیا جن میں سے بعض کی سبک سری کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بچپن میں قرآن مجید پڑھانے سے بچوں کا دماغ کُند ہو جاتا ہے، اسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ سرسید، محسن الملک، وقار الملک، پرانے طریقہ کے تعلیم یافتہ تھے لیکن اُنھوں نے جو کام کیا، تمام جدید تعلیم یافتہ مل کر بھی آج تک نہ کر سکے، اس موقع پر آپ نے اُن کوششوں کا ذکر کیا جو ہندو، سنسکرت زبان کے لیے کر رہے ہیں جو ایک مردہ زبان ہے، اور افسوس کیا کہ مسلمان اپنے طرزِ عمل سے عربی کو جو ایک زندہ زبان ہے، مردہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، حالانکہ مسلمانوں میں جو ذہنی ترقی اور دماغی شگفتگی پائی جاتی تھی وہ ہیں مشرقی زبانوں کے علوم و ادب کی بدولت تھی، لیکن آج حالت یہ ہے کہ ہم ان

علوم کی کتابوں کی حفاظت کرنے سے بھی عاجز ہیں اور گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حفاظت کرے،
آپ نے فرمایا کہ علوم کی حالت یہ ہے کہ جہاں اُن سے ذرا غفلت کی اور وہ ہاتھ سے گئے، بڑے بڑے
خاندانی علما، جن کے یہاں ہمیشہ سے علم چلا آتا ہے جب کچھ مدت تک علمی مشاغل سے بے تعلق رہتے ہیں تو ایسی
حالت ہو جاتی ہے کہ گویا علم اُن کو چھو بھی نہیں گیا۔

اس کے بعد آپ نے سلسلۂ تقریر میں اُس رزولیوشن کا تذکرہ کیا جو مسلمانوں میں ایثار پیدا کرنے
کے متعلق پاس ہوا تھا اس پر آپ نے بڑے دل چسپ خیالات ظاہر کیے اور فرمایا کہ جو لوگ ایثار کرتے ہیں
ان کو آپ کب جانتے ہیں، اس موقع پر آپ نے علما کے طبقہ میں سے مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب مرحوم
اور مولانا سید انور شاہ صاحب کے ایثار کے بعض واقعات بیان کیے جن سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے
آپ نے افسوس کیا کہ ہمارے مقرر دوسری قوموں کے ایثار کے واقعات اس طرح بیان کرتے ہیں،
اور اُن کی طرف مذبذبوں کی طرح اس طرح دیکھتے ہیں کہ گویا ہمارے یہاں کبھی کچھ تھا ہی نہیں، اس کے بعد
نہایت مؤثر و دلگداز انداز میں بتایا کہ ہم مسلمانوں نے دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیے اور ہماری تاریخ کیسے
شاندار و حیرت انگیز واقعات کا ذخیرہ رکھتی ہے، کہ جن کی نظیر لانے سے دوسری قومیں عاجز ہیں، اس
سلسلہ میں آپ نے بہت سے عجیب و غریب تاریخی واقعات بیان کیے اور مسلمانوں کو اپنے مذہب، تاریخ
اور محاسن اخلاق کی حفاظت کی ترغیب دیتے ہوئے تقریر کو ختم کیا۔

تمام مجمع اس تقریر سے متاثر تھا، قریباً نصف رات گذر چکی تھی لیکن کسی شخص نے اپنی جگہ سے جنبش نہ
کی، جناب صدر، یعنی مرزا علی محمد خاں صاحب اس تقریر سے بے حد متاثر ہوئے اور جب وہ آخری تقریر کے لیے
کھڑے ہوئے تو اُن پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی انھوں نے اپنی خوش قسمتی پر فخر کیا کہ آج ان کو ایسی
تقریر سننے کا موقع ملا اور کہا کہ آج شب کی تقریر کو بمبئی کے مسلمان کبھی نہیں بھولیں گے۔ اس کے بعد فاضل مقرر
کے شکریہ پر اپنی تقریر کو ختم کیا اس وقت عجیب کیفیت تھی تمام مجمع سمٹ کر فاضل مقرر کے گرد جمع ہو گیا، سینکڑوں
مسلمانوں نے نہایت جوش و حسن عقیدت کے ساتھ دست بوسی کی اور اس طرح اُن جذبات کا اظہار کیا جو اس
تقریر نے اُن کے دل میں پیدا کر دیئے تھے،

اسی جلسہ پر کانفرنس کے سہ روزہ اجلاس کا حسن و خوبی کے ساتھ خاتمہ ہوا،

# مستقل عطیات اُمرا و فرمانروایان ملک

| نمبر شمار | اسماء گرامی | رقم سالانہ | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | گورنمنٹ نظام حیدرآباد دکن | ۶۰۰۰ | ۰ | ۰ |
| ۲ | گورنمنٹ بھوپال | ۲۲۰۰ | ۰ | ۰ |
| ۳ | ریاست بہاول پور | ۱۲۰۰ | ۰ | ۰ |
| ۴ | ریاست محمود آباد | ۶۰۰ | ۰ | ۰ |
| ۵ | ریاست بھیکم پور قلعہ جدید (خان بہادر نواب سر محمد مزمل اللہ خاں بہادر کے سی آئی ای) | ۳۰۰ | ۰ | ۰ |
| | میزان | ۱۰۳۰۰ | ۰ | ۰ |

# فہرست لائف ممبران آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

جو اصحاب مبلغ ایک سو پچیس روپیہ یا زیادہ یکمشت مرحمت فرماتے ہیں وہ تاحیات کانفرنس کے ممبر رہتے ہیں۔ انھیں پھر سالانہ چندہ دے کر حقوق ممبری حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اُن کے پاس سالانہ رپورٹیں ہمیشہ بلاقیمت بھیجی جاتی ہیں۔

(۱) حافظ عبدالرحیم صاحب وکیل عدالت دیوانی علی گڑھ۔
(۲) شیخ محمد عمر بخش صاحب پلیڈر بھاٹی گیٹ لاہور۔
(۳) منشی سید محمد حسین صاحب شوق پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ نہر سہارنپور۔
(۴) منشی محمد ابراہیم خاں صاحب اُورسیر نہر گوہانہ ضلع رہتک۔
(۵) نواب عماد جنگ بہادر متصل مدرسہ عالیہ حیدرآباد دکن۔
(۶) منشی محمد عزیز الدین صاحب ٹھیکہ دار و رئیس سوجان پور ضلع گورداسپور۔
(۷) مولوی حافظ ثابت علی صاحب وکیل درجہ اول سنگاریڈی ضلع میدک حیدرآباد دکن۔
(۸) مسٹر نارائن راؤ صاحب " " " " " " " " "
(۹) سید عبداللہ شاہ صاحب بی اے فارن منسٹر ریاست مالیرکوٹلہ۔
(۱۰) نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی آئی ای حیدرآباد دکن۔
(۱۱) سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سوداگر بیپاڑ ریاست جودھپور۔
(۱۲) نواب بہادر نواب محمد عبدالصمد خاں صاحب رئیس طالب نگر ضلع علی گڑھ۔
(۱۳) آنریبل لفٹنٹ نواب حافظ احمد سعید خاں صاحب ایم بی ای، سی آئی ای رئیس چھتاری ضلع بلند شہر۔
(۱۴) نواب صدر یار جنگ مولوی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب رئیس حبیب گنج ضلع علیگڑھ
(۱۵) محمد عابد خاں صاحب رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ۔
(۱۶) کنور محمد عبدالجلیل خاں صاحب رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر۔
(۱۷) نواب حیدر یار جنگ محمد اکبر نذر علی صاحب حیدری بی اے ہوم سکرٹری حضور نظام حیدرآباد دکن۔
(۱۸) حسن لطیف صاحب ڈویژنل انجینیر حیدرآباد دکن۔
(۱۹) مولوی محمد کرامت اللہ خاں صاحب ناظم تعمیرات حیدرآباد دکن۔
(۲۰) نواب مسعود جنگ مسٹر سید راس مسعود صاحب ناظم تعلیمات حیدرآباد دکن۔

(۲۱) خان فضل محمد خاں صاحب پرنسپل گورنمنٹ سٹی ہائی اسکول حیدرآباد

(۲۲) راجہ واسدیو صاحب نواسہ راجہ دل سکھ رام صاحب بہادر مرحوم حیدرآباد دکن

(۲۳) مسٹر سروجنی نائیڈو صاحبہ حیدرآباد دکن

(۲۴) نواب فرید نواز جنگ بہادر نبیرہ نواب اقبال الدولہ بہادر مرحوم حیدرآباد دکن

(۲۵) ہز اکسلنسی نواب لطافت جنگ بہادر معین المہام افواج سرکار عالی حیدرآباد دکن

(۲۶) مولوی معظم علی صاحب وکیل ہائی کورٹ " "

(۲۷) مولوی محمد غلام اکبر خاں صاحب جج ہائی کورٹ " "

(۲۸) نواب رسول یار جنگ بہادر انسپکٹر پائیگاہ سر آسمانجاہی و خورشید جاہی " "

(۲۹) نواب نظامت جنگ بہادر حیدرآباد دکن

(۳۰) مولوی سید ابراہیم علی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن

(۳۱) نواب زادہ میر حفیظ الدین خاں صاحب نواب محل سورت۔

(۳۲) نواب فخر یار جنگ مولوی محمد فخر الدین احمد صاحب معتمد فنانس حیدرآباد دکن

(۳۳) احمد نظر محمد فتح علی شیخ احمد صاحب بمبئی۔

(۳۴) نواب میر مسعود عالم خاں صاحب (آف بیلہ) رئیس نواب محل سورت۔

(۳۵) مسٹر د توہری صاحب کنٹرکٹر حیدرآباد دکن

(۳۶) نواب مرزا یار جنگ مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب چیف جسٹس حیدرآباد دکن

(۳۷) سید نور الباقی صاحب جاگیردار حیدرآباد دکن

(۳۸) مولوی محمد عبد الحق صاحب بی اے آنریری سکریٹری انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن

(۳۹) سیٹھ حاتم بھائی غلام حسین صاحب بیگم پورہ سورت۔

(۴۰) سیٹھ عبد الحسین عبد الکریم صاحب " "

(۴۱) آنریبل صالح بھائی کریم بھائی بڑودہ والا بمبئی۔

(۴۲) منشی محمد عبد الحکیم صاحب وائس پریسیڈنٹ ایجوکیشنل ایسوسی ایشن مدراس۔

(۴۳) مسٹر جسٹس عبد الرحیم صاحب مدراس۔

(۴۴) محمد حسن صاحب صدیقی کڑپہ

(۴۵) ولی اللہ پاشا صاحب نمبر ۱۴ مدراس۔

(۴۶) سیٹھ محمد موسٰی صاحب نمبر ۳۲ گڈنگ گلی مدراس
(۴۷) مولوی محمد خلیل الرحمٰن خاں صاحب رئیس بھیکن پور ضلع علی گڑھ
(۴۸) محمد میاں خاں صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ دادوں ضلع علی گڑھ
(۴۹) خان صاحب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ کان پور۔
(۵۰) مسٹر عباس طیب جی صاحب پنشنر جج ریاست بڑودہ
(۵۱) مسٹر سلیمان بی طیب جی صاحب رئیس بمبئی۔
(۵۲) آنریبل جسٹس پرموداچرن بنرجی جج ہائی کورٹ الہ آباد۔
(۵۳) مسٹر لیکر مالک کارخانہ لیکر اینڈ کو متصوری ضلع نینی تال
(۵۴) خان بہادر محمد ابو بکر خاں صاحب رئیس دادوں ضلع علی گڑھ۔
(۵۵) میاں محمد عبد الغفور صاحب معرفت حافظ محمد حلیم صاحب رئیس کان پور۔
(۵۶) میاں محمد نذیر صاحب " " " " " "
(۵۷) مسٹر آر او کڈن سابق کلکٹر و مجسٹریٹ علی گڑھ۔
(۵۸) ابو عطا محمد صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس گوجرانوالہ پبلک پراسیکیوٹر گجرات۔
(۵۹) سیٹھ ہارون آدم اینڈ کو زکریا مسجد بمبئی۔
(۶۰) خان بہادر سیٹھ محمد علی اے قادر کا نگا ناگد یوی پوسٹ نمبر ۳ بمبئی۔
(۶۱) سر فاضل بھائی کریم بھائی صاحب رئیس بمبئی۔
(۶۲) الیس محمد بخش میاں صاحب تاجر دھارلوی بمبئی۔
(۶۳) سیٹھ محمد علی اللہ بخش صاحب سوداگر بمبئی۔
(۶۴) شیخ محمد ابراہیم صاحب ولد حاجی قادر بخش صاحب تاجر چرم چینا پاڑہ نمبر ۳ کلکتہ۔
(۶۵) آنریبل مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب کے سی آئی ای کرنال۔
(۶۶) ممتاز الدولہ نواب محمد مکرم علی خاں صاحب رئیس پہاسو ضلع بلند شہر۔
(۶۷) منشی محمد عبد المجید خاں صاحب رئیس چندیرہ ضلع بلند شہر۔
(۶۸) کنور لکشمی راج سنگھ صاحب رئیس گبھانہ ضلع بلند شہر۔
(۶۹) سردار بالا صاحب سیتولی جاگیردار گوالیار۔
(۷۰) پنڈت اقبال نراین صاحب ہکسر چھاؤنی مرار ریاست گوالیار۔

(۷۱) مسٹر ایف رینالڈس سابق سپرنٹنڈنٹ پولس علی گڑھ۔

(۷۲) سردار محمد نواز خاں صاحب رئیس کوٹ سردار خاں تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک۔

(۷۳) میجر جنرل راؤ راجہ گنپت راؤ صاحب راجواڑہ مشیر خاص مہاراجہ سیندھیا لشکر ریاست گوالیار۔

(۷۴) چودھری رگھوراج سنگھ صاحب رئیس شکارپور ضلع بلند شہر۔

(۷۵) سید محمد حسین صاحب رئیس اورنگ آباد ضلع بلند شہر

(۷۶) سید حاتم علی صاحب رئیس 〃 〃 〃

(۷۷) راجہ سورج پال سنگھ بہادر تعلقدار اوہ گڈھ ضلع ایٹہ۔

(۷۸) مسٹر جوالا پرشاد صاحب چیرجی وکیل علی گڑھ۔

(۷۹) سیٹھ طیب بھائی عیسٰے بھائی تھانہ والا پارسی گلی نمبر ۳ بمبئی۔

(۸۰) سیٹھ اسمٰعیل احمد حاجی موسٰی صاحب بدری بلڈنگ بمبئی۔

(۸۱) علی محمد علی بخش مولوی صاحب ڈپٹی میونسپل کمشنر بمبئی۔

(۸۲) سیٹھ اعظم احمد اسمٰعیل صاحب آنریری سپرنٹنڈنٹ مدرسہ محمد بیڑی والا ہائی اسکول راندیر سورت۔

(۸۳) مسٹر محمد علی جناح بارسٹرایٹ لا ہائی کورٹ بمبئی۔

(۸۴) مرزا علی محمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی سالسٹر فورٹ بمبئی۔

(۸۵) مسٹر جے کے نریمان اسکوائر بارسٹرایٹ لا وکٹوریہ کراس روڈ مجگاؤں بمبئی۔

(۸۶) حسین بھائی جیون جی مورلس والا قاضی سید اسٹریٹ بمبئی۔

(۸۷) سید صدیق علی صاحب رئیس گلاؤٹی ضلع بلند شہر۔

(۸۸) سید عبد العزیز صاحب رئیس گلاؤٹی ضلع بلند شہر۔

(۸۹) سیٹھ حاجی فتح محمد غنی صاحب باٹلی والے چکلہ اسٹریٹ بمبئی۔

---

# (۱) گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس ممالک متحدہ

| نمبر | اضلاع | ممبران تعداد | ممبران رقم | وزیٹران تعداد | وزیٹران رقم | متفرق چندہ دہندگان تعداد | متفرق چندہ دہندگان رقم | میزان تعداد | میزان رقم |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | آگرہ | ۳۴ | ما محہ | ۱۷ | للعہ | | | ۵۱ | ما للعہ |
| ۲ | علی گڑھ | ۳۸ | ما للعہ | ۶ | عہ | | | ۴۴ | ما عہ |
| ۳ | مین پوری، ایٹہ، متھرا | ۴ | عہ | ۸ | عہ | | | ۱۲ | لعہ |
| ۴ | الہ آباد | ۶ | صعہ | | | | | ۶ | صعہ |
| ۵ | کانپور | ۱۹ | لعہ | | | | | ۱۹ | لعہ |
| ۶ | فتحپور، فرخ آباد، اٹاوہ | ۸ | للعہ | ۶ | عہ | | | ۱۴ | عہ |
| ۷ | بنارس، مرزاپور، جونپور | ۴ | عہ | ۲ | صہ | ۶ | ے | ۱۲ | لعہ |
| ۸ | بریلی، بجنور، پیلی بھیت، مرادآباد، بدایوں، شاہجہاں پور | ۱۴ | عہ | ۲۲ | صللعہ | ۶ | ے | ۴۲ | ما لعہ |
| ۹ | میرٹھ، مظفرنگر، سہارنپور | ۱۰ | صللعہ | | | | | ۱۰ | صللعہ |
| ۱۰ | بلندشہر | ۴۸ | ما لعہ | ۳ | ے | | | ۵۱ | ما عہ |
| ۱۱ | فیض آباد، سلطانپور، بارہ بنکی | ۱۶ | لعہ | ۱۷ | للعہ | ۱ | عہ | ۳۴ | ما عہ |
| ۱۲ | لکھنؤ، اناؤ، ہردوئی | ۱۴ | محہ | ۸ | عہ | | | ۲۲ | لعہ |
| ۱۳ | متفرق اضلاع | ۲ | صہ | | | | | ۲ | صہ |
| | میزان کل | ۲۱۷ | لعا صہ | ۸۹ | ما لعہ | ۱۳ | ے | ۳۱۹ | ال ما للعہ |

# ۱- آگرہ

**ممبران** -(۱) مہدی حسن صاحب ایم اے ایل ٹی ٹیچر شعیب محمدیہ ہائی سکول (۲) مولوی سعید احمد صاحب منیجر شعیب محمدیہ ہائی سکول (۳) محمد مقصود علی خاں صاحب وکیل (۴) خانصاحب امتیاز محمد خانصاحب آنریری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (۵) منشی . . . علی خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس کوتوالی (۶) ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ صاحب پروفیسر میڈیکل اسکول (۷) ڈاکٹر یار محمد صاحب صدیقی پروفیسر میڈیکل سکول (۸) منشی محمد احمد خاں صاحب سیل ہوٹل (۹) منشی محمد قادر علی خاں صاحب صوفی محلہ حکیمان (۱۰) نواب سید محمد اطہر حسین صاحب رئیس شاہ گنج (۱۱) خان بہادر سید آلِ نبی صاحب بی اے ایل ایل بی (۱۲) ایس۔ ایچ۔ اے۔ . . (۱۳) مولوی علی احمد خان صاحب وکیل (۱۴) محمد ابراہیم صاحب معرفت قاضی عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر (۱۵) میر ناظم حسین صاحب معرفت قاضی عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر (۱۶) خانصاحب حافظ امام الدین صاحب معرفت قاضی عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر (۱۷) فیض محمد خاں صاحب سلطان پوری (۱۸) نواب کرامت علی خاں صاحب بہادر (۱۹) قاضی عزیز الدین احمد صاحب بلگرامی ڈپٹی کلکٹر (۲۰) مرزا احمد بیگ صاحب حلقہ انسپکٹر فیروز آباد (۲۱) خان بہادر بدرالدین صاحب رئیس کاگارول پرگنہ کھیراگڈھ ضلع آگرہ (۲۲) مولوی عبدالحسن صاحب رئیس حلقہ انسپکٹر (۲۳) محمد ادریس خاں صاحب سب انسپکٹر فتحپور سیکری (۲۴) مولوی بدیع الدین صاحب سب انسپکٹر پولس جگنیر (۲۵) منشی شریف الحسن صاحب سب انسپکٹر پولیس ارادت نگر (۲۶) مولوی محمد اصغر صاحب سب انسپکٹر پولیس اچھنیرہ (۲۷) خان صاحب امتیاز علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ٹیکہ (۲۸) شیخ اعجاز حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس فتح آباد (۲۹) منشی عبدالعلی صاحب سب انسپکٹر پولیس پناہٹ (۳۰) منشی ابرار علی صاحب سب انسپکٹر پولیس کھندولی (۳۱) مولوی محی الدین صاحب انسپکٹر زراعت (۳۲) مرزا ولایت حسین تحصیلدار باہ (۳۳) پیرزادہ شیخ عزیز الدین صاحب سب رجسٹرار کراولی (۳۴) سید محمد اطہر صاحب ڈپٹی کلکٹر۔

میزان ۳۴

**وزیٹران** (۱) منشی محمد عاشق علی صاحب ہیڈ محرر کوتوالی (۲) ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب نائی کی منڈی (۳) مولوی محمد شریف الدین صاحب بی اے ایل ایل بی (۴) منشی محمد حبیب اللہ صاحب انسپکٹر روشنی (۵) منشی انعام علی صاحب اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ (۶) محمد ابراہیم خاں صاحب سب انسپکٹر دوکی (۷) منشی شریف الحسن صاحب ہیڈ کانسٹبل فتح آباد (۸) منشی مظہر اللہ صاحب انسپکٹر دوم اعتماد پور (۹) محمد فیاض خاں صاحب سب انسپکٹر دوم فیروز آباد (۱۰) منشی احمد حسین صاحب ہیڈ محرر باہ (۱۱) منشی امداد علی خاں صاحب ہیڈ محرر پناہٹ

(۱۲) منشی سید مہدی حسن صاحب نائب تحصیل دار کراولی (۱۳) منشی محمد عبدالبشیر خان صاحب واصل باقی نویس تحصیل
(۱۴) منشی محمد علی خاں صاحب محرر جوڈیشل باہ (۱۵) منشی ناظم حسین صاحب رجسٹرار قانون گو کراولی
(۱۶) منشی محمود حسین صاحب قرق امین کراولی (۱۷) منشی محمد امین صاحب قرق امین تحصیل کراولی۔

میزان ۱۷

## ۲- علی گڑھ

ممبران (۱) حافظ عبدالرحیم صاحب وکیل عدالت دیوانی بالائے قلعہ لائف ممبر (۲) نواب بہادر عبدالصمد خاں صاحب رئیس طالب نگر لائف ممبر (۳) نواب صدر یار جنگ مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب رئیس حبیب گنج لائف ممبر (۴) محمد عابد خاں صاحب رئیس بھیکن پور لائف ممبر (۵) مولوی محمد خلیل الرحمٰن خاں صاحب رئیس بھیکن پور لائف ممبر (۶) محمد جان خاں صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ دادوں لائف ممبر (۷) خان بہادر محمد ابو بکر خاں صاحب رئیس دادوں لائف ممبر (۸) مسٹر آر اوکڈن سابق کلکٹر و مجسٹریٹ لائف ممبر (۹) مسٹر ایف رینالڈس سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس لائف ممبر (۱۰) بابو جوالا پرشاد صاحب چٹرجی وکیل لائف (۱۱) خان بہادر مولوی محمد حبیب اللہ خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر (۱۲) سید علی اصغر صاحب رئیس جلالی (۱۳) سید علی اوسط صاحب رئیس جلالی (۱۴) ابوالحسن سکوئر بارسٹرایٹ لا اسسٹنٹ رجسٹرار مسلم یونیورسٹی (۱۵) مولوی محمد عبیدالرحمٰن خاں صاحب رئیس حبیب گنج (۱۶) مولوی محمد رفیع الدین صاحب خان بہادر (۱۷) مولوی بشیر حسین صاحب زیدی ہیڈ ماسٹر مسلم یونیورسٹی اسکول (۱۸) ڈاکٹر قاسم علی صاحب منصوری پروفیسر مسلم یونیورسٹی (۱۹) ابوبکر احمد حلیم صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی (۲۰) سید حکمت علی صاحب رئیس جلالی (۲۱) آغا سید تراب حسین صاحب منیجر اعزازی سادات اسکول جلالی (۲۲) منشی سید مشتاق علی صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس رئیس بالائے قلعہ (۲۳) منشی ظہور الحسن صاحب سکریٹری میونسپل بورڈ اترولی (۲۴) منشی کریم داد خاں صاحب رئیس اترولی (۲۵) منشی محمد ناصر علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر (۲۶) مولوی محمد انوار الہدیٰ صاحب بی اے ایل ایل بی (۲۷) لفٹننٹ نواب زادہ خان بہادر کنور محمد عبدالسمیع خان صاحب رئیس طالب نگر (۲۸) لفٹننٹ منشی محمد رضا صاحب صدیقی آنریری ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر (۲۹) مسٹر خلیل احمد مراد صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی (۳۰) مولوی نور الحسن خاں صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر (۳۱) سید عبدالباقی صاحب ایم اے چیف اکونٹنٹ مسلم یونیورسٹی (۳۲) محمد حبیب صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی (۳۳) سید عبدالجلیل صاحب ایم ایس سی پروفیسر مسلم یونیورسٹی

(۳۴) پروفیسر عبدالعزیز صاحب پوری لکچرار مسلم یونیورسٹی (۳۵) منشی سید نثار حسین صاحب پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ (۳۶) مولوی سید طفیل احمد صاحب سب رجسٹرار جائنٹ سکرٹری مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (۳۷) مولوی عبدالحی صاحب رئیس حبیب گنج (۳۸) مولوی مسعود الرحمٰن صاحب رئیس بھیکن پور

میزان ۳۸

وزیٹران (۱) سید اصغر علی شاہ صاحب قانون گو سکندرہ راؤ (۲) بابو تیر پال صاحب رئیس سکندرہ راؤ (۳) شیخ وجیہ الدین صاحب رئیس اترولی (۴) منشی محمد سعد اللہ خاں صاحب رئیس اترولی (۵) منشی ظفر حسن صاحب کوتوال اترولی (۶) منشی علی احمد صاحب رجسٹرار قانون گو ہاتھرس

میزان ۶

## ۳- مین پوری - ایٹہ - متھرا

ممبران (۱) مولوی اطاعت مند خاں صاحب بی اے ایل ایل بی مین پوری (۲) مولوی حافظ ضیاء المحسن صاحب سب جج مین پوری (۳) راجہ سورج پال سنگھ بہادر تعلقدار اودہ گڈھ ضلع ایٹہ لائف ممبر (۴) چودھری احمد اللہ صاحب رئیس سہاور ضلع ایٹہ

میزان ۴

وزیٹران (۱) مولوی مراد علی صاحب نائب تحصیلدار مین پوری (۲) مولوی منظور احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ زراعت مین پوری (۳) مولوی محمد عزیز اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری (۴) منشی محمد رحمت اللہ خاں صاحب کوتوال مین پوری (۵) مولوی ممتاز حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری (۶) منشی آل احمد صاحب انسپکٹر مسکرات مین پوری (۷) منشی محمد خلیل الدین صاحب سب انسپکٹر پولیس شکوہ آباد مین پوری - (۸) خان بہادر محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر متھرا

میزان ۸

## ۴- الہ آباد

ممبران (۱) آنریبل جسٹس پرمودا چرن بنرجی جج ہائی کورٹ لائف ممبر (۲) مسٹر عبدالعزیز صاحب ایم اے ایل ایل بی (۳) سید نبی اللہ سکویر بارسٹرایٹ لا کڑا (۴) ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب (۵) مولوی محمد علی رضا صاحب وکیل (۶) آنریبل مسٹر جسٹس ڈاکٹر شاہ سلیمان صاحب جج ہائی کورٹ۔

میزان ۶

## ۵- کانپور

ممبر (۱) خان صاحب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ لائف ممبر (۲) میاں محمد عبد الغفور صاحب معرفت خان صاحب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس لائف ممبر (۳) میاں محمد نذیر صاحب معرفت خان صاحب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس لائف ممبر (۴) مولوی سید حبیب اللہ سکوئر بارسٹرایٹ لا (۵) مولوی محمد عزیز اللہ صاحب کورٹ انسپکٹر (۶) خان بہادر مولوی عبد الحمید خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر (۷) چودھری واحد حسین صاحب ڈائرکٹر انڈسٹری (۸) حافظ ہدایت حسین سکوئر بارسٹرایٹ لا (۹) ڈاکٹر معین الدین صاحب (۱۰) شیخ محمد سعید صاحب میونسپل کمشنر (۱۱) مولوی سید علی رضا صاحب ڈپٹی کلکٹر (۱۲) مولوی تقی حسین صاحب تحصیلدار ڈیرا پور (۱۳) مولوی سید علی ارشاد صاحب نائب تحصیلدار ڈیرا پور۔ (۱۴) مولوی محمد یعقوب صاحب بلگرامی انسپکٹر آبکاری ڈیرا پور (۱۵) مولوی محمد یعقوب صاحب تاجر قصبہ جھنجک (۱۶) مولوی محمد شفیع صاحب سب جج (۱۷) مولوی گلزار محمد خاں صاحب وکیل (۱۸) مولوی محمد عبد الحق صاحب وکیل (۱۹) مولوی محمد ظفر علی صاحب تحصیلدار میزان ١۹

## ۶- فتحپور، فرخ آباد و اٹاوہ

ممبران (۱) منشی غلام مصطفٰے خاں صاحب رئیس فتحپور (۲) مولوی اسلام احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس فتحپور (۳) مولوی امیر حسن صاحب وکیل فتحپور (۴) مولوی حیدر خاں صاحب وکیل فتحپور (۵) شیخ سعید الدین صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ قنوج ضلع فرخ آباد (۶) سید اعجاز علی صاحب ایم بی ای ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ (۷) مولوی غضنفر علی صاحب ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ (۸) مولوی احمد حسین صاحب وکیل اٹاوہ میزان ۸ و زیٹران (۱) منشی ایوب علی صاحب انسپکٹر پولیس فتحپور (۲) منشی محمد بندہ حسن صاحب فتحپور (۳) منشی سید محمود حسن صاحب سب رجسٹرار اٹاوہ (۴) منشی عابد حسین صاحب کوتوال اٹاوہ (۵) مولوی عنایت حسین صاحب کیفی وکیل اٹاوہ (۶) مولوی سراج حسن صاحب انسپکٹر میونسپل بورڈ اٹاوہ میزان ۱۴

## ۷- بنارس، مرزاپور و جونپور

ممبران (۱) خان بہادر مولوی مقبول عالم صاحب وکیل بنارس (۲) خان صاحب چودھری نبی احمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مرزاپور (۳) مولوی مرزا حیدر بیگ صاحب وکیل جونپور (۴) مولوی سید محمد حسن صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ مچھلی شہر ضلع جونپور میزان ۴، وزیٹران (۱) مولوی

محمد عبدالستار صاحب وکیل جونپور سے (۲) مولوی محمد ابوالبقا صاحب وکیل ورئیس جونپور **میزان** صہ
**متفرق چندہ دہندگان** (۱) مولوی نذیر احمد صاحب وکیل جونپور سے (۲) مولوی عبدالوحید صاحب
وکیل جونپور سے (۳) مولوی محمد عبدالحکیم صاحب وکیل جونپور سے (۴) مولوی محمد یسین خان صاحب وکیل جونپور سے
(۵) مولوی مرزا اسلطان بیگ صاحب ڈپٹی کلکٹر جونپور سے (۶) مولوی وہاج الدین احمد صاحب منیجر ریاست
نواب محمد یوسف صاحب جونپور سے **میزان** سے

## ۸- بریلی - بجنور - پیلی بھیت - مراد آباد - بدایوں - شاہجہانپور

**ممبران** (۱) نواب سید ضمیر الدین خاں صاحب رئیس ریلوے روڈ بریلی (۲) محمد سرفراز خاں صاحب
سب رجسٹرار نجیب آباد ضلع بجنور (۳) شیخ محمد وصال الدین صاحب رئیس محلہ پکریا پیلی بھیت (۴) خانصاحب
مولوی محمد رفیع اللہ خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر پیلی بھیت (۵) کنور محمد عبدالکریم خاں صاحب سٹی مجسٹریٹ مراد آباد
(۶) مولوی عمر دراز بیگ صاحب نائب ناظم جمعیت العلماء ہند مراد آباد (۷) منشی محمد نور الحسین صاحب
رئیس ممبر میونسپل بورڈ مراد آباد (۸) مولوی محمد یعقوب صاحب وکیل مراد آباد (۹) خان صاحب
منشی محمد امداد اللہ صاحب منصرم حجی مراد آباد (۱۰) مولوی نظام الدین حسن صاحب نظامی اڈیٹر ذوالقرنین
بدایوں (۱۱) خان بہادر مولوی فضل الرحمٰن خاں صاحب وکیل چیرمین میونسپل بورڈ شاہجہاں پور
(۱۲) مولوی محمد جمیل الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر شاہجہاں پور (۱۳) مولوی حافظ ذاکر علی صاحب وکیل
شاہجہاں پور (۱۴) مولوی طفیل احمد صاحب سب جج شاہجہاں پور **میزان** ۱۴ **وزیٹران** (۱) خان
بہادر رحیم داد خاں صاحب رئیس گلاب نگر بریلی (۲) کنور محمد مسعود علی خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر بریلی (۳) منشی
سید حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس کوتوالی بریلی (۴) منشی محمد امین صاحب انسپکٹر حلقہ پولیس بریلی (۵) سید
توقیر احمد صاحب محلہ میر کی سرائے نگینہ ضلع بجنور (۶) منشی صفدر حسین صاحب سب رجسٹرار نگینہ ضلع بجنور۔
(۷) منشی الطاف حسین خاں صاحب نائب تحصیلدار پیلی بھیت (۸) منشی احسان غنی صاحب انسپکٹر آبکاری
پیلی بھیت (۹) مولوی محمد عبدالمجید خاں صاحب وکیل پیلی بھیت (۱۰) مسٹر عبدالمجید خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر۔
(۱۱) قاضی خلیل الدین حسن صاحب وکیل پیلی بھیت (۱۲) خان بہادر مولوی سید اصغر علی صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر
آنریری مجسٹریٹ مراد آباد (۱۳) مولوی ظہیر عالم صاحب چشتی وکیل مراد آباد (۱۴) ڈاکٹر محمد یوسف علی خانصاحب
سنبھل ضلع مراد آباد (۱۵) مولوی محمد ادریس صاحب منصف سنبھل ضلع مراد آباد (۱۶) مولوی لئیق احمد صاحب
وکیل سنبھل ضلع مراد آباد (۱۷) خان صاحب مولوی ادریس احمد صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول
شاہجہاں پور (۱۸) مولوی کریم الرضا خاں صاحب وکیل شاہجہاں پور (۱۹) مولوی رضا علی خاں صاحب

وکیل شاہجہاں پور (۲۰) منشی محمد کشور علی خاں صاحب شاہجہاں پور (۲۱) مولوی سید جناب احمد صاحب وکیل شاہجہاں پور (۲۲) مولوی سید جانعالم صاحب وکیل شاہجہاں پور میزان للعلہ

**متفرق چندہ دہندگان** (۱) چودھری اشفاق حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس دھام پور ضلع بجنور عہ (۲) محمد اسحاق صاحب آہن فروش دھام پور ضلع بجنور عہ (۳) منشی عبدالرشید صاحب سب رجسٹرار سنبھل ضلع مراد آباد عہ (۴) مولوی سید حسن صاحب وکیل سنبھل ضلع مراد آباد عہ (۵) ڈاکٹر زبردست خاں صاحب سنبھل ضلع مراد آباد عہ (۶) منشی فیاض الدین رجسٹرار قانون گو سنبھل ضلع مراد آباد عہ میزان سے

## ۹- میرٹھ و مظفر نگر و سہارنپور

**ممبران** (۱) شیخ بشیرالدین صاحب رئیس لال کورتی میرٹھ (۲) منشی محمد عبدالمجید خاں صاحب پوٹری ڈاکخانہ جانی ضلع میرٹھ (۳) منشی ارشادالدین صاحب پنشنر پیشکار میرٹھ (۴) خان بہادر شیخ وحیدالدین صاحب رئیس لال کورتی میرٹھ (۵) حاجی حافظ شیخ فریدبخش صاحب رئیس لال کورتی میرٹھ (۶) قاضی سید نصیرالدین صاحب ایم اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس مظفر نگر (۷) محمد مقصود علی خاں صاحب رئیس جلال آباد ضلع مظفر نگر (۸) منشی فضل احمد صاحب مختار مظفر نگر (۹) منشی محمد حسین صاحب شوق پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ نہر سہارنپور لائف ممبر (۱۰) مولوی حاجی عبداللہ جان صاحب وکیل سہارنپور۔ میزان للعہ

## ۱۰- بلندشہر

**ممبران** (۱) نواب احمد سعید خاں صاحب رئیس چھتاری لائف ممبر (۲) کنور محمد عبدالجلیل خاں صاحب رئیس دھرم پور لائف ممبری (۳) ممتازالدولہ نواب محمد کرم علی خاں صاحب رئیس پہاسو لائف ممبر (۴) محمد عبدالمجید خاں صاحب رئیس چندیرو لائف ممبر (۵) کنور لکشمی راج سنگھ صاحب رئیس گھبسانہ لائف ممبر (۶) چودھری رگھوراج سنگھ صاحب رئیس شکارپور لائف ممبر (۷) سید محمد حسین صاحب رئیس اورنگ آباد لائف ممبر (۸) سید حاتم علی صاحب رئیس اورنگ آباد لائف ممبر (۹) منشی محمد حیات صاحب تحصیلدار خورجہ (۱۰) سید ریاض الدین احمد صاحب رئیس گلاوٹھی (۱۱) مولوی حافظ حاجی سید ریاض الدین صاحب رئیس گلاوٹھی (۱۲) سید عبدالرشید صاحب رئیس گلاوٹھی (۱۳) سید محمد شفقت اللہ صاحب بی اے رئیس گلاوٹھی (۱۴) سید ممتازالدین صاحب خلف سید امتیازالدین صاحب رئیس گلاوٹھی (۱۵) چودھری خدابخش صاحب نوریاف محلہ قاضی واڑہ (۱۶) شیخ عبدالحفیظ صاحب محلہ قاضی واڑہ (۱۷) ڈاکٹر رحیم بخش صاحب پنشنر محلہ قاضی واڑہ (۱۸) حاجی حافظ خیراتی صاحب سوداگر محلہ قاضی واڑہ (۱۹) شیخ زاہد حسین صاحب رئیس بالائے کوٹ (۲۰) لالہ بابو رام صاحب رئیس بھٹوارہ تحصیل و ضلع

بلندشہر (۲۱) ملا نجیب خاں صاحب مختار (۲۲) چودھری نورالحسن صاحب رئیس سیانہ (۲۳) شیخ عبدالحق صاحب سرپنچ موضع پنڈرا ول تحصیل خورجہ (۲۴) قاضی احمد سعید صاحب رئیس محلہ قاضی واڑہ بالائے کوٹ (۲۵) شیخ خیراتی شاہ صاحب آڑتی بازار گردس گنج (۲۶) حاجی محمد عظیم صاحب و محمد یعقوب صاحب سوداگر جفت چوک بازار (۲۷) منشی محمد عبدالکریم صاحب پیشکار عدالت سب ججی (۲۸) محمد حفیظ غلام حسین صاحب آڑتی پان بازار مرچی ٹولہ (۲۹) سید صدیق علی صاحب رئیس گلاوٹی لائف ممبر (۳۰) سید عبدالعزیز صاحب رئیس اورنگ آباد لائف ممبر (۳۱) بابو فقیر چند صاحب رئیس و ممبر ٹون ایریا قصبہ سیانہ (۳۲) لالہ بانکے لال صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ قصبہ سیانہ (۳۳) چودھری رام سنگھ صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ قصبہ سیانہ (۳۴) لالہ ہردیال سنگھ صاحب رئیس قصبہ سیانہ (۳۵) چودھری شنکر لال صاحب رئیس قصبہ سیانہ (۳۶) محمد حنیف خاں صاحب رئیس قصبہ سیانہ (۳۷) چودھری فیض یاب خاں صاحب رئیس قصبہ سیانہ (۳۸) محمد عبدالغنی صاحب مختار عدالت (۳۹) مولوی محمد طٰہٰ صاحب سب رجسٹرار (۴۰) مولوی سید حسن صاحب برنی صاحب بی اے ایل ایل بی (۴۱) اصغر حسین صاحب گرداور قانون گو تحصیل قصبہ سیانہ (۴۲) مولوی سید منظور حسین صاحب بی اے ایل ایل بی (۴۳) آغا سید محمد شفیع خاں صاحب رئیس (۴۴) شیخ محمد عبدالکریم صاحب ٹھیکہ دار (۴۵) عبدالرشید خاں صاحب مختار عدالت کلکٹری (۴۶) مفتی محمد یوسف صاحب مختار عام ریاست پیاسو (۴۷) اے منظور حسن خاں صاحب سیفی ایم اے ایل ایل بی (۴۸) سی ای ڈیوڈ صاحب منصف میزان ما طلبہ و تر یڑان (۱) سید ظفر احمد صاحب رئیس گلاوٹی (۲) خاں صاحب امراؤ خاں صاحب رئیس رگھوناتھ پور (۳) مولوی محمد عبدالرؤف صاحب بی اے ایل ایل بی میزان ۵۳

## ۱۱- فیض آباد- سلطان پور و بارہ بنکی

**ممبران** (۱) کیپٹن محمد عمر صاحب اسپیشل مجسٹریٹ چھاونی فیض آباد (۲) محمد جان صاحب منیجر ٹھیکہ دار کیمپ لال کرتی فیض آباد (۳) محمد صدیق صاحب منیجر ٹھیکہ دار کیمپ لال کرتی فیض آباد (۴) مولوی علی حسن صاحب وکیل فیض آباد (۵) راجہ سید ابو جعفر صاحب کے سی۔ آئی۔ ای فیض آباد (۶) منشی سجاد حسین صاحب منصرم عدالت ڈسٹرکٹ جج فیض آباد (۷) خان بہادر مولوی مہدی حسن صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر فیض آباد (۸) خان بہادر راجہ سید توکل حسین صاحب نور پور ضلع فیض آباد (۹) محمد امین خاں صاحب رئیس دولت پور ڈاکخانہ بارونی ضلع فیض آباد (۱۰) منشی محمد حسین صاحب وکیل سرکار فیض آباد (۱۱) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل فیض آباد (۱۲) مولوی سید جواد حسین صاحب وکیل فیض آباد (۱۳) مولوی محمود حسن خاں صاحب سب جج فیض آباد (۱۴) حافظ شفیع محمد صاحب رئیس محلہ چھچھا پور ٹانڈہ ضلع فیض آباد (۱۵) راجہ سید محمد انیس علی خاں صاحب رئیس

دیوگاؤں ضلع فیض آباد (۱۶) مولوی شیخ محمد باقر صاحب منصف سلطان پور میزان لہ ، وزیٹران
(۱) مولوی صبیح الدین صاحب سپرٹنڈنٹ پوسٹ آفس فیض آباد (۲) سید مشہدی حسین خاں صاحب انسپکٹر
ڈاکخانجات فیض آباد (۳) مولوی فیاض علی صاحب وکیل فیض آباد (۴) منشی برکت علی صاحب ناظر
عدالت ڈسٹرکٹ جج فیض آباد (۵) مولوی سید مسعود الحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد (۶) حاجی امین الدین
صاحب رئیس ٹانڈہ ضلع فیض آباد (۷) لال محمد صاحب خلف حاجی امین الدین صاحب رئیس ٹانڈہ ضلع فیض آباد
(۸) شیخ شاہ محمد صاحب رئیس ٹانڈہ ضلع فیض آباد (۹) سید علی ثامن صاحب وکیل فیض آباد (۱۰) مولوی شیخ
عبد الصمد صاحب وکیل سلطانپور (۱۱) امام بخش و عبد الرزاق صاحبان سلطانپور (۱۲) مولوی میر سید حسن صاحب زیدی وکیل سلطان پور (۱۳)
منشی سید مظفر حسین صاحب کوتوال سلطان پور (۱۴) سید نواب حسن صاحب سب انسپکٹر پولیس سلطان پور
(۱۵) احمد سعید خاں صاحب اسسٹنٹ اوپیم آفیسر سلطان پور (۱۶) شیخ عبد الحمید صاحب وکیل سلطان پور
(۱۷) منشی فضل الرحمٰن صاحب وکیل بارہ بنکی میزان للعہ متفرق چندہ دہندگان (۱) محمد ہاشم
صاحب سوداگر فیض آباد عمہ

## ۱۲۔ لکھنؤ، اوناؤ، ہردوئی

ممبران (۱) منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس لکھنؤ (۲) سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی لکھنؤ
(۳) چودھری حیدر حسن اسکو ئر بارسٹرایٹ لا لکھنؤ (۴) چودھری نعمت اللہ صاحب ایڈوکیٹ امین آباد
لکھنؤ (۵) شیخ اشفاق حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر (۶) مسٹر محمد نسیم اسکوائر بارسٹرایٹ لا ڈالی باغ لکھنؤ (۷)
مولوی محمد نسیم صاحب وکیل ڈالی باغ لکھنؤ (۸) سید وزیر حسن صاحب جوڈیشل کمشنر بٹلر گنج لکھنؤ (۹) آنریبل
راجہ سر علی محمد خاں صاحب بہادر قیصر باغ لکھنؤ (۱۰) سید محمد جعفر صاحب اسلامک انڈسٹریل کارپوریشن
امین آباد لکھنو (۱۱) مولوی محمود الحق صاحب وکیل ہردوئی (۱۲) چودھری عبد الباسط صاحب رئیس
محلہ اشرف ٹولہ سندیلہ ضلع ہردوئی (۱۳) چودھری عبد القیوم صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ سندیلہ ضلع
ہردوئی (۱۴) سید نجم الدین صاحب جعفری ڈپٹی کلکٹر ہردوئی میزان ۔ وزیٹران (۱) میر
سید حسن صاحب نگرامی ڈپٹی کلکٹر اوناؤ (۲) پرنس محمد یوسف مرزا صاحب سب رجسٹرار اوناؤ (۳) مولوی
سید محفوظ علی صاحب ڈپٹی کلکٹر اوناؤ (۴) مولوی سید محمد عباس صاحب زیدی ڈپٹی کلکٹر اوناؤ (۵) مولوی
سید فیاض علی صاحب ڈپٹی کلکٹر اوناؤ (۶) مولوی محمد اسلام نبی خاں صاحب اسسٹنٹ اوپیم افیسر اناؤ
(۷) خان بہادر قاضی نذیر احمد صاحب وکیل اوناؤ (۸) مولوی محمد قدیر حسین صاحب منصف اوناؤ ۔

میزان ۔

## ۱- انبالہ، رہتک، کرنال

**ممبران** (۱) سید غلام بھیک صاحب بی اے نیرنگ وکیل انبالہ شہر (۲) محمد ابراہیم خاں صاحب اوورسیر نہر گوہانہ ضلع رہتک لائف ممبر (۳) آنریبل مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب کے سی آئی ای کرنال لائف ممبر (۴) خواجہ سجاد حسین صاحب بی اے پانی پت ضلع کرنال **میزان ۴**

## ۲- لاہور، امرتسر، گورداسپور، جالندھر و ڈیرہ غازی خاں

**ممبران** (۱) شیخ عمر بخش صاحب پلیڈر بھاٹی گیٹ لاہور لائف ممبر (۲) آنریبل جسٹس عبدالرؤف صاحب جج ہائی کورٹ لاہور (۳) مولوی حاجی شمس الدین صاحب جنرل سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور (۴) آنریبل مسٹر فضل حسین صاحب ایم اے بارسٹرایٹ لا لاہور (۵) میاں محمد نظام الدین صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ لاہور (۶) خان صاحب سید مراتب علی خاں صاحب گیلانی آنریری مجسٹریٹ لاہور (۷) سید افضال علی صاحب ایم اے میونسپل کمشنر لاہور (۸) سید غلام مصطفٰے صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول لاہور (۹) خان محمد سعادت علی خاں صاحب رئیس اعظم جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب موچی دروازہ لاہور (۱۰) شیخ حاذق حسن اسکوائر بارسٹرایٹ لا امرتسر (۱۱) شیخ احمد صادق صاحب رئیس موری گنج امرتسر (۱۲) آنریبل خواجہ یوسف شاہ صاحب سی آئی ای امرتسر (۱۳) خواجہ غلام صادق اسکوائر بارسٹرایٹ لا امرتسر (۱۴) منشی عزیز الدین صاحب ٹھیکہ دار و رئیس سوجان پور ضلع گورداسپور لائف ممبر (۱۵) مسٹر احسان الحق اسکوائر بارسٹرایٹ لا ڈسٹرکٹ و سشن جج ڈیرہ غازی خاں (۱۶) منشی نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر و رئیس ٹھوگری ضلع جالندھر **میزان ۱۶**

## ۳- راولپنڈی

**ممبران** (۱) مرزا غلام محمد صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس ڈاکخانہ ساگری ضلع راولپنڈی (۲) قاضی نذر احمد صاحب وکیل (۳) جمال الدین صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار (۴) سیٹھ رحمت اللہ صاحب سب ڈویژنل افیسر (۵) زبدۃ الحکما حکیم عبدالخالق صاحب امرتسری (۶) میاں حاجی اللہ دین احمد دین صاحب صابون ساز (۷) خان بہادر قاضی سراج الدین احمد اسکوائر بارسٹرایٹ لا (۸) محمد زماں خاں صاحب دفتر قانون گو (۹) رانا مسٹر عبدالحمید خاں صاحب ایم اے (علیگ) (۱۰) راجہ سلطان خاں صاحب گھوڑا گلی تحصیل کوہ مری (۱۱) خان فضل محمد خاں صاحب اسسٹنٹ کنسرویٹر جنگلات (۱۲) محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر چھاونی (۱۳) میاں عبداللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ **میزان ۱۳ وزیٹران** (۱) سید

محمود شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ **متفرق چندہ دہندگاں** (۱) محمد گل صاحب عنا (۲) کالے خاں صاحب عہ (۳) چودھری ... دین صاحب عہ (۴) بابو اللہ دتا صاحب عہ (۵) سردار خاں صاحب عنا پٹواری (۶) رسول شاہ صاحب پٹواری (۷) میاں گل صاحب پٹواری (۸) احمد گل صاحب پٹواری (۹) محمد شاہ صاحب پٹواری میزان سے

## ۴۔ اٹک، جہلم، گجرات

**ممبران** (۱) سردار محمد نواز خاں صاحب رئیس کوٹ سردار خاں تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک لائف ممبر (۲) لفٹنٹ سردار محمد نواز خاں صاحب رئیس کوٹ فتح خاں ضلع اٹک صہ (۳) سردار محمد کرم خاں صاحب عنا رئیس دھریک ضلع اٹک (۴) محمد اشرف خاں صاحب رئیس دھریک ضلع اٹک (۵) سردار خداداد خاں صاحب رئیس دھریک ضلع اٹک (۶) چودھری محمد اصغر صاحب وکیل کامل پور ضلع اٹک (۷) میاں عبدالعزیز صاحب ملاحی ٹولہ ضلع اٹک (۸) خان بہادر محمد عبدالرحیم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ نمک کھیوڑہ ضلع جہلم (۹) بابو عطا محمد صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس گجرانوالہ پبلک پراسیکیوٹر گجرات لائف ممبر (۱۰) ملک فضل حسین صاحب رئیس گجرات (۱۱) خان بہادر چودھری فضل علی صاحب ایم بی ای ایم ایل سی آنریری مجسٹریٹ درجہ اول گجرات **میزان** لعہ **وزیٹران** (۱) غلام جیلانی خاں صاحب رئیس دھریک ضلع اٹک سے (۲) ملک غلام حسن خاں صاحب وٹیرنیری اسسٹنٹ فتح جنگ ضلع اٹک (۳) سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب کامل پور ضلع اٹک **میزان** عہ **متفرق چندہ دہندگان** (۱) حیدر رحیم بخش صاحب فتح جنگ ضلع اٹک عہ

## ۵۔ پشاور، بنوں، کوہاٹ

**ممبران** (۱) نواب سر عبدالقیوم خاں بہادر کے سی آئی ای پشاور (۲) قاضی میر احمد صاحب وکیل پشاور (۳) عنایت اللہ خاں صاحب پرنسپل گورنمنٹ ہائی اسکول پشاور (۴) مرزا علی محمد خاں صاحب انسپکٹر مدارس صوبہ سرحد پشاور (۵) خان محمد اکبر خاں صاحب سشن جج پشاور (۶) مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ (۷) مولوی محمد عالم صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کوہاٹ (۸) حاجی حافظ ارباب علی احمد خاں صاحب بنوں **میزان** للعہ **وزیٹران** (۱) شیخ زین العابدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر بنوں (۲) مسٹر تیمور پرنسپل اسلامیہ کالج پشاور (۳) ڈاکٹر سید احمد صاحب صدر بازار پشاور (۴) محمد یوسف خاں صاحب بوٹ مرچنٹ پشاور للعہ، **میزان** سے

## ۳۔ گوشوارۂ ممبران و وزیٹران کانفرنس صوبہ بمبئی

| نمبر شمار | نام اضلاع | ممبر | | وزیٹر | | متفرق چندہ دہندگان | | میزان | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | تعداد | رقم | تعداد | رقم | تعداد | رقم | تعداد | رقم |
| ۱ | بمبئی | ۶۲ | [illegible] | ۱۳ | [illegible] | | | ۸۵ | [illegible] |
| ۲ | سورت | ۱۴ | [illegible] | ۶ | [illegible] | ۲ | [illegible] | ۲۲ | [illegible] |
| ۳ | اضلاع بھڑوچ، تھانہ، ناسک | | | | | | | | |
| | راج کوٹ، سندھ | ۱۶ | [illegible] | ۱۲ | [illegible] | | | ۲۸ | [illegible] |
| | میزان کل | ۱۰۲ | [illegible] | ۳۱ | [illegible] | ۲ | [illegible] | ۱۳۵ | [illegible] |

### ا۔ بمبئی

ممبران (۱) احمد نظر محمد فتح علی شیخ احمد صاحب لائف ممبر (۲) آنریبل صالح بھائی کریم بھائی بڑودہ والا لائف ممبر (۳) مسٹر سلیمان بی طیب جی صاحب رئیس لائف ممبر (۴) سیٹھ ہارون آدم اینڈ کو زکریا مسجد لائف ممبر (۵) خان بہادر سیٹھ محمد علی سے قادر کا نگا ناگدیوی پوسٹ نمبر ۳ لائف ممبر (۶) سر فاضل بھائی کریم بھائی صاحب رئیس لائف ممبر (۷) الیس مہر بخش میاں صاحب تاجر دھارادی لائف ممبر (۸) سیٹھ محمد علی اللہ بخش صاحب سوداگر لائف ممبر (۹) عبدالرحمن بھائی جی صاحب عمر کہاڑی (۱۰) مسٹر شریف دیوجی کانجی صاحب چکلہ اسٹریٹ (۱۱) مسٹر فاضل مو راج صاحب سابق انجینیر حیدرآباد چکلہ اسٹریٹ نمبر ۱۵۷ (۱۲) سیٹھ طیب بھائی علیبی بھائی صاحب میانہ والا پارسی گلی نمبر ۳ لائف ممبر (۱۳) سیٹھ اسمٰعیل احمد حاجی موسیٰ صاحب بدری بلڈنگ لائف ممبر (۱۴) علی محمد علی بخش مولوی صاحب ڈپٹی میونسپل کمشنر لائف ممبر (۱۵) حاجی صدیق حاجی محمد صاحب کھتری پوسٹ نمبر ۳ (۱۶) احمد حاجی صدیق صاحب کھتری پوسٹ نمبر ۳

(۱۷) اسمٰعیل حاجی صدیق صاحب کھتری پوسٹ نمبر ۳ (۱۸) مولوی عبدالرحیم صاحب ڈمٹمگر جائنٹ سکریٹری انجمن اسلامیہ (۱۹) مولوی محمد یوسف صاحب کھٹکھٹے چکلہ نمبر ۳ (۲۰) مولوی محمد عبدالقادر صاحب کھٹکھٹے سکرٹری جامع مسجد (۲۱) حیدر بھائی اسمٰعیل جی اینڈ کو ناگدیوی نمبر ۳۲ (۲۲) سیٹھ یوسف حاجی احمد بھابا صاحب ناگدیوی نمبر ۳ (۲۳) ابراہیم صاحب نتال والا بدری بلڈنگ ناگدیوی (۲۴) یوسف علی صاحب ایم کلکتہ والا عبدالرحمٰن اسٹریٹ (۲۵) سیٹھ قربان حسین صاحب عبدالحسین جان فخرالدین صاحب ملا موٹا والا میمن اسٹریٹ پوسٹ نمبر ۲ (۲۶) سیٹھ محمد ابراہیم ہارون صاحب ذکریا مسجد پوسٹ نمبر ۳ (۲۷) حاجی احمد حاجی جان محمد صاحب معرفت حاجی جان محمد حاجی اللہ رکھا صاحب ذکریا مسجد (۲۸) صالح بھائی محمد علی صاحب جمالی محلہ (۲۹) مسٹر محمد علی جناح بارسٹرایٹ لا ہائی کورٹ لائف ممبر (۳۰) آنریبل مسٹر علی محمد خاں دہلوی بارسٹرایٹ لا نسٹر روڈ (۳۱) مسٹر ایم سی چاغلا بارسٹرایٹ لا ہائیکورٹ روڈ (۳۲) شیخ علی رضا صاحب صدیقی ۲۳۴ کرافورو مارکٹ (۳۳) مولوی شفیع احمد صاحب بی اے وائس پرنسپل انجمن اسلام ہائی اسکول (۳۴) شیخ محمد یعقوب وزیر محمد صاحب اوریٹل ٹرانسلیٹر روڈ (۳۵) عبداللہ محمد قوران نجدی صاحب ناگدیوی اسٹریٹ (۳۶) مرزا علی محمد خاں صاحب سالسٹر فورٹ لائف ممبر (۳۷) فاضل بھائی ابراہیم صاحب فورٹ (۳۸) مولوی حکیم ابویوسف صاحب اصفہانی متصل مسجد نواب بھنڈی بازار (۳۹) مسٹر جے کے نریمان اسکوائر وکٹوریہ کراس روڈ مجگاؤں لائف ممبر (۴۰) حسین بدرالدین طیب جی صاحب جج اسمال کاز کورٹ روڈ (۴۱) حسین بھائی جیون جی لوربس والا قاضی سید اسٹریٹ لائف ممبر (۴۲) ابراہیم ملا محمد علی صاحب معرفت اللہ بخش کمپنی فورٹ (۴۳) مولانا علی بھائی صاحب ہمدانی کوئیس روڈ چرنی روڈ (۴۴) مسٹر محمد ابراہیم صاحب سلیٹر روڈ پوسٹ نمبر گرانٹ روڈ (۴۵) صدیق سلیمان صاحب مرچنٹ عبدالرحمٰن اسٹریٹ (۴۶) قاضی ولی الدین صاحب بی اے ایل ایل بی نمبر ۳۴ علی عمر اسٹریٹ (۴۷) مولانا مولوی علی محمد صاحب سکرٹری میونسپلٹی (۴۸) عبدالحمید ابن محمود میاں صاحب بذریعہ ڈایمنڈ جیوبلی وافننگ کمیٹی کرلیواری (۴۹) محمود میاں صاحب بذریعہ ڈایمنڈ جیوبلی واشنگ کمپنی کرلیواری (۵۰) سیٹھ عبدالرحیم صاحب (۵۱) اکبر خاں محمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی بھیونڈ والا بلڈنگ سینڈہرسٹ روڈ ایسٹ بمبئی نمبر ۹ (۵۲) اسمٰعیل خاں بہادر خاں صاحب معرفت بی خاں اینڈ کو فورٹ (۵۳) مولوی محمد حسن صاحب متصل مورلینڈ روڈ (۵۴) سید غلام محمد صاحب رفاعی بھنڈی بازار (۵۵) سیٹھ حاجی جان محمد چھوٹانی صاحب کھڑک (۵۶) ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کھٹکھٹے ڈیمو یرا اسٹریٹ (۵۷) غلام حیدر خاں صاحب چرنی روڈ سینڈہرسٹ کالج بورڈنگ (۵۸) مولانا قاضی محمد عطاء اللہ صاحب مالک مطبع حجازیہ ناخدا محلہ

پوسٹ نمبر۳ (۵۹) سیٹھ زکریا داؤد صاحب کھڑک متصل نپھوٹانی ہاؤس (۶۰) سیٹھ عثمان جمعہ صاحب میمن محلہ متصل منارہ مسجد (۶۱) سیٹھ عثمان اسمٰعیل صاحب گولی محلہ پائے دھونی متصل درگاہ (۶۲) سیٹھ حاجی فتح محمد غنی صاحب باٹلی والے چکلہ اسٹریٹ لائف ممبر (۶۳) سیٹھ قاسم صاحب متصل منارہ مسجد (۶۴) احمد عثمان صاحب الکٹرک گڈس مرچنٹ ۱۷۹ مہاربلڈنگ لوہار چال (۶۵) اے یو غلجی صاحب ۱۰۴ کالیا دیوی روڈ (۶۶) محمد اینڈ کمپنی ٹیلرس اینڈ آؤٹ فٹرس کالیا دیوی اسٹریٹ (۶۷) نعمان علی حسن علی صاحب حسن علی اینڈ منّی لال کمپنی بھاجی پالا لین نمبر۳ (۶۸) صالح بھائی قمرالدین صاحب حسن علی قمرالدین چھپی چال (۶۹) محمد ظل الرحمٰن صاحب صدیقی طالب علم گرانٹ مڈیکل کالج (۷۰) عزیز احمد صاحب طالب علم گرانٹ مڈیکل کالج (۷۱) عبدالرحمٰن صاحب کرافورڈ مارکیٹ (۷۲) عبدالواحد صاحب کلیان نیشن ڈونگری میزان ساٹھ ۶۲ وزیٹران (۱) سیٹھ عبداللہ تار محمد صاحب ناگدیوی (۲) ابراہیم عبدالکریم صاحب بیلرڈ روڈ (۳) حامد مرزا اسکوائر زکریا مسجد (۴) مسٹر عبدالشکور عبدالعلی صاحب زکریا مسجد پوسٹ نمبر۳ (۵) غلام نبی صاحب ہیڈ کلرک انجمن اسلام ہائی سکول (۶) مسٹر عبدالرحمٰن لعل صاحب بی اے ایل ایل بی طالب علم انجمن اسلام ہوسٹل (۷) محمد اسمٰعیل صاحب گیٹھی ہیر کٹنگ سیلون فورٹ (۸) محمد حبیب اللہ بنگیاہر صاحب قاضی محلہ جدید نل بازار (۹) سیٹھ حاجی عبدالرحمٰن حاجی ابراہیم کٹلیری سیٹے (۱۰) پروفیسر قادری باوامیاں صاحب پائے دھونی پوسٹ نمبر۳ (۱۱) عبداللہ محمد صاحب وشوا ناتھ بلڈنگ لوہار چال (۱۲) زکریا داؤد کھڑک دون تار اسٹریٹ (۱۳) محمد یوسف صاحب میمن محلہ میزان ۱۳

## ۲ - سورت

ممبران (۱) نواب زادہ میر حفیظ الدین خاں صاحب نواب محل لائف ممبر (۲) نواب میر مسعود عالم خاں صاحب اف بیلہ نواب محل لائف ممبر (۳) سید حاتم بھائی غلام حسین صاحب بیگم پورہ لائف ممبر (۴) سید عبدالحسین عبدالکریم صاحب بیگم پورہ لائف ممبر (۵) سیٹھ اعظم احمد اسمٰعیل صاحب آنریری سپرنٹنڈنٹ مدرسہ محمدیہ سردی والا ہائی سکول راندیر لائف ممبر

(۶) خان بہادر شیخ علی باعکظہ صاحب سید پورہ (۷) سیٹھ یوسف ہانسیا صاحب آنریری مجسٹریٹ راندیر (۸) ہاشم یوسف ملا صاحب راندیر (۹) حکیم محی الدین جمال الدین صاحب کھنڈ بازار (۱۰) حکیم حاجی محمد قاسم صاحب (۱۱) سید حسن العیدروس صاحب رئیس (۱۲) حاجی فتح محمد کمال بھائی صاحب سلادت پورہ (۱۳) حسن نشی

نور محمد صاحب جہانپہ بازار مارکیٹ (۱۴) سیٹھ حاجی احمد اعظم اسمعیل صاحب راندیر میزان للعہ
وزیٹران (۱) حاجی شیخ محمد حافظ جی صاحب (۲) ایم ایچ سید صاحب بیگم پورہ سے (۳) عبدالرحمٰن حسن بھائی صاحب (۴) چاند نور بھائی صاحب (۵) حاجی نور بھائی صاحب جہانپہ بازار (۶) قادر بھائی عمر بھائی صاحب چوک بازار میزان سے متفرق چندہ دہندگان (۱) محمد بھائی نور محمد صاحب (۲) محمد صالح اسمٰعیل صاحب انگلیا راندیرہ میزان للعہ

## ۳- اضلاع تھانہ، بھڑوچ، پونا، ناسک، راج کوٹ و حیدرآباد سندھ

ممبران (۱) مولوی شجاع الدین صاحب بلگرامی پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ کورلا ضلع تھانہ عہ (۲) مولوی عبدالرحمٰن صاحب ابراہیم فیتہ والا کورلا ضلع تھانہ (۳) مولوی محمد عبداللہ صاحب راج کوٹ والا کورلا ضلع تھانہ عہ (۴) دینا خاں قاسم خاں صاحب کنٹرکٹر کورلا ضلع تھانہ (۵) کرامت علی حاجی عیدن صاحب کورلا ضلع تھانہ عہ (۶) حاجی حکیم صاحب ولد رمضان کورلا ضلع تھانہ (۷) عبدالرحمٰن دگڑو صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۸) ایس ایم الیس صاحب ڈرافس مین کورلا ضلع تھانہ (۹) سید احمد سید محمد صاحب بھڑوچ (۱۰) منشی آدم سلیمان صاحب سارود ضلع بھڑوچ (۱۱) خان صاحب سلام الحق صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل پونا (۱۲) عبدالقادر فدا علی صاحب مالیگاؤں ضلع ناسک۔ (۱۳) مسٹر غلام محمد منشی اسکوائر بارسٹرایٹ لا راج کوٹ کاٹھیاواڑ (۱۴) چاند میاں نظامی صاحب راج کوٹ کاٹھیاواڑ (۱۵) نواب زادہ میر ایوب خاں اسکوائر بارسٹرایٹ لا مرتضٰی منزل گارڈن روڈ صدر کراچی۔ (۱۶) مسٹر نور محمد بی اے ایل ایل بی حیدرآباد سندھ میزان للعہ وزیٹران (۱) شیخ شبراتی ولد ابراہیم صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۲) حاجی مدار صاحب ولد میرن جی صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۳) ولی محمد صاحب ولد خدا بخش صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۴) شکور صاحب ولد علا ءالدین صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۵) دادا بھائی ہیرا جی صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۶) حسین بھائی شیخ علی صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۷) رجب ولد ڈون صاحب قصائی پاڑہ ضلع تھانہ (۸) دھاندار صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۹) غلام حسین بانجی صاحب قصائی پاڑہ ضلع تھانہ (۱۰) سلطان حسین صاحب قصائی پاڑہ ضلع تھانہ (۱۱) فخر الدین رمضان صاحب قصائی پاڑہ کورلا ضلع تھانہ (۱۲) محمد نصیر احمد صاحب سپروائزر جی آئی پی ریلو کورلا ضلع تھانہ میزان للعہ

## ۴- صوبہ دلی

ممبران (۱) مولوی محمد بشیرالدین احمد صاحب کھاری باؤلی (۲) خواجہ غلام السبطین صاحب

منیجر ہندوستانی دواخانہ (۳) محمد نقیر صاحب ڈفرن برج میزان صعہ

## ۵۔ صوبہ بنگال

ممبران (۱) شیخ محمد ابراہیم صاحب ولد حاجی قادر بخش صاحب تاجر چرم چینا پاڑہ نمبر ۳ کلکتہ لائف ممبر (۲) فیاض الدین صاحب ۲۹ بینا پوکھر روڈ ڈاک خانہ انیٹلی کلکتہ (۳) مسٹر عبد الکریم صاحب انسپکٹر مدارس رانچی (۴) ڈاکٹر عبد الباری صاحب صدیقی پروفیسر عربی ڈھاکہ یونیورسٹی ڈھاکہ (۵) فدا علی خاں صاحب میزان عصہ

## ۶۔ صوبہ مدراس

ممبران (۱) منشی عبد الحکیم صاحب وائس پریسیڈنٹ ایجوکیشنل ایسوسی ایشن مدراس لائف ممبر (۲) مسٹر جسٹس عبد الرحیم صاحب مدراس لائف ممبر (۳) محمد حسن صاحب صدیقی کڈپہ لائف ممبر (۴) ولی اللہ پاشا صاحب نمبر ۱۳ مدراس لائف ممبر (۵) سیٹھ محمد موسیٰ صاحب نمبر ۳۲ گڈنگ گلی مدراس لائف ممبر (۶) مسٹر عبد الحمید حسن صاحب بی۔ اے ایل ایل بی مدراس میزان صہ

## ۷۔ صوبہ ممالک متوسط

ممبران (۱) خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب ڈپٹی کمشنر درگ (۲) سید احمد حسن صاحب بی۔ اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رائے پور (۳) ایم ای آر ملک صاحب ناگپور (۴) سید مصباح العثمان صاحب بی اے اکسٹرا اسسٹنٹ نرسنگ پور (۵) نواب محمد سلام اللہ خاں صاحب سی آئی ای دیولگھاٹ ضلع بلڈانہ۔ (۶) سید متین احمد صاحب بی اے ایل ایل بی واردھا میزان سعہ

# (۸) گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس ریاست ہائے ہندوستانی

| نمبر | نام ریاست | ممبران | | وزیٹران | | متفرق چندہ دہندگان | | میزان | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | تعداد | رقم | تعداد | رقم | تعداد | رقم | تعداد | رقم |
| ۱ | حیدرآباد دکن | ۳۲ | صہ/ | ۲ | للعہ/ | | | ۳۵ | للصہ/ |
| ۲ | بھوپال | ۱۸ | للعصہ/ | ۲۲ | لالللعصہ/ | | | ۴۰ | مالعصہ/ |
| ۳ | بھاول پور | ۱۲ | سہ/ | | | ۱ | لعصہ/ | ۱۳ | لعصہ/ |
| ۴ | گوالیار | ۱۲ | صہ/ | | | | | ۱۲ | صہ/ |
| ۵ | دیگر ریاست ہائے ہندوستانی | ۱۲ | صہ/ | | | ۱ | عہ/ | ۱۳ | لصہ/ |
| | میزان کل | ۸۶ | بیاعصہ/ | ۲۴ | مہللعصہ/ | ۲ | عصہ/ | ۱۱۳ | سالصہ/ |

# ۱۔ حیدرآباد دکن

ممبران (۱) نواب عماد جنگ بہادر متصل مدرسہ عالیہ حیدرآباد لائف ممبر (۲) مولوی محمد
حافظ علی صاحب وکیل درجہ اول سنگا ریڈی ضلع میدک حیدرآباد لائف ممبر (۳) مسٹر نارائن راؤ
صاحب وکیل درجہ اول سنگا ریڈی ضلع میدک حیدرآباد لائف ممبر (۴) نواب عماد الملک مولوی
سید حسین صاحب بلگرامی سی آئی ای حیدرآباد لائف ممبر (۵) نواب حیدر یار جنگ محمد اکبر
نذر علی صاحب بی اے ہوم سکرٹری حضور نظام حیدرآباد لائف ممبر (۶) حسن لطیف صاحب ڈویژنل
انجنیر حیدرآباد لائف ممبر (۷) مولوی محمد کرامت اللہ خاں صاحب ناظم تعمیرات حیدرآباد لائف ممبر
(۸) نواب مسعود جنگ سید راس مسعود صاحب ناظم تعلیمات حیدرآباد لائف ممبر (۹) خان فضل محمد
خاں صاحب پرنسپل گورنمنٹ سٹی ہائی سکول حیدرآباد لائف ممبر (۱۰) راجہ داس دیو صاحب
نواسہ راجہ دل سکھ رام صاحب بہادر مرحوم حیدرآباد لائف ممبر (۱۱) مسز سروجنی نائڈو صاحبہ حیدرآباد لائف ممبر
(۱۲) نواب فرید نواز جنگ بہادر نبیرہ نواب اقبال الدولہ بہادر مرحوم حیدرآباد لائف ممبر (۱۳) ہز ایکسلنسی
نواب لطافت جنگ بہادر معین المہام افواج سرکار عالی حیدرآباد لائف ممبر (۱۴) مولوی معظم علی صاحب
وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد لائف ممبر (۱۵) مولوی محمد غلام اکبر خاں صاحب جج ہائی کورٹ حیدرآباد لائف
ممبر (۱۶) نواب رسول یار جنگ بہادر انسپکٹر پائیگاہ آسمانجاہی و خورشید جاہی حیدرآباد لائف ممبر
(۱۷) نواب نظامت جنگ بہادر حیدرآباد لائف ممبر (۱۸) مولوی سید ابراہیم علی صاحب وکیل ہائی کورٹ
حیدرآباد لائف ممبر (۱۹) مولوی محمد فخر الدین صاحب صدر محاسب سرکار عالی حیدرآباد لائف ممبر (۲۰) مسٹر
دتو ہری صاحب کنٹرکٹر حیدرآباد لائف ممبر (۲۱) نواب مرزا یار جنگ مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب
چیف جسٹس حیدرآباد لائف ممبر (۲۲) سید نور الباقی صاحب جاگیردار حیدرآباد لائف ممبر (۲۳) نواب
ممتاز جنگ بہادر تعلقہ دار راحت منزل حیدرآباد (۲۴) مولوی محمد امین الحسن صاحب جج حیدرآباد۔
(۲۵) مولوی سید محمد حسین صاحب نائب ناظم تعلیمات حیدرآباد (۲۶) مولوی علی الدین حسن صاحب
نوبت پہاڑ حیدرآباد (۲۷) مولوی سید محی الدین احمد صاحب ترپ بازار حیدرآباد (۲۸) مولوی محمد
عبدالوہاب صاحب عندلیب ایڈیٹر رسالہ واعظ حیدرآباد (۲۹) محمد اکبر عالم صاحب محلہ غازیپور گلبرگہ
(۳۰) مولوی محمد احمد صاحب خالدی وکیل حیدرآباد (۳۱) مولوی شیخ محبوب صاحب وکیل ہائی کورٹ
گلبرگہ (۳۲) مولوی رجب علی صاحب وکیل ہائی کورٹ گلبرگہ (۳۳) مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے

آنریری سکرٹری انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد لائف ممبر میزان صـ۹ ؍ وزیٹران (۱) محمد عبدالرب صاحب کوکب ہیڈماسٹر مڈل سکول مغل گدا و ایڈیٹر رسالہ اتالیق حیدرآباد (۲) مولوی حسام الدین صاحب حاکم شاہ علی بنڈا حیدرآباد میزان للعہ ؍

## ۲- بھوپال

**ممبران** (۱) سید مرتضےٰ علی صاحب جج ہائی کورٹ محلہ شاہجہان آباد (۲) مولوی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ (۳) سید عبدالمجید صاحب ہیلتھ افیسر (۴) محمد محمود علی خاں صاحب محلہ شاہجہان آباد۔ (۵) کرنل عبدالقیوم خاں صاحب ملٹری سکرٹری (۶) وزیر احمد صاحب بی اے کمشنر اکسائز و سایر (۷) سید لیاقت علی صاحب چیف جسٹس (۸) مولوی سخاوت حسین صاحب پرائیویٹ سکرٹری سرکار عالیہ (۹) مسٹر دوسا بھائی صاحب ایجنٹ افیون عـہ ؍ (۱۰) عبدالغفور خاں صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کامرس (۱۱) رؤف محمد خاں صاحب جاگیردار اسسٹنٹ کمشنر سایر (۱۲) سعید محمد خاں صاحب انسپکٹر جنرل خفیہ پولیس (۱۳) مولوی محمد سلام الدین صاحب جج ہائی کورٹ (۱۴) محمد اکرم صاحب انسپکٹر جنرل پولس (۱۵) سید نیاز احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس (۱۶) خان صاحب واجد علی خاں صاحب سکرٹری کامرس (۱۷) مولوی مفتی انوارالحق صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم (۱۸) مشتاق علی خاں صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر پولس ضلع دیوری جنوب **میزان** طلعہ ؍ **وزیٹران** (۱) محمد اسحٰق صاحب معرفت محمد امین صاحب مہتمم تاریخ (۲) سید ماجد حسین صاحب ریونیو کمشنر (۳) خان بہادر عالی قدر عبدالرؤف خاں صاحب جاگیردار (۴) مولوی محمد عبدالغفور صاحب بی اے جوڈیشل سکرٹری (۵) سید عبدالکریم صاحب بی اے ایل ایل بی (۶) محمد رشید خاں صاحب وکیل (۷) مولوی محمد شکراللہ صاحب سکرٹری حضور نواب زادہ افتخار الملک بہادر (۸) منشی غنی احمد صاحب اسسٹنٹ سکرٹری سرکار عالیہ (۹) منشی عزیز الحسن صاحب انسپکٹر سایر (۱۰) منشی کچھمی سدن صاحب ڈپٹی انسپکٹر سایر (۱۱) منشی عبدالشکور صاحب انسپکٹر (۱۲) منشی اقبال احمد صاحب انسپکٹر (۱۳) منشی نیاز محمد خاں صاحب انسپکٹر سایر اشٹمپ (۱۴) محمد مقصود صاحب اسسٹنٹ کمشنر سایر (۱۵) محمد فاروق صاحب اکسائز انسپکٹر (۱۶) آبرو بیگم صاحبہ سکرٹری لیڈیز کلب احمدآباد (۱۷) عبدالرؤف صاحب محرر جوڈیشل تحصیل دیوری (۱۸) ممتاز علی خاں صاحب اسسٹنٹ ریونیو سکرٹری (۱۹) محمد عبدالقادر صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر (۲۰) ابن علی صاحب سب انسپکٹر پولس کوتوالی ضلع مشرق (۲۱) تمیزالدین صاحب افسر دوم پولس دیوری ضلع جنوب (۲۲) منشی عبدالرشید خاں صاحب دفتر محکمہ تعلیمات **میزان** للعہ ؍

## ۳- بھاول پور

ممبر (۱) میجر نواب طالب مہدی خاں صاحب بہادر چیف منسٹر (۲) خان صاحب مولوی محمد دین صاحب بی اے
سابق ممبر کونسل (۳) صاحبزادہ غلام بہاؤالدین صاحب عباسی سب جج (۴) منشی محمد امیر خاں صاحب ڈائرکٹر
لینڈ ریکارڈس (۵) منشی محمد اکبر خاں صاحب بی اے ایل ایل بی جوڈیشل سکرٹری (۶) شیخ حفیظ اللہ صاحب
بی اے ایل ایل بی انسپکٹر مدارس (۷) مولوی عبدالرشید خاں صاحب ایم اے منصف (۸) حاجی فتح محمد خاں صاحب
بی اے ہیڈ کلرک دفتر دربار (۹) شیخ عبدالخالق صاحب منصف (۱۰) مولوی محمد رمضان خاں صاحب سررشتہ دار
چیفکورٹ (۱۱) مولوی منظور حسن صاحب بی اے محافظ دفتر چیف کورٹ (۱۲) مولوی محمد سراج الدین صاحب
جج چیف کورٹ میزان ۵ متفرق چندہ (۱) متفرق چندہ معرفت مولوی سراج الدین صاحب ۵

## ۴- گوالیار

ممبر (۱) سردار بالا صاحب بیتولے جاگیردار لائف ممبر (۲) پنڈت اقبال نراین صاحب ہکسر چھاونی مرار لائف
ممبر (۳) میجر جنرل راؤ راجہ گنپت راؤ صاحب راجواڑہ شیر خاص مہاراجہ سیندھیا لشکر لائف ممبر (۴) مولوی
سعدالدین حیدر صاحب جج ہائی کورٹ محلہ دانا اولی لشکر (۵) مولوی لیاقت اللہ صاحب بی اے وکیل ہائیکورٹ
محلہ دانا ولی لشکر (۶) کپتان احمد خاں صاحب تاباں سپرنٹنڈنٹ ریزرو پولس لشکر (۷) محمد مقبول الزماں صاحب وکیل
ہائی کورٹ محلہ دانا ولی لشکر (۸) منظفر محمد خاں صاحب جنرل کنٹرکٹر محلہ بہار خانہ لشکر (۹) کپتان محمد نبی خاں صاحب محلہ دانا ولی
لشکر (۱۰) سید منظور علی صاحب وکیل ہائی کورٹ محلہ دانا ولی لشکر (۱۱) ضیا عباس صاحب ضیا بونڈری آفیسر محلہ
دانا ولی لشکر (۱۲) صاحبزادہ شہزاد احمد خاں صاحب صوبہ ضلع گرد ۵ میزان ۵

## ۵- ریاست ہائے متفرق

ممبران۔ (۱) سید عبداللہ شاہ صاحب بی اے فارن منسٹر ریاست مالیر کوٹلہ لائف ممبر (۲) نواب محمد عبدالسلام
خاں بہادر رٹائر سب جج ریاست رام پور (۳) مولوی نذیر احمد صاحب بی اے چیف جج سرینگر (۴) چودہری خوشی محمد خاں صاحب
صاحب بی اے گورنر سرینگر (۵) شیخ عبدالعزیز صاحب وکیل جموں (۶) سردار سمندر خاں صاحب جنرل جموں -
(۷) مولوی الطاف حسین خاں صاحب دیوان ریاست منگرول (۸) خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب دیوان
ریاست دتیا (۹) شیخ محمد حیات صاحب چیف انجنیر میواڑ فیکٹری اودے پور ۵ (۱۰) نواب محمد اکرم علی خاں صاحب
رئیس وصولپور (۱۱) سید عبدالرحمن صاحب سوداگر بیپاڑ ریاست جودھپور لائف ممبر (۱۲) مسٹر عباس طیب جی صاحب
پنشنر جج ریاست بڑودہ لائف ممبر میزان ۵ متفرق چندہ دہندگان (۱) قاضی عبدالحکیم صاحب جموں

# بیلنس شیٹ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ بابت سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء

## آمدنی

| نمبر سلسلہ | مدات | رقم: پائی | رقم: آنہ | رقم: روپیہ | میزان: پائی | میزان: آنہ | میزان: روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | باقیات لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء | | | | | | |
| | ۱- سیٹھ موسیٰ فنڈ } بتحویل مسلم یونیورسٹی | ۰ | ۸ | ۱۳۸۴ | | | |
| | ۲- رقومات امانت } بتحویل مسلم یونیورسٹی | ۱۱ | ۱۵ | ۳۰۰ | | | |
| | ۳- کانفرنس فنڈ } بتحویل مسلم یونیورسٹی | ۱ | ۳ | ۷۲۸۰ | ۰ | ۱۱ | ۸۹۶۵ |
| | رقم برائے اخراجات متفرق تحویل سپرنٹنڈنٹ کانفرنس | | | | ۱۰ | ۱۳ | ۲۱۲ |
| | میزان | | | | ۱۰ | ۸ | ۹۱۷۸ |
| ۱ | گرانٹ مستقل | | | | | | |
| | ۱- گورنمنٹ نظام | | ۶ | ۵۹۸۷ | | | |
| | ۲- ریاست بھوپال | ۰ | ۰ | ۲۲۰۰ | | | |
| | ۳- ریاست بہاولپور | ۰ | ۰ | ۱۲۰۰ | | | |
| | ۴- ریاست محمودآباد | ۰ | ۰ | ۵۵۰ | | | |
| | ۵- نواب سر محمد مزمل اللہ خان بہادر | ۰ | ۰ | ۶۰۰ | ۰ | ۶ | ۱۰۵۳۷ |
| ۲ | آمدنی سرمایہ کانفرنس | | | | | | |
| | ۱- منافع وار بانڈس سنہ ۱۹۲۶ء معہ | ۰ | ۷ | ۲۰۹ | | | |
| | ۲- " " " " سنہ ۱۹۲۷ء | ۰ | ۴ | ۶۵۸ | | | |
| | ۳- " " " " سنہ ۱۹۲۸ء | ۰ | ۱۱ | ۱۶۴ | | | |

| نمبر شمار | مدات | رقم | | | میزان | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | پائی | آنہ | روپیہ | پائی | آنہ | روپیہ |
| | ۴۔ منافع وار بانڈس سنہ ۱۹۲۳ معہ | ۰ | ۰ | ۴۱۹ | ۰ | ۶ | ۱۴۵۱ |
| ۳ | چندہ کانفرنس | | | | | | |
| | ۱۔ چندہ کانفرنس سنہ ۱۹۲۲ء | ۱۱ | ۴ | ۱۲۵ | | | |
| | ۲۔ " " سنہ ۱۹۲۳ء | ۷ | ۷ | ۳۹۳۶ | ۶ | ۱۲ | ۴۰۶۱ |
| ۴ | چندہ لائف ممبری کانفرنس | | | | ۰ | ۰ | ۱۵۰۰ |
| ۵ | چندہ وظائف | | | | ۰ | ۰ | ۱۴۲۵ |
| ۶ | چندہ نمائش تعلیمی سنہ ۱۹۲۳ء | | | | ۲ | ۸ | ۲۷۵۷ |
| ۷ | چندہ امداد مکاتب اسلامی | | | | ۶ | ۳ | ۲۸۱ |
| ۸ | فیس طعام از ممبران کانفرنس سنہ ۱۹۲۳ء | | | | ۰ | ۱۲ | ۳۴۴ |
| ۹ | چندہ کانفرنس گزٹ | | | | ۰ | ۴ | ۴۳۵ |
| ۱۰ | واپسی رقم وظیفہ از طلبہ | ۳ | ۷ | ۲۶۳۲ | | | |
| | " " " از مولوی محمود احمد صاحب | ۳ | ۱۰ | ۲۷ | ۶ | ۱ | ۲۶۶۰ |
| ۱۱ | آمدنی کاشت | | | | ۰ | ۹ | ۸۴ |
| ۱۲ | قیمت مطبوعات کانفرنس | | | | ۰ | ۷ | ۱۱۸ |
| ۱۳ | قیمت ردی دفتر کانفرنس | | | | ۰ | ۱۴ | ۶ |
| ۱۴ | قیمت سامان کانفرنس باقی ماندہ اجلاس سنہ ۱۹۲۲ء | ۰ | ۰ | ۴ | | | |
| | " " " " " " سنہ ۱۹۲۳ء | ۳ | ۱ | ۹۴ | ۳ | ۱ | ۹۸ |
| ۱۵ | قیمت فرنیچر | | | | ۰ | ۵ | ۴ |
| ۱۶ | وصول قرضہ از اہلکاران | | | | | | |
| | ۱۔ منشی محمد نجم الدین صاحب | | | ۳۰ | | | |
| | ۲۔ مولوی حامد علی صاحب صدیقی | | | ۴۰ | | | |
| | ۳۔ مولوی انوار احمد صاحب | | | ۶۰ | | | |
| | ۴۔ منشی مسعود حسن صاحب | | | ۲۰ | | | |

| نمبر شمار | مدات | رقم | | | میزان | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | پائی | آنہ | روپیہ | پائی | آنہ | روپیہ |
| | ۵- جمال چپراسی | | | ۲۰ | ۰ | ۰ | ۱۷۰ |
| ۱۷ | وصول قرضہ فوگی مدارس اسلامی | | | | | | ۵۰ |
| ۱۸ | واپسی رقومات پیشگی | | | | ۱۱ | ۱ | ۲۹۱ |
| ۱۹ | واپسی رقومات برآمد شدہ جو بعد خرچ باقی بچ رہیں | | | | | | |
| | ۱- انعام اردو خوشخطی | ۰ | ۰ | ۸ | | | |
| | ۲- اجرت طبع کاغذات | ۰ | ۷ | ۴ | | | |
| | ۳- تنخواہ مالی و کمیرہ | | ۱۰ | | ۰ | ۱ | ۱۳ |
| ۲۰ | کمیشن وی پی | | | | ۰ | ۲ | ۷ |
| ۲۱ | رقومات امانت | | | | | | |
| | ۱- مدرسہ رامپور ضلع سہارنپور | ۹ | ۰ | ۲۶۶۶ | | | |
| | ۲- متفرق | ۹ | ۲ | ۳۸۲ | ۶ | ۳ | ۳۰۴۸ |
| ۲۲ | آمدنی متفرق | | | | ۰ | ۱۰ | ۹ |
| | میزان آمدنی بابت سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء | | | | ۴ | ۱۲ | ۲۹۳۵۵ |
| | باقیات سال گذشتہ | | | | ۱۰ | ۸ | ۹۱۷۸ |
| | میزان کل | | | | ۲ | ۵ | ۳۸۵۳۴ |

# خرچ

| نمبر شمار | مدات | رقم: پائی | آنہ | روپیہ | میزان: پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | عملہ دفتر کانفرنس | | | | | | |
| | ۱- تنخواہ | ۹ | ۶ | ۶۹۹۴ | | | |
| | ۲- بونس | ۴ | ۱ | ۳۸۵ | | | |
| | ۳- الاؤنس | ۰ | ۰ | ۲۳ | | | |
| | ۴- سفرخرچ | ۳ | ۱۵ | ۳۱ | ۴ | ۷ | ۷۴۳۴ |
| ۲ | معاوضہ بونس منشی محمد نجم الدین | | | | | | ۵۵ |
| ۳ | مستقل سفیر کانفرنس | | | | | | |
| | ۱- تنخواہ | ۰ | ۳ | ۴۲۸ | | | |
| | ۲- بونس | ۲ | ۳ | ۲۹ | | | |
| | ۳- الاؤنس | ۱۰ | ۹ | ۸۰ | | | |
| | ۴- سفرخرچ | ۶ | ۱ | ۱۳۰ | | | |
| | ۵- سائرخرچ | ۳ | ۱ | ۱ | ۹ | ۲ | ۶۶۹ |
| ۴ | عارضی سفیرانِ کانفرنس | | | | | | |
| | ۱- تنخواہ | ۳ | ۸ | ۸۹۵ | | | |
| | ۲- الاؤنس | ۲ | ۱۴ | ۳۱۴ | | | |
| | ۳- سفرخرچ | ۰ | ۱ | ۵۱۹ | | | |
| | ۴- سائرخرچ | ۹ | ۱۲ | ۱۶ | ۲ | ۴ | ۱۷۴۴ |
| ۵ | سفرخرچ علما و دیگر حضرات شرکت اجلاس کانفرنس | | | | ۰ | ۹ | ۳۱۸ |
| ۶ | سائرخرچ کانفرنس آفس | | | | | | |
| | ۱- ڈاک | ۰ | ۲ | ۶۴۱ | | | |

| نمبر شمار | مدات | رقم (روپیہ) | رقم (آنہ) | رقم (پائی) | میزان (روپیہ) | میزان (آنہ) | میزان (پائی) |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ۲-۱ اسٹیشنری | ۱۹۰ | ۲ | ۹ | | | |
| | ۳- متفرق سائر خرچ | ۱۸ | ۱۵ | ۰ | ۸۵۰ | ۳ | ۹ |
| ۷ | وظائف کانفرنس | ۲۰۰۵ | ۰ | ۰ | | | |
| | وظیفہ متعلمہ گرلز اسکول علی گڑھ | ۱۶۴ | ۰ | ۰ | ۲۱۶۹ | ۰ | ۰ |
| ۸ | امداد تعلیمی | | | | ۹۵ | ۰ | ۰ |
| ۹ | وظائف سیٹھ موسیٰ فنڈ | | | | ۱۸۲۳ | ۰ | ۰ |
| ۱۰ | اخراجات طبع رپورٹ کانفرنس | | | | ۳۲۱ | ۲ | ۰ |
| ۱۱ | " " کاغذات متفرق | | | | ۲۸۶ | ۱۴ | ۶ |
| ۱۲ | چندہ اخبارات و رسائل تعلیمی | | | | ۵۲ | ۲ | ۰ |
| ۱۳ | اخراجات ڈاک متعلق واپسی رقومات وظیفہ | | | | ۳۲ | ۸ | ۶ |
| ۱۴ | خرید کتب برائے لائبریری کانفرنس | | | | | | |
| | ۱- انگریزی | ۱۶۰۹ | ۲ | ۰ | | | |
| | ۲- علوم مشرقی | ۶ | ۱۲ | ۰ | ۱۶۱۵ | ۱۴ | ۰ |
| ۱۵ | جلدبندی کتب | | | | ۱۲۰ | ۱۳ | ۰ |
| ۱۶ | خرید سامان تعلیمی | | | | ۱۱۶۱ | ۱۵ | ۰ |
| ۱۷ | امداد اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ | | | | ۲۵۰ | ۰ | ۰ |
| ۱۸ | معائنہ مدارس اسلامی | | | | ۲۶ | ۰ | ۹ |
| ۱۹ | امداد فیمیل سیکشن | | | | ۲۵۰ | ۰ | ۰ |
| ۲۰ | لگان اراضی سلطان جہاں منزل | | | | ۷۵ | ۰ | ۰ |
| ۲۱ | معاوضہ دفتر چیف اکونٹنٹ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ | | | | ۲۰۰ | ۰ | ۰ |
| ۲۲ | اخراجات باغ و کاشت سلطان جہاں منزل | | | | | | |
| | ۱- تنخواہ مالی و کمیرہ | ۴۲۷ | ۵ | ۶ | | | |
| | ۲- اخراجات متعلق نرگاوان | ۹۱ | ۷ | ۰ | | | |

| نمبر سلسلہ | مدات | رقم پائی | رقم آنہ | رقم روپیہ | میزان پائی | میزان آنہ | میزان روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ۳- خرید گملہ و درختان | ۰ | ۱۱ | ۳۶ | | | |
| | ۴- متفرق اخراجات باغ | ۶ | ۹ | ۲۵ | | | |
| | ۵- اخراجات کاشت | ۳ | ۴ | ۴ | ۳ | ۵ | ۵۸۵ |
| ۲۳ | کانفرنس گزٹ | ۳ | ۰ | ۱۰۹۲ | | | |
| | انعام تحریر مضامین کانفرنس گزٹ | ۰ | ۲ | ۱۰ | ۳ | ۲ | ۱۱۰۲ |
| ۲۴ | مرمت | | | | ۰ | ۱۱ | ۱۰۸ |
| ۲۵ | اخراجات متعلق اجلاس کانفرنس سنہ ۱۹۲۲ء | | | | ۰ | ۰ | ۶۶ |
| ۲۶ | " " " " " سنہ ۱۹۲۳ء | | | | ۶ | ۱۳ | ۳۱۳۲ |
| ۲۷ | اخراجات طعام مہمانان کانفرنس متعلق اجلاس سنہ ۱۹۲۳ء | | | | ۰ | ۱۴ | ۵۹۷ |
| ۲۸ | اخراجات نمائش تعلیمی سنہ ۱۹۲۳ء | ۹ | ۲ | ۸۴۸ | | | |
| ۲۹ | انعام نمائش تعلیمی سنہ ۱۹۲۳ء | ۰ | ۸ | ۱۲۵ | | | |
| ۳۰ | انعام نمائش زنانہ | ۰ | ۴ | ۵۱ | ۹ | ۱۴ | ۱۰۲۴ |
| ۳۱ | انعام اُردو و خوشخطی | | | | - | ۱۲ | ۴۴ |
| ۳۲ | تنخواہ مؤلف وقار حیات | | | | ۰ | ۹ | ۸۲۵ |
| ۳۳ | فرنیچر سلطان جہاں منزل | | | | ۰ | ۰ | ۱۱۲ |
| ۳۴ | امداد مکاتب اسلامی | | | | ۰ | ۰ | ۹۳۱ |
| ۳۵ | تیاری وردی چپراسی کانفرنس | | | | ۰ | ۱ | ۲۱ |
| ۳۶ | اخراجات تعلیم بالغان | | | | ۶ | ۱۰ | ۲۰ |
| ۳۷ | قرض اہلکاران کانفرنس کو | | | | | | |
| | ۱- منشی محمد نجم الدین | | | ۳۰۰ | | | |
| | ۲- منشی مسعود حسن صاحب | | | ۱۵۰ | | | |
| | ۳- جمال | | | ۲۰ | | | |
| ۳۸ | قرض مدارس اسلامی | | | | ۰ | - | ۵۰ |

| نمبر | مدات | رقم پائی | رقم آنہ | رقم روپیہ | میزان پائی | میزان آنہ | میزان روپیہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۹ | واپسی رقومات امانت | | | | | | |
| | ۱- مدرسہ رام پور ضلع سہارنپور | ۹ | ۵ | ۲۴۲ | | | |
| | ۲- متفرق | ۰ | ۵ | ۱۳ | ۹ | ۱۰ | ۲۵۵ |
| ۴۰ | رقومات پیشگی | | | | ۰ | ۰ | ۳۴۵ |
| ۴۱ | واپسی چندہ کانفرنس سنہ ۱۹۲۳ء | | | | ۰ | ۰ | ۲ |
| ۴۲ | اخراجات متفرق | | | | ۶ | ۱۱ | ۸۹ |
| | میزان اخراجات بابت سنہ ۱۹۲۳-۲۴ء | | | | ۳ | ۹ | ۲۹۳۱۵ |
| | باقی لغایت آخر مارچ سنہ ۱۹۲۴ء تحویل مسلم یونیورسٹی | ۸ | ۸ | ۸۹۹۵ | | | |
| | سپرنٹنڈنٹ کانفرنس | ۳ | ۳ | ۲۲۳ | ۱۱ | ۱۱ | ۹۲۱۸ |
| | میزان کل | | | | ۲ | ۵ | ۳۸۵۳۴ |

(دستخط) محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی
آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ

# رپورٹ جانچ حسابات کانفرنس

## بابت سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا حساب یکم اپریل سنہ ۱۹۲۳ء سے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء تک کا جانچ کیا گیا کیش بک کی آمدنی کا مقابلہ اُن رسیدات سے کیا گیا جو دفتر کانفرنس سے چندہ دہندگان و دیگر معاونین کو بھیجی گئی ہیں۔ اور اخراجات کا مقابلہ فرداً فرداً اُن واؤچرس سے کیا گیا جن پر احکام سپرنٹنڈنٹ و جائنٹ سکرٹری یا سکرٹری کانفرنس کے تھے اور جن کے ہمراہ رسیدات روپیہ پانے والوں کی تھیں۔ اس امر کو بھی دیکھ لیا کہ تمام اخراجات بجٹ کے اندر تھے جس کو ممبران کانفرنس کمیٹی نے پاس کیا تھا۔ واؤچرس بترتیب لگے ہوئے تھے جس سے جانچ میں کچھ دقت پیش نہیں آئی اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ کانفرنس کا حساب ازروئے کتب جو میرے سامنے پیش کی گئیں صحیح ہے۔

کل آمدنی بابت سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء ۴-۱۲-۲۹۳۵۵ ہوئی اور یکم اپریل سنہ ۱۹۲۳ء کو نقد تحویل مسلم یونیورسٹی ۰-۱۱-۸۹۶۵، اور تحویل سپرنٹنڈنٹ کانفرنس ۱۰-۱۳-۲۱۲ تھی، جس کی کل میزان ۲-۵-۳۸۵۳۴ ہوئی

کل خرچ تمام مدات کا ۳-۹-۲۹۳۱۵ تھا، اس لئے بتاریخ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء ۱۱-۲۱۸-۹ بقایا تھی۔ جس میں سے ۸-۸-۸۹۹۵ تحویل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور ۳-۳-۲۲۳ تحویل سپرنٹنڈنٹ کانفرنس تھی۔

مسلم یونیورسٹی کی کتابوں میں جو رقم بقایا کانفرنس درج ہے اُس کی تعداد ۰-۴-۸۹۹۵ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک چک کا کمیشن ۸ مسلم یونیورسٹی کی خرچ میں پڑا ہے اور دفتر کانفرنس میں یہ خرچ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کے بعد ڈالا گیا ہے۔

علاوہ رقم مذکورۂ بالا کے مفصلہ ذیل پرامیسری نوٹ اور وار بانڈس مسلم یونیورسٹی کی تحویل میں تھے

| | |
|---|---|
| ۳ ½ فیصدی پرامیسری نوٹ | ۱۶۱۵۰۰-۰-۰ |
| ۵ ½ " وار بانڈس | ۶۰۰۰۰-۰-۰ |
| ۶ " " | ۲۵۰۰۰-۰-۰ |
| میزان | ۲۰۲۵۰۰-۰-۰ |

(دستخط) سید عبدالباقی چیف اکونٹنٹ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۳۰ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء

یعنی

## رزولیوشن ہائے منظور کردہ پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ متحدہ

جن کی اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ بمبئی میں تائید ہوئی

۱- اس وقت مکاتب کا تعلق ڈسٹرکٹ بورڈ ومیونسپل بورڈ کے سپرد کر دیا گیا ہی جن کو مکتبوں سے بالکل دلچسپی نہیں ہی اور اکثر مقامات میں مسلمانوں کی خاطر خواہ نیابت نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی مدارس ومکاتب کی ترقی کی طرف کافی توجہ نہیں کی جاتی اور جو روپیہ کہ گورنمنٹ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو عام تعلیم کے لئے دیتی ہی۔ اس سے مسلمانوں کی تعلیم کو کافی حصہ نہیں پہنچتا۔ اس لئے اس کانفرنس کی رائے میں مکاتب کی تعلیم کا انتظام براہ راست گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ انسپکٹر مدارس کا دفتر صدر دفتر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم سے ملحق ہو اور جب تک کہ یہ رزولیوشن منظور ہو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ذیل ترمیمات موجودہ نظام میں ہونا ضروری ہیں۔

الف- حسب رزولیوشن نمبر تین ۱۱۶۱ مورخہ ۲۵ ؍ اگست ۱۹۱۴ء ایک مسلمان انسپکٹر جس کا کہ رتبہ ڈویژنل انسپکٹر کے برابر تھا اسلامی مکاتب کی نگرانی اور توسیع کے لئے مقرر ہوا تھا۔ مگر مالی مشکلات کی وجہ سے یہ کام ایک ڈویژنل انسپکٹر کی سپرد کر دیا گیا۔ اس سے اسلامیہ مدارس ومکاتب کی خاطر خواہ توسیع وترقی نہ ہوسکی۔ چونکہ ڈویژنل انسپکٹر کے پاس کافی وقت تمام صوبے کے مکاتب کو دیکھنے کا نہیں ہے۔ اس لئے یہ کانفرنس زور کے ساتھ سفارش کرتی ہے کہ مدارس ومکاتب اسلامیہ کے لئے حسب رزولیوشن گورنمنٹ سر جیمس مسٹن مثل سابق کے جداگانہ انسپکٹر مقرر کیا جاوے اور اس کام کو ڈویژنل انسپکٹر یا انسپکٹر عربی مدارس کے سپرد نہ کیا جائے۔

ب- یہ کانفرنس گورنمنٹ صوبہ متحدہ سے حسب ذیل استدعا کرتی ہی۔
حال میں کمیٹی تخفیف نے محمڈن ڈپٹی انسپکٹروں کی تخفیف کی سفارش کی ہے۔ چونکہ اس سے مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم کو نقصان پہنچے گا۔ لہذا اُسے نامنظور کرکے اُنھیں قائم رکھا جاوے اور

اُن عہدوں کو جلد سے جلد مستقل کر دیا جائے۔

ج - یہ کانفرنس گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ دفعہ ۳۳ - مندرجہ گورنمنٹ گزٹ۔ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۴ء سے حسب ذیل الفاظ نکال دئے جاویں "لیکن سارٹیفکٹ سے فقط مکتبوں میں ملازمت کا حق ہوگا" کیونکہ ان الفاظ کے موجود رہنے سے یہ امتحان اور سارٹیفکٹ دونوں بیکار ہوئے جاتے ہیں۔

د - گزٹ مذکور کی دفعہ ۴ میں لفظ "اگر" کی موجودگی سے ضلع کی مکتب کمیٹی کا قیام ڈسٹرکٹ بورڈ کی مرضی پر منحصر ہو گیا ہے۔ اس کانفرنس کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر ان کا تقرر بورڈوں کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا تو وہ وقت جلد آنے والا ہے کہ کوئی مکتب کمیٹی قائم نہ رہے گی اور ہیرس سسٹم کی اسکیم تمام و کمال عملاً منسوخ ہو جاوے گی۔ اس لئے "اگر" کا لفظ خارج فرمایا جاوے۔

ہ - ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ میں محمڈن ایجوکیشنل کمیٹی کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ کی اس دفعہ کو جس میں مختلف کمیٹیوں کا ذکر ہے بقدر ضرورت ترمیم کیا جاوے اور اس کمیٹی کا انعقاد بورڈوں کے لئے ہر ضلع میں لازم کر دیا جاوے۔

و - اس کانفرنس کی رائے ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ محمڈن ایجوکیشنل کمیٹی کی حیثیت قانوناً وہی قرار دی جاوے جو ڈسٹرکٹ بورڈ کی تعلیمی کمیٹی کی ہے اور وہی اختیارات ڈسٹرکٹ مکتب کمیٹی کو عطا کئے جاویں جو ڈسٹرکٹ بورڈ کی تعلیمی کمیٹی کو حاصل ہیں اور اس کے فیصلے براہ راست ڈسٹرکٹ بورڈ کے اجلاس میں پیش ہوا کریں۔

ز - اس کانفرنس کی رائے ہے کہ مدارس و مکاتب کا اجرا یا شکستگی اور اُن کی امداد بغیر منظوری ڈسٹرکٹ مکتب کمیٹی اور عملوں میں تغیر و تبدل بغیر مشورہ ڈسٹرکٹ بورڈ محمڈن ایجوکیشنل کمیٹی کے نہ کیا جاوے۔

ح - یہ کانفرنس گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ وہ ایسا انتظام کرے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا بجٹ بنانے کے وقت ڈسٹرکٹ مکتب کمیٹی سے مشورہ کر لیا جاوے کہ امداد مکاتب اور اسلامیہ اسکولوں کے لئے مصارف کی رقم کا تعین کر کے بھیجدے اور اس مشورہ کے بعد ایک خاص رقم گورنمنٹ گرانٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے فنڈ سے ان مدات کے لئے مخصوص کر دی جاوے۔

ط یہ کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ میونسپل بورڈ ایکٹ میں اگر ضرورت ہو تو ترمیم کی جاوے اور میونسپل بورڈوں کے لئے لازم کیا جاوے کہ وہ بھی مثل ڈسٹرکٹ بورڈ کے

(الف) اسلامیہ مدارس و مکاتب کے واسطے اپنے بجٹ میں جداگانہ رقم معین کریں۔

(ب) اسلامیہ مدارس و مکاتب قائم کریں۔ جن کا معائنہ مسلمان افسران معائنہ کے متعلق ہو۔

(ج) ڈسٹرکٹ بورڈ کی محمدن ایجوکیشنل کمیٹی کے مثل میونسپل بورڈ بھی کمیٹی قائم کرے جو ان اسلامیہ مدارس و مکاتب کی نگرانی اور اُن کی ترقی و توسیع کے لئے مشورے دیا کرے۔

۲۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے مختلف شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اندرونِ ملک یا بیرونِ ملک جو وظائف منجانب گورنمنٹ دیئے جاتے ہیں ان میں مسلمانوں کا تناسب مقرر کیا جائے۔

۳۔ اس کانفرنس کی رائے ہے کہ سررشتہ تعلیم میں جو درسی کتابیں دیسی زبان میں پڑھائی جاویں اُن کی اُردو و ہندی ایڈیشن کی زبان ایک ہو اور ہندی کے ایسے غیر مانوس الفاظ جو عام طور پر نہیں بولے جاتے اُن کے ہم معنی فارسی یا عربی کے الفاظ بریکٹ میں لکھے جاویں۔ علیٰ ہذا جو عربی یا فارسی کے ایسے الفاظ مروج ہیں جو عوام ہنود کی بول چال میں داخل نہیں۔ ان کے ہم معنی ہندی الفاظ بریکٹ میں لکھ دیے جاویں۔ تاکہ زبان کے جھگڑے کی وجہ سے ترقی تعلیم میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے وہ دور ہو۔

۴۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ کی خدمت میں استدعا کرتی ہے کہ اسلامیہ اسکولوں کی تعلیم میں وہی ریڈریں داخل ہونا لازم قرار دی جاویں جو مکاتب کی تعلیم کے لئے منظور ہوں۔

۵۔ گورنمنٹ صوبہ متحدہ کی کونسل نے حال میں قانون وقف کا نفاذ منظور فرمایا ہے۔ اس کی نسبت کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ اُس کا نفاذ جلد کیا جاوے۔ اور انتظامی عہدہ داروں کی معرفت ہر مقام کے اوقاف کی فہرستیں۔ مع اُن کے مختصر ضروری حالات کے تیار کرائی جاویں اور اُن کی نقلیں قومی انسٹی ٹیوشنوں کو مل سکیں۔

۶۔ اس کانفرنس کی رائے میں یہ نہایت اہم اور ضروری ہے کہ سررشتہ تعلیم کے صدر مقام میں ایک مسلمان اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیم مقرر ہو۔

۷۔ ہائی اسکول انٹرمیڈیٹ بورڈ میں اور اُس کی سب کمیٹیوں میں مسلمان ممبروں کی تعداد

بہت کم ہے۔ ممتحن مقرر کرنے والی۔ کورس مقرر کرنے والی اور اسکولوں کا الحاق منظور کرنے والی جماعتوں میں ایک بھی مسلمان ممبر نہیں ہے اور اس سے عملاً مسلمانوں کے حقوق کی پائمالی ہوتی ہے اس لئے کانفرنس کی رائے ہی کہ انٹرمیڈیٹ اور ہائی اسکول کا ایکٹ اس طرح ترمیم کیا جاوے کہ اس میں کافی تعداد مسلمانوں کی ہوا ور ہر ایک سب کمیٹی میں کم از کم ایک مسلمان ممبر ضرور مقرر کیا جاوے۔

۸۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ کے اس طریقۂ امداد کو مضر سمجھتی ہے جو اس طرح پر مقرر کیا گیا ہے کہ جس قدر رقم کوئی انسٹی ٹیوشن فراہم کر دے۔ اُس کی برابر گورنمنٹ بھی عطیہ دے گی۔ بلکہ اصول گرانٹ کا یہ ہونا چاہیئے کہ جو انسٹی ٹیوشن فی الحقیقت مفید کام کر رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے اور نہ وہ سرمایہ جمع کرسکتی ہے اُس کو گورنمنٹ بعد تحقیقات مناسب کافی امداد عطا کرے۔

۹۔ اصول نیابت قومی جس کا عملدرآمد ریفارم اسکیم اور میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ ہر جگہ ہی وہی طریقہ عام تعلیمی انتظامیہ کمیٹیوں میں یعنی انٹرمیڈیٹ ہائی اسکول بورڈ اور اُس کی انتظامیہ کمیٹیوں اور یونیورسٹی اور اُس کی انتظامیہ کمیٹی اور ٹکسٹ بک کمیٹی ایجوکیشنل بورڈ وغیرہ میں کیا جاوے۔

۱۰۔ اس کانفرنس کی رائے میں ضروری ہے کہ مثل اور صوبوں کے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ہر مدارج کی تعلیم گاہوں میں خاص وظائف مقرر کئے جاویں۔

۱۱۔ اسلامیہ مکاتب و مدارس کے معائنہ کرنے کا حق صرف مسلم افسران معائن اور مسلم ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ کو حاصل رہے۔

۱۲۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہی کہ ڈپٹی انسپکٹران اسلامیہ مدارس کا تعلق براہ راست انسپکٹر اسلامیہ مدارس صوبۂ متحدہ سے رکھا جائے تاکہ وہ اپنے مخصوص فرائض کو آزادی کے ساتھ انجام دے سکے۔

۱۳۔ ضلع کے ڈپٹی انسپکٹران کی تعداد میں مسلمانوں کی اقلیت کو اس طریقے سے دور کیا جاوے کہ ان کے عہدوں کی تعداد بہ اعتبار مسلمانوں کی مردم شماری اور ان کی خاص ضروریات کے معین کر دی جاوے۔

# پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

## اجلاس کیمبل پور

### رزولیوشن ہائے منظور کردہ پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ پنجاب

جن کی اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ بمبئی میں تائید ہوئی

۱۔ اس کانفرنس کی رائے میں اُردو کی تعلیم کی طرف اس صوبہ میں جس قدر توجہ ہونی چاہیئے نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کانفرنس امور ذیل کی طرف سررشتۂ تعلیم پنجاب کی توجہ منعطف کرتی ہے۔

الف۔ تعلیم اُردو کی مناسب اور موثر نگرانی کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحبان کو متوجہ کیا جائے۔

ب۔ اُردو کا نصاب تعلیم زیادہ دلچسپ اور موزوں بنایا جائے۔

ج۔ سیکنڈری ڈپارٹمنٹ میں اُردو پڑھانے والے اُستاد ایسے مقرر کئے جائیں جو یونیورسٹی کے اُردو امتحانات پاس کر چکے ہوں۔ یا ایسے منشی فاضل اور مولوی فاضل ہوں جو یونیورسٹی کے جدید قواعد کے مطابق اُردو کے زائد پرچے پاس کر چکے ہوں۔

د۔ نارمل مدارس میں اُردو کی تعلیم کو اہمیت دی جائے۔

ہ۔ اُردو کتابوں کا مناسب اور کافی ذخیرہ طلبا کے مطالعہ کے لئے لائبریریوں میں رکھا جائے۔ اور طلبہ کو مطالعہ کی ترغیب دی جائے۔

و۔ اُردو کی خوشخطی کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ اور تقسیم انعامات اور دیگر وسائل سے لڑکوں کو خوشخطی کی طرف مائل کیا جائے۔

۲۔ یہ کانفرنس اپنی سابقہ رائے کا اعادہ کرتی ہے کہ سنیٹ پنجاب یونیورسٹی اور اس کی ماتحت کمیٹیوں میں مسلمانوں کی نیابت بالکل ناکافی اور غیر مؤثر ہے۔ موجودہ کمی کو پورا کرنے کا سوائے اس کے کوئی طریقہ نہیں کہ مسلمانوں کو جداگانہ قومی نیابت کا حق دیا جائے۔ اس لئے یہ کانفرنس گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بڑے زور سے درخواست کرتی ہے کہ انڈین یونیورسٹیز ایکٹ کو اس طرح ترمیم کیا جائے کہ پنجاب یونیورسٹی میں منتخب شدہ عنصر زیادہ ہو۔ اور مسلمانان پنجاب کے قائم مقام حسب تناسب آبادی

بذریعہ علیحدہ ایلکٹریٹ کے منتخب ہوا کریں۔ نیز جب تک اس تجویز پر عمل درآمد نہ ہو سکے۔ مسلمان ممبروں کی کمی کو بذریعہ نامزدگی پورا کیا جائے۔ نیز یہ کانفرنس مسلمان ممبران کونسل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ایکٹ مذکور کو ترمیم کرانے کے لئے کونسل میں کوشش کریں۔ نیز سربرآوردہ اصحاب کا ایک وفد ہزاکسیلینسی گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی توجہ اس اہم معاملہ کی طرف منعطف کرے نیز اس کانفرنس کی رائے میں ضروری ہے کہ لیجسلیٹو کونسل کی نیابت کے لئے باری باری ایک دفعہ مسلم اور ایک دفعہ غیر مسلم ممبر ہوا کرے۔

۳۔ مسلمانوں کی تعلیمی اور مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ جلسہ قرار دیتا ہے کہ

(۱) پنجاب کے تمام اضلاع میں جن میں کہ سرحدی اضلاع بھی شامل ہیں۔ سال بسال یکے بعد دیگرے پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہوا کرے۔

**نوٹ**۔ اگر دورانِ سال میں کسی ضلع سے دعوت آئے تو کانفرنس کا اجلاس دوران سال میں بھی ہو سکے گا۔

(۲) ہر ایک ضلع جہاں کہ کانفرنس ہو کم از کم بیس ہزار روپیہ بعد منہائی اخراجات ضروریہ کانفرنس کے موقعہ پر جمع کرے۔

(۳) جمع شدہ روپیہ کا ایک حصہ کانفرنس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے مرکزی جماعت کو دیا جائے اور باقی روپیہ اُس ضلع کے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے مستقل سرمایہ کے طور پر کسی بنک وغیرہ میں جمع کیا جائے۔

۴۔ اس کانفرنس کی رائے میں نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ راولپنڈی ڈویژن کے مسلمانوں کی جنگی خدمات ان کی تعلیمی پستی اور اُن کے دردناک افلاس کا خیال کر کے مسلمانوں کے لئے فیسوں کی معافی کی تعداد کم از کم پچیس ۲۵ فیصدی مقرر کرے۔

۵۔ اس کانفرنس کی رائے میں ضروری ہے کہ جن علاقوں کی آبادی میں مسلمانوں کی کثرت ہے وہاں کے انسپکٹر صاحب اور مدرسین میں زیادہ تر مسلمان عہدہ دار مقرر کئے جاویں تاکہ مسلمانوں کی تعلیم کی کمی رفع ہو سکے۔ اور یہ کانفرنس پنجاب گورنمنٹ (وزارت تعلیم) کی خاص توجہ اس طرف مبذول کرتی ہے۔

۶۔ کیمبل پور کے ڈسٹرکٹ بورڈ اور اس ضلع کی میونسپل کمیٹیوں کی مالی حالت ایسی نہیں کہ انگریزی مدارس کی ضروریات کو اچھی طرح پورا کر سکیں۔ اس لئے یہ جلسہ پنجاب گورنمنٹ

(وزارت تعلیم) سے درخواست کرتا ہے کہ ڈی۔ بی۔ ہائی اسکول پنڈی گھیب کو فوراً گورنمنٹ سکول بنا دیا جائے۔ اور فتح جنگ۔ ادھوال۔ ٹمن۔ ودلیل۔ حسن ابدال کے مڈل سکولوں کو جلد ہائی سکول بناکر پروانشیلائز کر دیا جائے۔

۷۔ راولپنڈی ڈویژن کے کاشتکاروں کی نوبت ایسی نہیں جو جلد دور ہو جائے۔ اس لئے یہ جلسہ پنجاب گورنمنٹ (وزارت تعلیم) سے مستدعی ہی کہ اس ڈویژن کے کاشتکاروں کے لئے انگریزی مدارس کے سیکنڈری ڈیپارٹمنٹ میں نصف فیس کی رعایت کو جو عارضی ہے۔ اور جس کی منظوری سالانہ صرف ایک سال کے لئے ہوتی رہتی ہے مستقل منظور فرمایا جائے۔

۸۔ چونکہ عام طور پر مسلمان بوائے اسکاوٹس کی مفید تحریک میں بہت کم دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس لئے اس کانفرنس کی رائے میں ضروری ہی کہ تمام اسلامی ہائی اسکولوں میں اس تحریک کو عملی جامہ پہنایا جائے اور یہ کانفرنس اسلامیہ مدارس کے ہیڈ ماسٹر صاحبان سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اس کی طرف فوری توجہ مبذول کریں۔

۹۔ اس کانفرنس کی رائے میں مغلپورہ کالج میں مسلمان طلبہ کی کمی قابل افسوس ہی۔ اور یہ کانفرنس گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ اس میں طلبہ کے داخلہ کے وقت دیگر تعلیم گاہوں کی طرح تناسب آبادی ملحوظ رکھا جائے۔ اور اس مفید صیغۂ تعلیم میں حصہ لینے کا جس کا ابھی آغاز ہوا ہی مسلمانوں کو دیگر قوموں کے مساوی موقعہ دیا جائے۔

نیز اس کانفرنس کی رائے میں مغلپورہ کالج کے ٹیچنگ اسٹاف میں مسلمان پروفیسران کی کمی افسوسناک ہے لہذا یہ کانفرنس گورنمنٹ سے ملتجی ہے کہ اس کمی کو جلد پورا کر کے مسلمانان پنجاب کی شکایت رفع کی جائے۔

۱۰۔ اس کانفرنس کی رائے میں ان مسلمان طلبائے صوبہ پنجاب کی جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے امتحانِ وکالت پاس کر کے پنجاب میں پریکٹس کرنے کی اجازت کی درخواست کرتے ہیں۔ عدالت ہائی کورٹ لاہور کے اس وضع کردہ قانون سے سخت حق تلفی ہی کہ جس کی رو سے وہ نہایت ہی قلیل تعداد میں حقدار لائسنس سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ کانفرنس عدالت عالیہ سے بڑے زور سے استدعا کرتی ہے کہ ایسے طلبہ کو وہی حقوق عطا فرمائے۔ جو پنجاب یونیورسٹی کے پاس کردہ طلبہ کو حاصل ہیں۔ خصوصاً جبکہ مسلم یونیورسٹی نے پنجابی طالب علموں کے لئے صوبہ پنجاب کے مخصوص قوانین و ایکٹ ہائے کو اپنے نصاب میں داخل کر لیا ہی۔

۱۱- یہ کانفرنس مسٹر ایچ - ایم کاون ڈپٹی کمشنر و دیگر افسران ضلع کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے کہ اُنھوں نے کانفرنس کے مقاصد کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی اور اس کے اجلاس کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔

# رزولیوشن ہائے منظور کردہ پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ بمبئی بمقام پونہ

## جن کی اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ بمبئی میں تائید ہوئی

۱- اس کانفرنس کی رائے میں کسی شعبہ یا دفتر میں کسی ایک قوم کے آدمیوں کا زیادہ جمع ہونا مضر ہے، اور اس اصول کی بنیاد پر گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ کلرکی اور دوسرے عہدوں پر مسلمان عہدہ داروں کو دوسری اقوام کے عہدہ داروں کے ساتھ شامل کردینے سے (بالخصوص صیغہ تعلیم کے متعلق) دیگر اقوام کے زور کو کم کردے۔

۲- اس کانفرنس رائے میں مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ہر شئے میں بڑی تبدیلی ہورہی ہے مسلمان وزیر تعلیم کا تقرر ضروری ہے- اور گورنمنٹ کو اس ضرورت کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ مناسب وقت پر اس باب میں کارروائی کرے

۳- اس کانفرنس کو افسوس ہے کہ صوبہ بمبئی خاص کی ہر کمشنری میں کم از کم ایک مسلمان ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر کے تقرر کا دستور جو کچھ عرصہ پیشتر تک جاری تھا اب اُس کے خلاف عمل ہورہا ہے، اور گورنمنٹ سے سفارش کرتی ہے کہ اس اصول پر دوبارہ عمل شروع کرے جو عرصہ سے مانا ہوا ہے اور اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔

۴- یہ کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ مثل دیگر یونیورسٹیوں کے بمبئی یونیورسٹی مدرسین کو اجازت دے کہ کسی باقاعدہ مدرسہ میں دو سال ملازمت کرنے کے بعد کسی کالج میں تعلیم حاصل کئے بغیر امتحان یونیورسٹی میں شریک ہوسکیں۔

۵- اس کانفرنس کی رائے ہے جماعت ہائے اسلامی کے زیر اہتمام مدارس امدادی کی کمی کی وجہ گرانٹ ان ایڈ کے قواعد میں نقص ہے، جو دولتمند اقوام کی ضرورت کے موافق ہیں- اور گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے کہ بلحاظ مسلمانوں کے افلاس کے ان قواعد میں گنجائش ہو کہ ان مدارس کے سالانہ خرچ میں سے ۵۰ فیصدی سے ۷۵ فیصدی تک بطور گرانٹ ان ایڈ مل سکے۔

۶- یہ کانفرنس گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے کہ بمقام رند ہیر اسمٰعیل کالج کی تعمیر میں عجلت کرے اور حتی الامکان بہت جلد اُس کو جاری کر دے اور تجویز کرتی ہے کہ جب تک مجوزہ عمارتیں تیار ہوں کالج کرایہ کے مکان میں کھول دیا جائے اور حتی المقدور بہت جلد کھولا جائے۔

۷- یہ کانفرنس زور سے شکایت کرتی ہے کہ خود غرض لوگوں نے نگدی کے قریب تعلیمی مقاصد کے لئے زمین حاصل ہونے میں رکاوٹیں پیدا کیں اور گورنمنٹ سے پورے زور کے ساتھ درخواست کرتی ہے کہ حصول اراضی کے قانون کا عملدرآمد ملتوی نہ کرے اور نیز ٹرسٹی صاحبان کو توجہ دلاتی ہے کہ بلاتعویق تجویز کو عمل میں لائیں۔

۸- یہ کانفرنس زور سے درخواست کرتی ہے کہ گورنمنٹ محمدن ایجوکیشنل کمیٹی ۱۹۱۷ء کی ان سفارشات کو حتی المقدور جلد عمل میں لائے جن پر ابھی عمل نہیں ہوا ہے۔

۹- یہ کانفرنس توقع کرتی ہے کہ گورنمنٹ احکام نافذ فرما کر اُن کو شکر گزاری کا موقعہ دے کہ مکمل اُردو پرائمری مدارس کی جماعت ہائے پنجم و ششم و ہفتم کے نصاب تعلیم میں انگریزی زبان کو شامل کیا جائے اور فیس تعلیم میں کوئی اضافہ نہ ہو۔

# رزولیوشن ہائے منظور کردہ اجلاس مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ حیدرآباد سندھ

جن کی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ بمبئی میں تائید ہوئی

۱- اس کانفرنس کی بلا شک و شبہ یہ رائے ہے کہ صوبہ سندھ میں مسلمانوں کی تعلیم قابل اطمینان ترقی نہ کرے گی جب تک کہ کوئی مسلمان سندھ میں تعلیمی انسپکٹر نہ مقرر ہوگا اور گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ صوبہ سندھ میں سے اور اگر وہاں میسر نہ آئے تو احاطہ بمبئی میں سے اور اگر وہاں بھی دستیاب نہ ہو تو ہندوستان کے کسی حصہ میں سے کوئی مناسب مسلمان افسر اس عہدہ پر مقرر کیا جائے۔

۲- قرار پایا کہ اس کانفرنس کی رائے میں سندھ کے تمام مدارس میں ہیڈ ماسٹر اور نیز اسسٹنٹ ماسٹر و نیز آبادی کی بنیاد پر ۷۴ فیصدی مسلمان ہونے چاہیئے اور مسلمانوں کو سررشتہ تعلیم میں ملازمت کرنے کے واسطے خاص ترغیبات ہوں مثلاً مخصوص وظائف اس شرط پر دئے جائیں کہ گریجویٹ ہونے کے بعد سررشتہ تعلیم میں ملازمت کرنی ہوگی یا سررشتہ تعلیم میں ملازمت کی صورت میں ابتدائی تنخواہ زیادہ دیجائے غرض کہ اسی قسم کی ترغیبات ہوں۔

یہ کانفرنس اس بات پر بھی زور دیتی ہے کہ ہائی اسکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے جو چند عہدے عنقریب خالی ہوں اُن کو سررشتہ تعلیم میں سے قابل مسلمان افسر انتخاب کر کے پُر کیا جائے اور اگر سندھ میں قابل مسلمان نہ ملیں تو بیرونی مسلمانوں سے پُر کیا جائے یہاں تک کہ آیندہ چند سال میں ہیڈ ماسٹروں میں ۴۰٪ فیصدی مسلمان ہوں۔

۳۔ اس بنا پر کہ صوبہ سندھ میں زمانہ گذشتہ میں مسلمانوں کی تعلیم کو مسلمان ڈپٹی انسپکٹروں کے نہ ہونے سے جو مختلف اضلاع کے تعلیم کے ذمہ دار ہوتے ہیں بہت نقصان پہنچا ہے اور نیز اس بنا پر کہ جس وقت ابتدائی تعلیم کی نگرانی لوکل بورڈس کے سپرد ہوگی تو اُن کو منتظم افسر مقرر کرنے ہوں گے یہ کانفرنس گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے کہ ایسی آسانیاں بہم پہنچائے کہ جن کی وجہ سے واجبی نسبت سے مسلمان منتظم افسر مقرر ہو جائیں بالخصوص اب جب کہ کافی تعداد قابل مسلمانوں کی مل سکتی ہے۔

نیز قرار پایا کہ اس رزولیوشن کی نقول مقامی افسروں کی خدمت میں بھیجی جائیں اور اُن سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں اس پر عملدرآمد کریں۔

۴۔ بالعموم ترقی تعلیم کی غرض سے اور بالخصوص مسلمانوں کی تعلیم کے نفع سے یہ کانفرنس گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے کہ جلد سے جلد ابتدائی تعلیم کو جبریہ کرنے کے واسطے ضروری کارروائی کرے۔

۵۔ اس کانفرنس کی رائے میں ملا اسکولوں کا موجودہ انتظام قابل اطمینان نہیں ہے اور اُس میں حسب ذیل طریقوں پر اصلاح ہونی چاہیئے۔

(۱) یہ پورا سلسلہ ایک مسلمان تعلیمی انسپکٹر کی زیر نگرانی ہو

(۲) ان مدارس کو آیندہ مسلم اسکول کہا جائے۔

(۳) جس وقت کہ کسی رقبہ میں جبریہ تعلیم کے اصول کا نفاذ ہو تو ملا اسکول جو اس علاقہ میں موجود ہوں اُن کو فی الفور پرائمری اسکول بنا دیا جائے اور اُن میں مذہبی تعلیم کا بندوبست کر دیا جائے۔

(۴) فی الحال ملا اسکولوں میں سے جو پرائمری اسکول بننے کے قابل ہوں اُن کو فی الفور پرائمری اسکول بنا دیا جائے۔

۶۔ اس صوبہ میں بہترین تعلیمی مفاد کی غرض سے اس کانفرنس کی رائے میں نہایت ضروری ہے کہ زمیندار وغیرہ لوگوں کے بیٹوں کے واسطے انٹرمیڈیٹ درجہ تک ثانوی تعلیم کا مکمل سلسلہ قائم کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ایک سندھ زمیندار کالج قائم کیا جائے جس میں طلبا کی سکونت کا

بھی انتظام ہو اور زمینداروں اور نیز پبلک کو فوراً ایک لاکھ روپیہ چندہ سے اس مقصد کے واسطے جمع کرنا چاہیئے اور گورنمنٹ سے درخواست کرنی چاہیئے کہ مہربانی سے جسقدر جلد ممکن ہو ایسا کالج قائم کرے۔

۷- یہ کانفرنس افسوس سے دیکھتی ہے کہ ہائی اسکولوں اور کالجوں میں مسلمان لڑکوں کو داخلہ میں مشکل ہوتی ہے اس لئے سفارش کرتی ہے کہ فی الحال تمام اسکولوں کالجوں اور بورڈنگ ہوسوں میں جو سرکاری روپیہ سے قائم ہیں کم از کم پچاس فیصدی جگہیں مسلمان لڑکوں کے لئے محفوظ کردی جائیں۔

۸- اس کانفرنس کی رائے میں گورنمنٹ نے پسماندہ اقوام کے واسطے وظائف کی تجویزیں جو علوم عامہ پڑھنے والے مسلمان طلبا کے واسطے بارہ وظیفے مہیا کئے ہیں وہ سندھ کے مسلمانوں کی ضرورتوں کے واسطے ناکافی ہیں اور اصرار کرتی ہے کہ اس قسم کے وظیفے کم از کم چالیس ہونے چاہئیں۔

نیز اس بنا پر کہ بندھ باندھنے کے لئے اور زراعت میں بہت ترقی ہونے کی وجہ سے محکمۂ تعمیرات میں توسیع ہوگی نہایت ضروری ہے کہ زیادہ مسلمانوں کو فنِ انجینیری کی تعلیم دی جائے اس لئے گورنمنٹ سے درخواست کی جاتی ہے کہ سندھ کے مسلمانوں کے واسطے فنِ انجینیری کی تعلیم کے لئے پانچ وظیفے منظور کرے۔ اس کانفرنس کی رائے میں سندھ کے مسلمان طلبا کے واسطے وظیفہ کی مقدار بجائے چالیس روپئے کے پچاس روپئے ماہوار ہونی چاہیئے۔

اس کانفرنس کی یہ بھی رائے ہے کہ انجینیرنگ کالج کراچی کے لوئر سبارڈنٹ شاخ میں کم از کم پچاس جگہیں مسلمانوں کے واسطے محفوظ ہونی چاہئیں اور بیس وظیفے مناسب مقدار کے دئے جائیں تاکہ سندھ کے مسلمان میٹرک پاس طلبا کو یہ کورس لینے کی رغبت ہو۔

نیز اس بنا پر کہ سندھ کے مسلمانوں میں جو آبادی کا بیشتر حصہ ہیں طبی تعلیم نے کوئی نمایاں ترقی نہیں کی یہ کانفرنس گورنمنٹ سے سفارش کرتی ہے کہ مناسب مقدار کے کافی تعداد میں وظائف این - بی - بی - ایس اور ایل - سی - پی - ایس کورسوں کے واسطے مقرر کرکے کافی مقدار روپیہ کی سندھ کے مسلمان لڑکوں کی طبی تعلیم پر صرف کرے۔

۹- یہ کانفرنس افسوس کے ساتھ دیکھتی ہے کہ مسلمان کمیٹی مقررشدہ ۱۹۱۵ء نے جو سفارشیں مسلمانوں کی تعلیم کی نسبت گورنمنٹ سے کی تھیں وہ یا تو نامنظور ہوئیں اور اگر کسی باب میں منظور ہوئیں تو اُن پر عملدرآمد نہیں ہوا اس لئے یہ کانفرنس صدق دل سے توجہ دلاتی ہے کہ

(۱) تمام لوکل بورڈ اور میونسپل مدارس میں مسلمان طلبا کے واسطے ایک پورے وقت کام کرنے والے معلّم قرآن کے ذریعہ سے قرآن پاک کی باقاعدہ تعلیم کا انتظام ہو۔

(۲) مسلمان آبادی کی نسبت سے پرائمری اسکولوں میں مسلمان ماسٹروں کی تعداد ہو۔

(۳) پرائمری اسکولوں میں مسلمان طلبا رکے واسطے دو روپئے و تین روپیہ ماہوار وظائف کی تعداد میں بہت کچھ اضافہ ہوا ور باہر سے آنے والے طلبا رکے واسطے پانچ سے سات روپیے ماہوار تک نئے وظائف قائم کئے جائیں۔

(۴) مردوں کے ٹریننگ کالج حیدرآباد سندھ میں ایک مسجد بھی بنائی جائے۔

۱۰۔ تاکہ ثانوی تعلیم سندھ کے مسلمانوں میں ترقی کرے یہ کانفرنس گورنمنٹ سے حسب ذیل فارشیں کرتی ہے کہ اُن پر جلد عمل ہو۔

(۱) ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ تھرو پارکر کی یہ خواہش پوری کی جائے کہ میرپور خاص میں لوکل بورڈ کا موجودہ مدرسہ بورڈ مذکور کی پیش کردہ شرائط کے بموجب ہائی اسکول بنا دیا جائے۔

(۲) چونکہ نوشہرو مدرسے کے متعلق ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کا موجودہ بورڈنگ ہوس مسلمانوں کی بڑھنے والی ضروریات کے واسطے کافی نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اُس کی توسیع کے واسطے بورڈ کو فیاضی سے امداد دے۔

(۳) اب وہ وقت آگیا ہے کہ سندھ کے ہر ضلع میں کم از کم ایک ہائی اسکول اور ہر تحصیل میں ایک اینگلو ورنیکلر مڈل اسکول ہوا ور سندھ کے مسلمانوں میں تعلیم انگریزی کی اشاعت کے واسطے ہر مدرسے کے ساتھ مسلمان طلبا رکے لئے ایک بورڈنگ ہوس زیر نگرانی ایک مسلمان سپرنٹنڈنٹ کے اور ایک مسجد ہو۔

(۴) سندھ کی فوری ضرورتوں اور زمانہ گزشتہ میں مسلمانوں کی تعلیم سے غفلت کے لحاظ سے سات سو وظائف جو گورنمنٹ کی طرف سے سات سال میں دئے جانے تجویز ہوئے ہیں چونکہ بہت ناکافی ہیں۔ اُن کی تعداد میں ایک معتد بہ اضافہ ہونا چاہیئے اور وہ سب جماعتوں میں ایک ساتھ دئے جائیں۔

(۵) چونکہ ٹانڈو باگو مدرسہ کو ابھی تک کسی قسم کی امداد نہیں ملی ہے مدرسہ مذکور کی تعمیر اور نیز روز مرہ کے تعلیمی اخراجات کے واسطے فیاضانہ امداد ملنی چاہیئے۔

(۶) گورنمنٹ ہائی اور اینگلو ورنیکلر مڈل اسکولوں میں معافی فیس والے مسلمان طلبا کی تعداد جو اب تک ۲۰ فیصدی ہے اُس کو ۵۰ فیصدی کر دیا جائے۔

۱۱۔ یہ کانفرنس حیدرآباد سندھ میں مردوں کے ٹریننگ کالج کے کورس میں سے زبان فارسی خارج

ہونے پر اظہار ناراضی کرتی ہے کیونکہ اس سے سندھی علم ادب کی ترقی کو بہت نقصان پہنچے گا اور گورنمنٹ کو زور کے ساتھ توجہ دلاتی ہے کہ اُس کو دوبارہ کورس میں داخل کرنے کا بندوبست کرے۔

۱۴۴ - قرار پایا کہ یہ کانفرنس گورنمنٹ کو سندھ میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق حسب ذیل ضرورتوں کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

یہ کانفرنس سندھ میں مسلمان لڑکیوں کو تعلیم دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے یہ معلوم کرکے افسوس کرتی ہے کہ گورنمنٹ نے باوجود مسلمانوں کی تعلیمی کمیٹی کی سفارشوں کے جو ۱۹۱۵ء میں مقرر ہوئی تھی ابھی تک تعلیم نسواں کی توسیع کے واسطے کوئی خاص انتظام نہیں کیا اور درخواست کرتی ہے کہ مہربانی سے اُن سفارشات پر جلد عملدرآمد ہو۔

اور مسلمانوں کی محسوسات اور خیالات کا لحاظ کرتے ہوئے اس کانفرنس کی زور کے ساتھ یہ رائے ہے کہ سندھ میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے جو بھی اسکیم ہو اُس میں اُن کے پردہ کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ اس لئے یہ کانفرنس عورتوں کے ٹریننگ کالج میں جو حیدرآباد سندھ میں ہے مرد اُستادوں اور اسٹاف میں دیگر مرد ملازم ہونے کی سخت مخالفت کرتی ہے۔

اور اس کانفرنس کی یہ بھی رائے ہے کہ لڑکیوں کے مدارس کی انسپکٹریس کے ماتحت ایک مسلمان ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر ملازم رکھا جائے جو لڑکیوں کے نئے مدرسے کھولنے اور سندھ کے مسلمانوں میں تعلیم اناث کو ترقی دینے میں اُس کی امداد کرے۔

اور یہ کانفرنس اس بات کی بھی سفارش کرتی ہے کہ سندھ کے ورنیکلر مدارس میں مسلمان لڑکیوں کے واسطے وظائف کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہونا چاہیئے اور ہر وظیفہ کی مقدار ۵ روپیہ ماہوار ہونی چاہیئے۔ اور حیدرآباد سندھ کے ٹریننگ کالج میں مسلمان طالبات العلم کے واسطے وظائف کی تعداد علیحدہ کر دینی چاہیئے اور ۵۰ فیصدی اُن تمام وظائف کا ہونا چاہیئے جو اُس کالج میں دیئے جائیں اور اُن کی مقدار بھی بڑھنی چاہیئے یہ کانفرنس اس بات پر بھی توجہ دلاتی ہے کہ سررشتہ تعلیم اُن موجودہ مشکلات پر غور کرے جو فقط مسلمان لڑکیوں کو اپنے ضمانت نامہ مختارکاروں اور اُن کے کلرکوں اور کارکن اسٹاف سے تصدیق کرانے میں ہوتی ہے لہذا ضمانت نامہ کی تصدیق کے واسطے زیادہ آسان طریقے تجویز ہونے چاہیئیں۔

اور اس کانفرنس کی یہ رائے بھی ہے کہ حیدرآباد سندھ میں طبقہ اُناث کے ٹریننگ کالج کے متعلق ایک مشیر کمیٹی مقرر ہو جس کے ۵۰ فیصدی ممبر مسلمان ہوں اور یہ کمیٹی کالج مذکور کے مفاد کو ترقی

دینے میں مدد کرے اور مشورہ دے۔

۱۳۔ اس کانفرنس کی یہ بھی رائے ہے کہ مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت بغیر کسی رکاوٹ کے ہونے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کے اسسٹنٹوں میں سے ایک ہمیشہ مسلمان ہو۔

(ب) جب تک کہ مسلمان تعلیمی انسپکٹر کے تقرر کے متعلق کانفرنس کی سفارش پر عمل نہ ہو تعلیمی انسپکٹر کا پرسنل اسسٹنٹ سندھ میں ہمیشہ مسلمان ہونا چاہیئے۔

(ج) کمشنر کے دفتر میں صیغہ تعلیم ایک مسلمان اسسٹنٹ کمشنر کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔

۱۴۔ قرار پایا کہ یہ کانفرنس گورنمنٹ کو توجہ دلاتی ہے کہ کراچی میونی سپلٹی کے نئے اسکول بورڈ میں جو بموجب منشا رجیریہ ابتدائی تعلیم کے قانون کے قائم ہوا ہے کم از کم نصف نمایندے مسلمان ہوں جو کراچی میں مسلمان آبادی کی نسبت کے موافق ہوگا۔

۱۵۔ یہ کانفرنس سرکریم بھائی مرحوم اور جانا بائی کی فیاضی کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے کہ انھوں نے دس لاکھ روپیہ مسلمان طلبار کو بطور قرض دیا جانے کو عطا کیا تاکہ وہ ہندوستان میں گریجویٹ ہونے کے بعد اپنی تعلیم کی تکمیل کی غرض سے ممالک غیر کو جائیں اور معطیوں کے ورثار کی خدمت میں شکریہ پیش کرتی ہے یہ کانفرنس بمبئی یونیورسٹی سے بھی درخواست کرتی ہے کہ معطیوں کی منشا کے موافق قرضہ کو فقط مسلمان طلبار تک محدود رکھے اور اگر کسی سال میں کوئی لائق مسلمان قرضہ کے واسطے درخواست نہ کرے تو روپیہ کو جمع رکھے۔

۱۶۔ یہ کانفرنس ادب کے ساتھ حضور نواب صاحب جونا گڑھ کی خدمت میں گزارش کرتی ہے کہ ازراہِ الطاف سندھ کے مسلمان طلبار کو اپنی ریاست کے کالج میں داخلہ کی اجازت دیں۔

۱۷۔ قرار پایا کہ منتظمین بمبئی یونیورسٹی سے درخواست کی جائے کہ تعلیم عربی کے واسطے سابق انعامات کی تجدید اور اس مقصد کے لئے نئے وظائف قائم کریں اور اس کانفرنس کی رائے میں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ صوبہ بمبئی کے سرکاری وغیر سرکاری مدارس اور کالجوں میں زبان عربی کے استاد مقرر ہوں

۱۸۔ قرار پایا کہ چونکہ سندھ میں جو زیادہ تر ایک مسلمان صوبہ ہے تعلیم کی توسیع مسلمانوں کے سندھی علم ادب کی ترقی پر منحصر ہے یہ کانفرنس گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے کہ خاص انعامات اور نذرانے عطا کرنے سے مسلمان مؤلفوں اور مصنفوں کی ہمت افزائی کرنے کا مناسب انتظام کرے۔

۱۹۔ اس کانفرنس نے ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ نواب شاہ کی کارروائی کو بہ نظر استحسان دیکھا

کہ اُس نے ۔ ۳ مسلمان طلبا کو جو ثانوی تعلیم پاتے تھے مفت بورڈنگ ہوس میں رہنے کی اجازت دی او
صوبہ سندھ میں دیگر ڈسٹرکٹ لوکل بورڈوں سے درخواست کرتی ہی کہ اس نمونہ کی پیروی کریں۔

۲۰۔ چونکہ وہ ریڈریں جو سررشتہ تعلیم نے بھی ابتدائی مدارس کے واسطے تجویز کی ہیں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی ضرورتوں کے واسطے بہت ناموزوں ہیں یہ کانفرنس مرکزی کمیٹی سے درخواست کرتی ہے کہ یہ نقص رفع ہونے کے واسطے ضروری انتظام کرے۔

۲۱۔ یہ کانفرنس بمبئی یونیورسٹی کے چانسلر صاحب سے سفارش کرتی ہی کہ یونیورسٹی کے سنیٹ میں مسلمانوں کے کافی نمایندے ہوں اور یونیورسٹی کے امتحانات میں مناسب نسبت سے مسلمان ممتحن مقرر ہوں۔

۲۲۔ یہ کانفرنس بمبئی یونیورسٹی سے سفارش کرتی ہی کہ ڈگری کے امتحانات کے لئے تاریخ اسلام کو اختیاری مضمون قرار دے۔

| نمبر | نام لیکچرار | نام مضمون |
| --- | --- | --- |
| ۱ | مسٹر عبد المجید قریشی، ایم اے، ریڈر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ | تعلیمی اعتبار سے ابتدائی ریاضیات کی قدر و قیمت |
| ۲ | مسٹر فیروز الدین مراد بی اے، ایم ایس سی چیرمین فزکس ڈپارٹمنٹ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ | علم طبیعات کے دلچسپ تجربے اُس کا طریق تعلیم اور نصاب تعلیم میں اُس کی اہمیت |
| ۳ | ڈاکٹر علی قاسم خاں صاحب منصوری، بی اے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ | علم کیمیا |
| ۴ | مسٹر رشید احمد صدیقی، ایم اے لیکچرر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ | زبانِ اُردو |
| ۵ | مسٹر سوہن لال بی اے، بی ٹی لیکچرار جغرافیہ و تاریخ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور | جغرافیہ کا تصور اور اُس کی تعلیم میں مشاہدات کی ضرورت |
| ۶ | مولوی ابن حسن صاحب ایم اے، پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن | تاریخ کا معیارِ صحت |
| ۷ | پروفیسر سید محمد ہادی حسن صاحب بی اے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ | علم طبقات الارض |
| ۸ | خواجہ اسد اللہ صاحب بی اے گورنمنٹ لائبریرین دہلی | کتب خانوں کا قیام اور اُنکی نگہداشت |
| ۹ | مسٹر اسد یوشیر ماسٹر سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور | مصوری و نقاشی |
| ۱۰ | ڈاکٹر عبد الحمید صاحب ایم بی بی ایس | طبی معائنہ مدارس و حفظ صحت |
| ۱۱ | ڈاکٹر محمد فیاض خاں صاحب مسلم یونیورسٹی علیگڑھ | اسکول کے بچوں کا طبی معائنہ |
| ۱۲ | خانصاحب سید مقبول شاہ صاحب آئی ای ایس انسپکٹر دینیکولر ایجوکیشن پنجاب لاہور | کم لاگت کے اسکول |
| ۱۳ | سید آلِ علی صاحب نقوی بی اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس مراد آباد | بوائے اسکاؤٹنگ تعلیمی اور اسلامی نقطہ نگاہ سے |
| ۱۴ | سید بشیر حسن صاحب زیدی بی اے بیرسٹر ایٹ لا حال ہیڈ ماسٹر مسلم یونیورسٹی اسکول علیگڑھ | تعلیم بالغان |
| ۱۵ | آغا عطاء اللہ خانصاحب جی سی ایس اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز منٹگمری | انجمنہائے امداد باہمی اور تعلیمی جد وجہد |
| ۱۶ | محمد عبد المجید خانصاحب پولٹری فارم ڈاکخانہ نجانی ضلع میرٹھ | انجمنہائے امداد باہمی |
| ۱۷ | سید نثار حسین صاحب پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ علیگڑھ | اصلاح تمدن |
| ۱۸ | مولوی نیاز محمد خانصاحب اُردو معلم نارمل اسکول الہ آباد | ابجد کی تعلیم کھیل کے ذریعے سے |
| ۱۹ | پیر کریم بخش صاحب پی ای ایس پرسنل اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب بہادر تعلیمات پشاور | لندن کی تعلیمی نمائش |
| ۲۰ | مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب ایم اے بی ٹی لیکچرر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی | منٹسوری طریقۂ تعلیم |
| ۲۱ | قاضی جلال الدین صاحب لیکچرر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ | ارض القرآن |
| ۲۲ | خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پت ضلع کرنال | تعلیم اور قرآن |
| ۲۳ | سید قاسم حسین صاحب بی اے اسسٹنٹ ماسٹر مسلم یونیورسٹی اسکول علیگڑھ | اسکول کے لڑکوں کی سبق آموز سیاحت |

# آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

## کا

## سالانہ اجلاس ۱۹۲۵ء

امسال کانفرنس کا سالانہ اجلاس علی گڑھ میں دسمبر کے آخر ہفتہ میں ہوگا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ ہے کہ اسی زمانہ میں مسلم یونیورسٹی کا پنجاہ سالہ جشن جوبلی منعقد ہوگا۔ جس میں تمام ہندوستان کے ہر طبقے کے مسلمان کثرت کے ساتھ شریک ہونگے۔ انھیں میں آل انڈیا مسلم لیگ اور اردو کانفرنس اور اردو پریس کانفرنس کے اجلاس منعقد ہونگے۔ اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا جلسہ ہوگا اور ایک تعلیمی نمائش بھی وسیع پیمانہ پر ترتیب دی جائیگی۔ اس موقع پر مختلف مباحث پر ملک کے نامی اصحاب کی تقریریں اسلامی درسگاہوں کے طلبہ کی مقابلہ کی تقریریں اور مباحثے اور مختلف قسم کے کھیلوں کے میچ بھی ہونگے جن سے اس قومی ہفتہ کی دلچسپیوں اور جشن کی کشش میں اضافہ ہو جائیگا امید کہ امسال اجلاس کانفرنس میں کثرت کے ساتھ بزرگان اور محبان قوم شریک ہونگے۔

حسب دستور سابق فیس ممبری کانفرنس مبلغ پانچ روپیہ اور فیس وزیٹری دو روپیہ ہے جو بذریعہ سفیر کانفرنس عنایت فرمائی جائے۔

(دستخط) محمد حبیب الرحمن خاں شروانی

۱۷؍ اگست ۱۹۲۵ء

آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ